75

وما ارسلناك الا رحمة للعالمین

سیرۃ النبیؐ

حصہ اول

اس کتاب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مفصل حالات

درج ہیں

مصنفہ

ابوالفرح عبدالرحمٰن دہلوی

قیمت چار روپے

Marfat.com

Marfat.com

۲۹۷۶۹۹۲۱
۲ ۲۸ ۲
۳/۱۸۶
۷.۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیرۃ النبیؐ

الحمد للہ رب العٰلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام
علیٰ رسولہٖ محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین ○

حضورؐ کا خاندان

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان سے ہیں حضرت ابراہیمؑ بابل کے باشندے تھے ان کا باپ آزر بت پرست تھا، اللہ عزوجل نے حضرت ابراہیمؑ کو موحد بنایا! آپ کو بت پرستی سے منع کیا جب باپ نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تو حضرت ابراہیمؑ اپنی بی بی سمیت بیت المقدس کی طرف ہجرت کر گئے۔ راستہ میں ایک ظالم بادشاہ خوبصورت عورتوں پر ہاتھ ڈالا کرتا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ یعنی حضرت اسحٰقؑ کی والدہ بہت خوبصورت تھیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی زوجہ سے کہا "دین کے اندر تم میری بہن ہو۔ جب بادشاہ بُری نیت سے تم پر ہاتھ ڈالے تم کہنا یہ میرا بھائی ہے"۔ اس بادشاہ نے حضرت ابراہیمؑ کو ایک لونڈی عطا کی، حضرت ابراہیمؑ نے اس سے نکاح کیا۔ حضرت اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے یہ آپ کے اکلوتے بیٹے تھے، حضرت ابراہیمؑ کی بی بی کو حضرت اسمٰعیلؑ کے پیدا ہونے سے بڑی غیرت ہوئی کہ میرے بطن سے اولاد نہیں ہوتی۔ اور میرے گھر کی لونڈی سے لڑکا پیدا ہوگیا، ان دونو میں لڑائی جھگڑا ہونے لگا حضرت ابراہیمؑ حضرت اسمٰعیلؑ اور ان کی والدہ کو مکہ معظمہ لے آئے یہ اس وقت جنگل تھا۔ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں کہتا ہے:-

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ

یاد کرو وہ وقت جب حضرت ابراہیمؑ نے کہا اے میرے رب کر اس شہر کو امن والا اور بچا مجھ کو اور میری اولاد کو اس سے کہ ہم بت پرستی کریں اے میرے پروردگار ان بتوں نے

Marfat.com

النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ رَبَّنَا اِنِّيْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ٥

گمراہ کیا ہے بہت لوگوں کو۔ پس جس شخص نے میری تابعداری کی اور وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری نافرمانی کی پس تحقیق تو بخشنے والا مہربان ہے اے ہمارے رب میں نے اپنی اولاد کو ایسی وادی میں بسایا ہے جہاں کوئی کھیتی نہیں تیرے ادب والے گھر کے نزدیک اے ہمارے رب اس لئے کہ قائم رکھیں نمازیں بہت سے لوگوں کے دل ان کی طرف جھکا اور ان کو میووں کا رزق بہم پہنچا تاکہ وہ (تیرا) شکر کریں۔

صحیح بخاری میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے "حضرت اسمٰعیلؑ اپنی والدہ ماجدہ کی گود میں دودھ پی رہے تھے، حضرت ابراہیمؑ ان دونو کو بیت اللہ کے نزدیک زمزم کے اوپر ایک بڑے درخت کے قریب چھوڑ گئے اس وقت مکہؑ میں کوئی آدمی نہیں رہتا تھا، اور نہ وہاں پانی تھا، حضرت ابراہیمؑ نے ان دونوں کو

---

[1] مکہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ شہر سرکشوں کا تکبر دور کر دیتا ہے۔ اس کا دوسرا نام بکہ ہے کیونکہ یہاں بہت لوگوں کا ہجوم ہوتا ہے، بعض مورخ کہتے ہیں شہر کا نام مکہ ہے اور بیت اللہ کا نام بکہ ہے، اس کا تیسرا نام اُم القریٰ ہے، چوتھا نام بیت العتیق ہے یعنی یہ شہر سرکشوں اور متکبروں سے آزاد کیا گیا ہے، پانچواں نام بلد الامین ہے ام القریٰ کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :۔

لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ۔ "تاکہ تو اے محمدؐ اس شہر اور اس کے ارد گرد کی بستیوں میں لوگوں کو عذاب خدا سے ڈرائے۔

بلد الامین کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ !
قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی اور طور سینین کی اور اس امن والے شہر کی۔

بیت العتیق کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۔ اور پھر چاہیے طواف کریں اس قدیم گھر کا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے نکلے۔ تو اونٹ پر کھڑے ہو کر کہا "مجھے معلوم ہے کہ تو ساری دنیا میں مجھے سب سے زیادہ محبوب شہر ہے اور خدا کے نزدیک بھی تو سب سے زیادہ پسندیدہ شہر ہے اگر مشرک مجھے یہاں سے نہ نکالتے تو میں کبھی اس شہر سے نہ نکلتا"

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ "اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں مکہ میں سکونت اختیار کرتی۔ کیونکہ آسمان مکہ سے بہت ہی قریب ہے۔ جتنا اطمینان قلب مجھے مکہ میں حاصل ہے اتنا اطمینان مجھے کسی اور شہر میں (باقی صفحہ ۴)

Marfat.com

یہاں چھوڑا اور ایک جراب جس میں کھجوریں تھیں اور پانی کی مشک ان کے پاس رکھ دی اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ پشت پھیر کر چلے گئے۔ حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ ماجدہ ان کے پیچھے چلیں اور کہا "آپ ہم کو اس وادی میں جہاں

حاصل نہیں اور مجھے مکہ میں چاند بہت ہی خوبصورت نظر آتا ہے"۔

حضرت ابن ام مکتوم رضؓ نابینا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی نکیل پکڑ کر طواف کرتے ہوئے یہ کہہ رہے تھے۔

یا حبذا مکۃ من وادی ارض بہا اہلی وعوادی — اے مکہ کیسی اچھی وادی ہے تو وہ سرزمین ہے جہاں میرے

ارض بہا ترسخ اوتادی ارض بہا امشی بلا ہادی — اہل و عیال اور میری عیادت کرنے والے رہتے ہیں وہ سرزمین جہاں میری میخیں مضبوط گڑی ہوتی ہیں وہ سرزمین جہاں میں کسی کی رہنمائی کے بغیر چلتا ہوں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضؓ اور حضرت بلال رضؓ مدینہ آئے تو حضرت ابوبکر رضؓ کو بخار چڑھ گیا فرمایا:

کل امرئ مصبح فی اہلہ — ہر شخص اپنے گھر والوں میں خوش بیٹھا ہے

والموت ادنیٰ من شراک نعلہ — اور موت اس کی جوتی کے تسمہ سے بھی قریب ہے۔

حضرت بلال رضؓ کو بھی بخار چڑھتا، جب بخار اترتا تو بلند آواز سے کہتے:۔

الالیت شعری ہل ابیتن لیلۃ — کاش میں ایک شب مکہ کے وادی میں گذارتا۔

بفخ وعندی اذخر وجلیل — جہاں میرے پاس اذخر گھاس ہوتی اور سبز گھاس ساتھی ہوتے

وہل اردن یوما میاہ مجنۃ — کاش میں ایک روز بنی دئل کے پہاڑ میں جاہ مجنہ پہ وارد ہوتا۔

وہل یبدون لی شامۃ وطفیل — اور کاش مجھے شامہ و طفیل نظر آتے (مکہ سے دس فرسخ پر دو پہاڑ ہیں)

یا اللہ تو شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف پر لعنت بھیج انہوں نے ہمیں گھر سے نکالا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو شخص ایک ساعت مکہ کی گرمی برداشت کرتا ہے۔ دوزخ اس سے سو سال کے فاصلہ تک دور ہو جاتی ہے اور جنت اس سے دو سو سال کے فاصلہ پر قریب ہو جاتی ہے" مکہ میں ایک پتھر پایا گیا جس پر درج تھا "میں بیت والے مکہ کا رب ہوں، جس روز میں نے سورج وچاند پیدا کئے تھے اسی روز میں نے اس شہر کی بنا رکھی تھی، میں نے اس کی حفاظت کے لئے سات فرشتے متعین کئے ہیں، اہل مکہ کے گوشت اور پانی میں برکت رکھ دی گئی ہے"۔

اس شہر کا سب سے بڑا وصف یہ ہے کہ آج تک کوئی بادشاہ اس پر قبضہ نہیں کرسکا اور نہ یہاں کے باشندوں کو اپنا غلام بنا سکا۔ یہ شہر ہمیشہ سے آزاد رہا ہے، جاہلیت کے زمانہ میں شاہان حمیر، کندہ، غسان اور لخم یہاں حج کرنے آتے تھے قریش کی تابعداری کرتے اور اس کی تعظیم کرتے تھے، قریش ہمیشہ دوسروں پر چڑھائی کرنے جاتے لیکن کسی بادشاہ کو ان پر چڑھائی کرنے کی جرأت نہ ہوئی (حضور کی بعثت سے پہلے اہل فیل نے ہاتھیوں کی فوج سے مکہ پر حملہ کرنا چاہا لیکن خدا نے ان کو ہلاک کر دیا جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ کیا تو نے دیکھا کیا تیرے رب نے ہاتھی والوں سے برتاؤ کیا)

کوئی شخص نہیں ہے اور نہ کوئی چیز ہے، کیوں چھوڑ چلے ہیں، "حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ نے کئی دفعہ اس طرح کہا اور حضرت ابراہیم بالکل جواب نہیں دیتے۔ اور سیدھے چلے جا رہے ہیں۔ آخر حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ نے کہا۔ "کیا خدا نے تم کو اس کا حکم دیا ہے" حضرت ابراہیم نے جواب دیا "ہاں" حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ نے کہا "تو پھر خدا ہمیں ضائع نہیں کرے گا" یہ کہہ کر حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ واپس آ گئیں اور حضرت ابراہیمؑ چلے گئے، حتیٰ کہ جب گھاٹی پر پہنچے۔ جہاں سے وہ نظر نہیں آتے تھے تو بیت اللہ کی طرف منہ کر کے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی۔ رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ سے یَشْکُرُوْنَ تک حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ بچہ کو دودھ پلاتی رہیں اور جب پیاس لگتی اس مشک سے پانی پیتیں حتیٰ کہ مشک کا پانی ختم ہوگیا۔ ان کو پیاس لگی اور بچہ بھی پیاسا ہوا، بچہ کو زمین پر رکھا اور قریب کے پہاڑ صفا پر چڑھیں وادی کی طرف منہ کیا۔ شاید کوئی آدمی نظر آئے کوئی آدمی نظر نہ آیا پھر صفا سے نیچے اتر آئیں حتیٰ کہ وادی میں پہنچیں اپنا دوپٹہ اٹھایا اور خوب دوڑنا شروع کیا حتیٰ کہ وادی سے گزر گئیں۔ پھر کوہ مروہ پر چڑھیں اس پر کھڑے ہو کر نظر دوڑائی کوئی آدمی نظر نہ آیا پھر نیچے اتر آئیں حتیٰ کہ اس طرح سات دفعہ دوڑیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "صفا مروہ کے درمیان سات دفعہ دوڑنا یہ وہی سنت ہے" جب آخر دفعہ مروہ پر چڑھیں تو ایک آواز سنی، اپنے نفس کو اس آواز کی طرف متوجہ کیا کہ فی الواقع کوئی آواز ہے، وہ یقیناً آواز تھی۔ حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ نے فرمایا، اگر تم میری مدد کر سکتے ہو تو میری مدد کرو۔ تو کیا دیکھتی ہیں جہاں آج چاہِ زمزم ہے وہاں ایک فرشتہ نظر آیا۔ اپنی ایڑی سے اُسے کریدا، حتیٰ کہ پانی نکل آیا۔ یہ دیکھ کر حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ نے اس کا حوض بنانا شروع کر دیا۔ (تاکہ پانی نہ پھیلے) پھر لحہ بہ لحہ پانی فوارہ کی طرح چھوٹنے لگا، حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ نے مشک بھر لی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اللہ تعالے حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ پر رحم کرے۔ اگر وہ پانی کو اسی طرح چھوڑ دیتیں اور حوض نہ بناتیں، تو یہ زمزم ایک چشمہ بن جاتا۔ اس کے بعد انہوں نے خود پانی پیا۔ اور بچہ کو دودھ پلانا شروع کیا فرشتہ نے کہا "تم اپنی جان کا فکر نہ کرو، یہاں اللہ کا گھر ہے جسے یہ بچہ اور اس کا باپ دونو تعمیر کریں گے اور خدا بیت اللہ کے پاس رہنے والوں کو ضائع نہیں کریگا۔ جہاں آج بیت اللہ ہے یہ اس وقت زمین

(بقیہ حاشیہ) مکہ شہر ایک وادی میں واقع ہے اس کے چاروں طرف اونچے اونچے پہاڑ ہیں شہر میں کوئی نہر نہیں ہے اور نہ حوض اور نہ تالاب صرف آسمان سے بارش ہوتی ہے، بہترین کنواں زمزم ہے سارے مکہ میں کوئی پھل دار درخت نہیں، صرف حرم میں کھجوروں کے چند درخت ہیں سڑکوں اور رستوں کی تفصیل یہ ہے:۔ کوفہ سے مکہ ستائیس مرحلے بصرہ سے مکہ تک تقریباً یہی فاصلہ ہے، دمشق سے مکہ ایک ماہ، عدن سے مکہ تک ایک ماہ کا فاصلہ ہے بحری راستے جدہ سے آتے ہیں (معجم البلدان باب المیم والکاف وما یلیہما)۔

Marfat.com

پر ایک بلند ٹیلا تھا جب سیلاب آتے تو اس کے دائیں بائیں جانب سے ٹکرا کر چلے جاتے تھے، حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ اسی طرح زندگی کے مراحل طے کر رہی تھیں حتیٰ کہ ایک قبیلہ جرہم وہاں سے گذرا وہ مکہ کے زیرین حصہ میں تھے انہوں نے ایک پرندہ اڑتے دیکھا۔ انہوں نے کہا "یہ پرندہ یقیناً کسی کنوئیں پر اڑ رہا ہے جو اس وادی میں کسی جگہ موجود ہے" جہاں یہ قافلہ اترا تھا وہاں پانی کا نام و نشان نہ تھا انہوں نے دو مضبوط آدمی بھیجے انہوں نے چاہ زمزم دیکھ لیا۔ اور واپس چلے گئے اپنے آدمیوں کو باخبر کیا۔ اس کے بعد اہل قافلہ آئے اور حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ اپنے بچہ کو دودھ پلا رہی تھیں۔ انہوں نے عرض کیا "اے خاتون! اگر آپ کی اجازت ہو تو ہم آپ کے پاس اپنے ڈیرے جمالیں" حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ نے فرمایا "لیکن اس شرط کے ساتھ کہ پانی کی ملکیت میری ہے" انہوں نے جواب دیا "ہمیں منظور ہے" نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "اس طرح خدا نے حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ کو سہولت بہم پہنچانے کے لئے سبب بنایا۔ اس قافلہ نے یہاں مستقل سکونت اختیار کر لی، چند گھر بن گئے، اس اثناء میں بچہ بھی جوان ہو گیا۔ بچے نے عربی زبان ان سے سیکھی جب بچہ جوان ہو گیا تو اہل جرہم اس سے بہت خوش ہوئے، اپنی ایک لڑکی سے ان کی شادی کر دی، حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ ماجدہ نے انتقال فرمایا، اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ تشریف لائے، اتفاق سے اس وقت حضرت اسمٰعیلؑ گھر میں تشریف فرما نہ تھے، ان کی عورت سے حال دریافت کیا اس نے جواب دیا "ہمارے لئے شکار کرنے گئے ہیں" پھر حضرت ابراہیمؑ نے دریافت فرمایا "کس طرح گذر ہوتی ہے؟" جواب دیا "بُری حالت سے دن گذر رہے ہیں اور ہم تکلیف میں ہیں" حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا "جب تمہارے خاوند آئیں ان کو میرا سلام پہنچانا اور کہنا تم اپنے دروازہ کی چوکھٹ بدل لو" جب حضرت اسمٰعیلؑ تشریف لائے تو محسوس کیا کہ گھر میں کوئی شخص آیا تھا۔ بی بی سے دریافت کیا "کیا کوئی شخص آیا تھا" اس نے جواب دیا۔ ایک بڑے میاں آئے تھے۔ ان کا یہ حلیہ ہے۔ انہوں نے تمہارے متعلق دریافت کیا تھا۔ میں نے یہ جواب دیا پھر انہوں نے ہماری معیشت کے متعلق سوال کیا۔ میں نے کہا "ہم تنگی میں ہیں، اور افلاس کے دن گذر رہے ہیں" حضرت اسمٰعیلؑ نے دریافت کیا "پھر انہوں نے کوئی حکم دیا تھا۔ بی بی نے کہا "ہاں انہوں نے مجھے حکم دیا میں تم کو ان کا سلام پہنچاؤں۔ وہ یہ حکم بھی دیتے تھے کہ تم اپنے دروازہ کی چوکھٹ تبدیل کر لیں" حضرت اسمٰعیلؑ نے فرمایا۔ یہ میرے والد تھے۔ انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو علیحدہ کر دوں تم کو رخصت ہے تم ماں باپ کے گھر چلی جاؤ۔ یہ کہہ کر اس کو طلاق دیدی۔ پھر اس قبیلہ سے دوسری شادی کر لی، پھر کچھ عرصہ گذرنے کے بعد حضرت حضرت اسمٰعیلؑ کے متعلق سوال کیا بی بی نے جواب دیا ہمارے لئے رزق تلاش کرنے گئے ہیں حضرت ابراہیمؑ نے دریافت کیا "معاش کی کیا حالت ہے؟" حضرت اسمٰعیلؑ کی زوجہ نے جواب دیا "خدا کا صد شکر ہم اچھی

Marfat.com

حالت میں ہیں" فرمایا کیا کھاتے ہو" جواب دیا "گوشت" فرمایا کیا پیتے ہو جواب دیا "پانی" فرمایا:-
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي اللَّحْمِ وَالْمَاءِ یا اللہ ان کے گوشت اور پانی میں برکت عطا فرما۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اُس وقت غلہ موجود نہ تھا ورنہ حضرت ابراہیم غلہ کے متعلق بھی برکت کی دعا مانگتے۔

دوسری روایت میں ہے جب حضرت ابراہیم تشریف لائے تو دریافت فرمایا اسمٰعیل کہاں ہے حضرت اسمٰعیلؑ کی زوجہ نے جواب دیا "شکار کرنے گئے ہیں" پھر یہ عرض کیا آپ مکان میں تشریف رکھیئے کھانا تناول فرمائیے پانی نوش کیجئے" فرمایا "تمہارا کیا کھانا پینا ہے عرض کیا گوشت اور پانی" فرمایا۔
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي طَعَامِهِمْ وَشَرَابِهِمْ یا اللہ ان کے کھانے اور پینے میں برکت عطا کر" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "یہ حضرت ابراہیمؑ کی دعا کی برکت ہے جو اہل مکہ کو یہ رزق بہم پہنچ رہا ہے" حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا "جب تمہارے خاوند آئیں ان کو میرا سلام پہنچانا اور یہ کہنا "تم اپنے دروازہ کی چوکھٹ تبدیل نہ کرو۔ حضرت اسمٰعیلؑ تشریف لائے تو دریافت فرمایا "تمہارے پاس کوئی آدمی آیا تھا" بی بی نے عرض کیا "جی ہاں ایک بزرگ تشریف لائے تھے بہت اچھے آدمی تھے اور بہت خوبیاں رکھتے تھے۔ انہوں نے آپ کے متعلق دریافت کیا میں نے یہ جواب دیا پھر دریافت فرمایا "تمہاری معیشت کیسی ہے" میں نے جواب دیا "الحمدللہ اچھی حالت ہے" حضرت اسمٰعیلؑ نے دریافت کیا "پھر انہوں نے کوئی حکم دیا ہے" عرض کیا جی ہاں! آپ کو سلام کہتے تھے اور آپ کو یہ حکم دیا ہے آپ اپنے دروازہ کی چوکھٹ تبدیل نہ کریں" حضرت اسمٰعیل نے فرمایا "یہ میرے والد ماجد تھے اور تم میرے دروازہ کی چوکھٹ ہو۔ مجھے حکم دیا ہے تم کو طلاق نہ دوں اسی طرح زندگی کے ایام گذر رہے تھے کہ حضرت ابراہیم پھر تشریف لائے۔ اور حضرت اسمٰعیلؑ اس بڑے درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے اپنا تیر درست کر رہے تھے والد ماجد کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ اور خوب تعظیم کی حضرت ابراہیمؑ نے زمین کے بلند ٹکڑے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "اسمٰعیلؑ خدا نے مجھے یہاں بیت اللہ بنانے کا حکم دیا ہے" اس کے بعد باپ بیٹے تعمیر میں معروف ہو گئے۔ حضرت ابراہیم بنیاد کھڑی کر رہے تھے اور حضرت اسمٰعیل پتھر اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے۔ حتیٰ کہ جب دیوار اتنی بلند ہو گئی کہ آدمی کا ہاتھ وہاں تک نہ پہنچ سکے۔ تو حضرت اسمٰعیلؑ یہ حجر اسود لے آئے۔ حضرت ابراہیمؑ اس پر کھڑے ہو کر دیوار چننے لگے۔ اور حضرت اسمٰعیلؑ پتھر اٹھا اٹھا کر دے رہے تھے۔ اور دونوں یہ کہہ رہے تھے۔
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

سننے والا اور جاننے والا ہے۔"

ہرقل عیسائی بادشاہ نے حضرت ابوسفیان رضؓ (ان کے مسلمان ہونے) سے پہلے دریافت کیا ، حضورؐ کس خاندان سے ہیں؟ حضرت ابوسفیان رضؓ نے جواب دیا: "ہمارے شریف خاندان سے ہیں۔" ہرقل نے کہا۔ "خدا کے رسول شریف خاندان ہی سے ہوتے ہیں۔"

صحیح بخاری میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میں بنی آدم کی بہترین صدی میں پیدا ہوا ہوں۔"

صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے لڑکوں سے حضرت اسمٰعیلؑ کو پسند کیا ، حضرت اسمٰعیلؑ کے خاندان سے قبیلہ کنانہ کو پسند کیا ، بنی کنانہ کے خاندان سے قریش کو پسند کیا ، قریش کے خاندان سے بنی ہاشم کو پسند کیا ، بنی ہاشم کے کل خاندان سے مجھے پسند کیا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا "میں کل بنی آدم میں سب سے زیادہ متقی اور سب سے زیادہ شریف ہوں اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں۔" (امر واقعہ ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھ سے کہا میں نے مشرق سے مغرب تک تمام زمین کو پلٹا ۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ کسی کو افضل نہ پایا ۔ میں نے مشرق سے مغرب تک تمام زمین کو پلٹا ، بنی ہاشم سے زیادہ کسی خاندان کو شریف نہ دیکھا"۔ (تاریخ ابن کثیر صفحات از ۲۵۲ تا ۲۵۹ جلد ۳)

حضورؐ کے والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ ہے دونوں نے حالت کفر میں وفات پائی ہے

بُت پرستی کس نے رائج کی

عرب میں سب سے پہلے عمرو بن لحی نے مکہ میں بت پرستی رائج کی اُس نے کعبہ کے وسط میں ہبل بُت بنایا ۔ عمرو بن لحی بہت ہی مالدار تھا ، بیس ہزار اونٹوں کا مالک تھا ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میں نے دیکھا عمرو بن لحی دوزخ میں شدت عذاب سے اپنی انتڑیاں کھینچ رہا تھا ، اس نے کہ اسی نے سب سے پہلے دین ابراہیمؑ کو خراب کیا ، بُت پرستی رائج کی ، بتوں پر جانور چڑھائے۔"

عربوں کی بُت پرستی

ہر عرب نے اپنے مکان میں اپنا اپنا بُت بنا رکھا تھا ، جب سفر کرنے جاتا اس کو چھوتا اور جب سفر سے واپس آتا اپنے گھر والوں سے ملنے سے پہلے اُس بُت کو چھوتا ، جب اللہ عزوجل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو قریش نے کہا

Marfat.com

أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلٰهًا وَاحِدًا إِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝ کیا اس نے بہت معبودوں کا ایک معبود بنا دیا۔ یہ ایک عجیب چیز ہے؟

عربوں کی جہالت حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں اگر تم عربوں کی جہالت سے واقف ہونا چاہتے ہو تو سورۂ انعام پڑھو۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَاءً عَلَى اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوا وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝

بیشک خسارہ اٹھایا ان لوگوں نے جنہوں نے قتل کی اپنی اولاد بیوقوفی سے بغیر علم کے اور حرام کیا اس چیز کو جو خدا نے ان کو دی تھی جھوٹ باندھ کر اللہ پر بیشک گمراہ ہو گئے اور نہ ہوئے ہدایت پانے والے۔

کعبہ میں بدکاری عربوں نے زمزم کے پاس دو بُت اساف۔ نائلہ بنائے تھے۔ دراصل اسافا ایک مرد اور نائلہ ایک عورت کا نام ہے، دونوں نے کعبہ میں رات کو زنا کیا خدا نے اُسی دم ان کو اپنی گرفت میں لیا اور فجر سے پہلے دونوں کو پتھر بنا دیا۔ یہ اُس وقت صفا و مروہ کے قریب تھے عمرو بن لحی نے اپنے زمانہ میں ان کو زمزم کے پاس نصب کرا دیا۔

(تاریخ ابن کثیر صفحات از ۱۸۷ تا ۱۸۹ جلد ۲)

عرب کا جغرافیہ ملک عرب وہ جزیرہ نما ہے جس کے مغرب میں بحر احمر جنوب میں بحیرۂ ہند، مشرق میں خلیج فارس اور شمال میں ملک شام ہے، اسے شام سے وہ سلسلہ کوہ جدا کرتا ہے جو اس کے شمال میں چلا گیا ہے مصر سے خاکنائے سویز الگ کرتی ہے، خلیج فارس عرب اور ہندوستان میں حائل ہے۔ وسعت میں مملکت فرانس سے تقریباً دوچند بڑا ہے ملک کے مختلف حصے اپنی اپنی خاص خصوصیتوں کی وجہ سے ممتاز ہیں، یمن کی وادی اور طائف کے سرسبز پہاڑوں کے سامنے ہندوستان کے بہترین حصے ہیچ ہیں، الحجر کی پتھریلی زمین اور وسط عرب کا وسیع ریگستان صحرائے اعظم کی طرح بے آب و گیا ہے۔

اُس وقت عرب کی ملکی و اخلاقی حالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت عرب کی ملکی و اخلاقی حالت کا خاکہ حسب ذیل ہے:-

جنوب پر سلطنت حابشہ، مشرقی حصہ پر ایرانی حکومت اور شمالی اقطاع پر شہنشاہِ قسطنطنیہ قابض تھا خود مختاری سے عربوں میں بہت سے عیوب پیدا ہو گئے تھے، اپنی شجاعت وہمت کا نشانہ اپنے ہی بھائیوں کو بنا رکھا تھا، بیکاری اور کاہلی نے جوا اور شراب کی عادات قبیحہ پیدا کر دی تھیں، ممالک غیر

Marfat.com

سے علیحدہ رہنے کی وجہ سے ان کی زبان اور نسل بیشک کھری تھی لیکن وہ فصاحت کا استعمال زبا[illegible] تر اپنی تعریف اور دوسری قوموں کی تحقیر و تذلیل اپنے فحش کارناموں کی تشہیر اور اپنی معشوقہ کو بے باکی کے ساتھ مشہور کرنے ہیں کیا کرتے تھے، مصاہرہ کو بہت برا سمجھتے تھے اور مدعیان شرافت بڑی دلیری اور فخر کے ساتھ اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے۔ جہالت کی وجہ سے بت پرستی رائج ہو گئی تھی اور بت پرستی نے ان کے دل و دماغ پر تا بعض بزرگان کو توہم پرست بنا دیا تھا، ہر چیز پتھر درخت چاند سورج پہاڑ اور دریا کو اپنا معبود سمجھتے تھے، اللہ کی عظمت و جلال فراموش کر دینے کے بعد اپنی قدر و قیمت بھی بھول چکے تھے اس لئے انسانی حقوق کی محافظت کے لئے نہ کوئی ضابطہ تھا اور نہ ایسے حقوق کو صحیح مرکز پر لانے کے لئے کوئی قانون مقرر تھا۔ قتل انسان، رہزنی، حبس بے جا، تصرف ناجائز، مداخلت بے جا عورتوں کو جبراً پھسلا کر بھگا لے جانا، بیٹیوں کو زندہ پیوند خاک کر دینا اسی بت پرستی کے نتائج تھے کیونکہ بت پرستی نے ان کے لئے یہ خیال بد پیدا کر دیا تھا کہ سب سے زیادہ حقیر ہستی انسان ہی کی ہے ان کے دل و دماغ میں یہ سمایا ہوا تھا کہ ان کی حالت سے بہتر کوئی حالت اور ان کے تمدن سے بہتر کوئی تمدن اور ان کے مذہب سے بہتر کوئی مذہب ہو ہی نہیں سکتا۔

مختلف حکومتوں اور سلطنتوں کے تعلقات کی وجہ سے عرب کے کل اطراف میں مختلف مذاہب پلتے جاتے تھے۔ یہودی عیسائی اور صابی مذاہب سے ناواقف شخص دھوکہ کھا سکتا ہے کہ یہ لوگ اپنے مذاہب کے بہترین نمونہ ہوں گے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں نے اپنی بدکاریوں کی وجہ سے اپنے مذہب کو بالکل بدنام کر رکھا تھا۔

عام عیسائی حضرت عیسیٰ ؑ کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے، عرب کے عیسائی حضرت مریم ؑ کو اللہ کی بی بی اور فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے۔ بت پرست لات و عزّیٰ (عربوں کے مشہور بت) کو مونث خدا بھی کہا کرتے تھے، (لات مونث ہے الہ کا اور عزّیٰ مونث ہے عزیز کا)

کل عرب باستثنائے بعض افراد لکھنے پڑھنے سے بے خبر، علوم سے بے بہرہ، فنون سے عاری، تمدن سے ناواقف اور مصالحت سے ناآشنا تھے، ملحد اور دہریے بھی آباد تھے۔ جن کا عقیدہ یہ تھا کہ حیات اور موت اتفاقیہ امر ہے اور دنیا کا ہر انقلاب دور زمانہ سے منسوب ہے اللہ کی ہستی کا اقرار جزا اور سزا کا تصور، نیک و بد کے نتائج کا مرتب ہونا ان کے نزدیک قابل تمسخر خیال تھا۔

ولادت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن عبد مناف بن قصی بن کلاب

Marfat.com

بہار، دوشنبہ بارہ ربیع الاول سنہ ۱ عام الفیل کو مکہ معظمہ میں بعد از طلوع صبح صادق و قبل از طلوع آفتاب دنیا میں ظہور پذیر ہوئے صلی اللہ علیہ وسلم۔

والدہ ماجدہ کا نام آمنہ ہے۔ جس وقت ان کو حمل ہوا تو ایک تیز روشنی پیدا ہوئی جس میں آمنہ نے بصریٰ (دمشق کے علاقہ) کے عظیم الشان محل دیکھے (ابن ہشام صفحہ ۹۶)۔

جس گھر میں حضور ؐ کی ولادت ہوئی ہارون رشید کی والدہ خیزران نے اس کو مسجد بنا دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "جب میری والدہ کو حمل ٹھیرا تو انہوں نے ایک خواب دیکھا کہ اس (آمنہ) سے ایک روشنی نکلی ہے جس میں شام کے محلات صاف نظر آتے تھے۔ آمنہ کہتی ہیں۔ جب مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حمل ٹھیرا تو مجھے خواب میں کہا گیا، تمہیں اس اُمّت کے سردار کا حمل ٹھیرا ہے، جب یہ پیدا ہوگا تو ایک روشنی پیدا ہوگی جس سے بُصریٰ (شام) کے محلات صاف نظر آئیں گے تم اس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھنا۔

دوسری روایت میں ہے۔ آمنہ کہتی ہیں "محمد کو جنتے وقت مجھے کوئی مشقت نہیں ہوئی، جب یہ میرے جسم سے علیحدہ ہوا تو ایک روشنی پیدا ہوئی جس میں مشرق سے مغرب تک تمام دنیا منور ہوگئی۔ اس نے گرتے وقت اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے اپنی مٹھی میں مٹی بھری، اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا،

تیسری روایت میں ہے ایک روشنی پیدا ہوئی جس میں شام کے محلات اور بازار صاف نظر آتے تھے حتیٰ کہ بُصریٰ میں قافلے کے اونٹ چلتے ہوئے نظر آرہے تھے حضرت عثمانؓ بن ابی العاص کی والدہ بیان کرتی ہیں۔ میں حضور ؐ کی ولادت کے وقت آمنہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی، گھر میں ہر طرف نور ہی نور نظر آتا تھا، میں نے دیکھا، آسمان کے ستارے زمین کے قریب ہوتے جارہے ہیں، حتیٰ کہ میں کہتی تھی یہ ستارے میرے ہاتھ میں ضرور گر پڑیں گے۔

جب حضور پیدا ہوئے تو آپ ختنہ شدہ تھے یہ دیکھ کر عبد المطلب (دادا) کو تعجب ہوا کہا اللہ میرا یہ بیٹا دنیا میں کوئی بڑا آدمی بننے والا ہے۔

محمد ؐ نام کیوں تجویز کیا گیا؟

حضور ؐ کی پیدائش سے پہلے ہی آپ کے والد عبد اللہ نے انتقال کیا، حضور ؐ اپنے والد کے اکلوتے بیٹے تھے، دادا عبد المطلب پیدائش کی خبر سنتے ہی گھر میں تشریف لائے اور اسی وقت

Marfat.com

آپ کو کعبۃ اللہ میں لے گئے۔ اللہ کی درگاہ میں نہایت عاجزی سے دعا کی اور پھر واپس گھر چلے آئے ساتویں روز قربانی کی اور تمام قریش کو مدعو کیا لوگوں نے دریافت کیا جناب نے فرزند ارجمند کا اسم گرامی کیا تجویز کیا ہے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم انہوں نے عرض کیا خاندان کے مروجہ نام چھوڑ کر یہ نام کیوں تجویز کیا فرمایا میری خواہش ہے کہ میرا بچہ دنیا بھر کی تعریفوں کا مستحق قرار پائے (محمد کے معنی ہیں تعریف کیا گیا) (ابوالفدا صفحہ ۱۱۰)

تاریخ ابن کثیر میں ہے:۔ دادا نے کہا "اس لئے کہ خدا آسمان میں اور اس کی مخلوق زمین میں اس کی تعریف بیان کرے"

پیدائش کے دن

جس شب کو حضور کی ولادت ہوئی بہت سے بُت زمین پر گر پڑے ملعون ابلیس و شیطانوں کا بادشاہ، رویا۔ ایک مفسر بقی بن مخلد بیان کرتے ہیں ابلیس چار دفعہ رویا ہے، جب خدا نے اس کو ملعون قرار دیا، جب خدا نے اسے زمین پر پھینکا، جب حضور پیدا ہوئے، جب سورۂ فاتحہ نازل ہوئی۔

ایک یہودی تاجر مکہ میں رہتا تھا جس شب کو حضور کی ولادت ہوئی یہ یہودی قریش کی مجلس میں آیا، پوچھا کیا آج شب کو تمہارے خاندان میں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے سب نے جواب دیا "ہمیں علم نہیں" اس نے کہا معلوم کرو۔ اللہ اکبر! آج اس امت کا آخری نبی پیدا ہوا ہے، اس کے دونوں کندھوں کے درمیان نبوت کی علامت اس صورت میں ہے کہ چند بال اکٹھے ہوتے ہیں وہ دو دن تک دودھ نہیں پئیے گا" یہ سن کر سب کو تعجب ہوا وہ اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ وہاں معلوم ہوا کہ آج عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر میں ایک بچہ پیدا ہوا ہے جس کا نام محمد رکھا ہے اس کے بعد سب قریشی آپس میں اس یہودی کا تذکرہ کرنے لگے کہ اس نے سچ کہا تھا آؤ اس کو خبر کریں سب قریشی یہودی کے پاس آئے وہ اس کو باخبر کیا اس نے کہا "مجھے لے چلو" اس کو آمنہ کے پاس لے گئے۔ جب اس نے بچہ کو دیکھا تو اس نے پشت کھول کر دیکھی تو فی الواقع مہر نبوت موجود تھی۔ یہ دیکھ کر یہودی بے ہوش ہو گیا، جب اُسے ہوش آیا، تو اس سے وجہ بیہوشی دریافت کی۔ اس نے کہا "اب بنی اسرائیل سے نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا قریش تم کو مبارک ہو تمہارا ایسا عروج ہونے والا ہے کہ مشرق سے مغرب تک تمہاری عظمت کا ڈنکا بجیگا۔

جس شب کو حضور پیدا ہوئے، کسریٰ کا عظیم الشان محل ہل گیا۔ اس کے چودہ کنگرے گر پڑے یہ اس طرف اشارہ ہے کہ اب ایران کے صرف چودہ بادشاہ تخت پر بیٹھ سکیں گے، چودہویں بادشاہ

Marfat.com

کے عہد میں ایران پر اسلامی فوجوں کا قبضہ ہو جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ صرف چار برس میں دس بادشاہ ایرانی تخت پر بیٹھ سکے (ابوالفداء صفحہ ۱۱)

مجوسیوں کی آگ بجھ گئی جو اس سے پہلے ایک ہزار سال سے جل رہی تھی۔ آج کے سوا کبھی نہیں بجھی تھی۔ بحیرہ ساوہ (جو رے اور ہمدان کا مشہور دریا۔ رے اور ہمدان کے درمیان نوے میل کا فاصلہ ہے) کا پانی خشک ہو گیا۔

حاکم ایران نے خواب دیکھا کہ اونٹوں کی ایک قطار عربی گھوڑوں کو دھکیل کر لے جا رہی ہے حتیٰ کہ ان اونٹوں نے دریائے دجلہ کو عبور کر لیا ہے اور تمام ایران میں پھیل گئے ہیں۔

ادھر شام کے سب سے بڑے پادری سطیح نے کہا "آج سے شام میں سطیح کا اقتدار ختم ہو چکا ہے یعنی اب مسلمان عیسائیوں پر غالب آ جائیں گے۔

حضور کی ولادت کے بعد صرف چار سال میں دس بادشاہ ایرانی تخت پر بیٹھ سکے اس کے بعد حضرت عثمانؓ کے عہد میں کلیتہً ایرانی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ (اور شاہی خاندان جنہیں آج پارسی کہتے ہیں بمبئی میں آ گئے) ایرانی حکومت کا آخری بادشاہ یزدجرد ہے یہ سلطنت تین ہزار ایک سو چونسٹھ سال سے قائم تھی اول بادشاہ کیومرث تھا جو حضرت نوح کا پڑپوتا ہے (تاریخ ابن کثیر صفحات از ۲۵۹ تا ۲۶۹ جلد ۲)

تربیت

شہر کی نسبت گاؤں کی آب و ہوا صحت افزا ہوتی ہے۔ اور دیہاتی نسبتاً زیادہ طاقتور ہوتے ہیں اس زمانہ میں دستور تھا کہ گاؤں کی غریب عورتیں شہر سے شریف گھرانوں کے بچے دودھ پلانے اور ان کو اعلیٰ تربیت دینے کے لئے اپنے گاؤں میں لے جایا کرتی تھیں اور دو برس بعد بچوں کو واپس کر جایا کرتی تھیں۔ تربیت کے معاوضہ میں شریف گھرانوں سے ان کو بہت کچھ انعام ملتا تھا۔

دائی حلیمہ کا بیان

حلیمہ بنت ابی ذویب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا ان کے خاوند کا نام حارث بن عبدالعزیٰ ہے یعنی یہ دونوں حضور کے رضاعی والدین ہیں۔ حضور کے رضاعی بھائی اور بہنوں کے نام یہ ہیں۔ عبداللہ۔ انیسہ۔ حذامہ جن کا دوسرا نام شیما ہے، حضرت شیماؓ حضور کو گود میں اٹھایا کرتی تھیں دائی حلیمہ قبیلہ سعد سے تعلق رکھتی ہیں بیان کرتی ہیں۔

میں مکہ سے بچہ حاصل کرنے کے لئے اپنے قبیلہ بنی سعد کی دس سہیلیوں کے ساتھ مکہ وارد ہوئی قحط سالی کا زمانہ تھا، مکہ میں قحط پڑا ہوا تھا۔ میں اپنی گدھی پر سوار ہو کر آئی تھی، میری گود میں میرا بچہ تھا۔ اور

ہمارے ساتھ ہماری اونٹنی بھی تھی، بخدا اونٹنی دودھ کا ایک قطرہ بھی نہیں دیتی تھی، اس شب کو رات بھر ہم قلق کے مارے نہیں سوتے، کیونکہ ہمارے پستانوں میں ہمارے بچوں کے لئے دودھ نہ تھا اور نہ ہماری اونٹنیاں دودھ دیتی تھیں، لیکن ہم خدا سے بارش اور صحت کے امیدوار تھے میں اپنی اس گدھی پر سوار ہوکر روانہ ہوئی۔ تمام راستہ میں اس نے ہمارے قافلہ کو بہت ستایا، کیونکہ یہ بہت کمزور ہونے کی وجہ سے چلنے سے قاصر تھی۔ بہرکیف ہم مکہ میں وارد ہوئے، میری سب سہیلیوں کے سامنے حضورؐ پیش کئے گئے سب نے ان کو قبول کرنے سے انکار کردیا جب یہ کہا جاتا کہ حضورؐ یتیم ہیں تو کوئی عورت ان کو ہاتھ نہ لگاتی کیونکہ ہم کہتے تھے اس کی والدہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کرے گی۔ کیونکہ سلوک تو بچہ کا باپ ہی کرتا ہے میری سب سہیلیوں کو بچے مل گئے، صرف میں خالی ہاتھ رہ گئی، جب مجھے حضورؐ کے سوا کوئی بچہ نہ ملا اور ہم نے چلنے کا ارادہ کیا تو میں نے اپنے خاوند حارث سے کہا "میں یہ پسند نہیں کرتی کہ میری سب سہیلیوں کو بچے مل جائیں اور میں خالی ہاتھ جاؤں میں اسی یتیم بچہ کو اٹھالاتی ہوں" حارث نے کہا "یتیم بچہ کو ضرور حاصل کرلو۔ شاید اللہ تعالیٰ اس کی بدولت ہم کو برکت عطا فرمائے" میں اس بچہ کو اٹھانے چلی۔ میں نے اسے اٹھالیا۔ بخدا میں نے مجبوراً اس بچہ کو اٹھایا تھا اگر مجھے اس کے سوا اور کوئی بچہ مل جاتا تو میں اسے بالکل نہ اٹھاتی میں اس بچہ کو اٹھا کر اپنی جگہ پر آئی اسی دم میرے دونوں پستانوں نے دودھ چھوڑ دیا۔ حضورؐ نے اور اس کے بھائی نے خوب سیر ہوکر دودھ پیا، اب میرا خاوند اپنی اونٹنی کی طرف اٹھا تو اس کے تھن بھی دودھ سے بھرے ہوئے تھے، میرے خاوند نے اور میں نے خوب سیر ہوکر اونٹنی کا دودھ پیا ہماری یہ رات بہت اچھی طرح گذر گئی صبح کے وقت میرے خاوند نے کہا "حلیمہ بخدا تم نے ایک برکت والی ہستی کو حاصل کیا ہے تم نے دیکھا ہماری یہ شب کیسی اچھی گذری جب سے ہم نے اس بچہ کو اٹھایا ہے ہمیں برکت حاصل ہورہی ہے خدا ہم کو اس برکت میں زیادتی کرے گا"، اس کے بعد ہم سب اپنے شہر کی طرف لوٹے میری مریل گدھی راستہ میں تمام قافلہ سے آگے نکل گئی حتیٰ کہ کوئی گدھا اس کا مقابلہ نہ کرسکا۔ میری سہیلیوں نے کہا اور کیا یہ وہی گدھی ہے، جس پر سوار ہوکر تم ہمارے ساتھ آئی تھیں" میں نے جواب دیا "ہاں یہ وہی گدھی ہے" سہیلیوں نے کہا "یہ کوئی عجیب بات ہوئی ہے" بہرحال ہم اپنی بستی میں پہنچ گئے۔ میرا خیال ہے جتنا قحط ہماری بستی میں تھا اتنا سخت قحط کسی اور علاقہ میں نہ تھا، سبزہ اور گھاس کا بالکل نام ونشان تک نہ تھا، اس کے باوجود جب میری بکریاں چرا کر واپس آئیں تو خوب پیٹ بھری ہوئی ہوتیں، ہم جتنا دودھ چاہتے ان کے تھنوں سے لیتے ہماری بکریوں کے سوا کسی اور بکری میں ایک قطرہ دودھ نہ ہوتا دن بھر چرنے کے بعد شام کو ان کی بکریاں بھوکی آتیں تو وہ ان کے مالکوں نے اپنے چرواہوں سے کہا جہاں حلیمہؓ کی بکریاں چرتی ہیں اسی جگہ تم بھی اپنی بکریاں چراؤ۔ ان کے چرواہے میری بکریوں کے ساتھ دن بھر اپنی بکریاں لے

Marfat.com

چراتے۔ لیکن شام کو یہ بکریاں اپنے گھر بھوکی داخل ہوتیں ان کے تھنوں میں دودھ کا ایک قطرہ نہ ہوتا تھا، اس کے برعکس میری بکریاں پیٹ بھری آتیں، اور ہم اپنی بکریوں سے جتنا دودھ چاہتے حاصل کرتے دو سال تک خدا نے ہمارے گھر میں اس برکت کا سلسلہ جاری رکھا حضورؐ یوماً فیوماً موٹے تازے ہونے لگے اتنی جلدی کوئی بچہ نشوونما نہیں پاتا تھا دو سال ہونے سے پہلے ہی حضورؐ روٹی کا ٹکڑا کھانے لگے ہم حضورؐ کو ان کی والدہ ماجدہ کے پاس لے گئے، لیکن ہماری خواہش یہی تھی کہ حضورؐ ابھی ہمارے گھر میں رہیں کیونکہ ہم نے حضورؐ میں بہت برکت دیکھی تھی جب حضورؐ کی والدہ نے اپنے بچے کو دیکھا تو میں نے کہا اس بچہ کو ایک سال اور ہمارے پاس رہنے دو۔ کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ مکہ کی آب و ہوا اسے موافق نہ آئے گی، آمنہ نے بچہ دینے سے انکار کیا لیکن ہم برابر اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ بول اٹھیں اچھا تم اس کو اپنے ساتھ لے جاؤ ہم حضورؐ کو اپنے ساتھ لے آئے۔

حضورؐ کا پیٹ چاک ہونا

ایک روز محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ دفعۃً حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے۔ حضورؐ کو گرا کر ان کا پیٹ پھاڑا دل سے ایک خون کا لوتھڑا نکالا اور حضورؐ سے خطاب کیا تمہارے دل میں یہ ٹکڑا شیطان کا حصہ تھا، یہ فرما کر وہ ٹکڑا پھینک دیا اور سونے کے ایک طشت میں آب زمزم سے آپ کا دل دھویا۔ دل کو اسی جگہ رکھ کر پیٹ کو سی دیا۔ یہ دیکھ کر آپ کا رضاعی بھائی عبداللہ اور گاؤں کے لڑکے دوڑے ہوئے حضرت حلیمہؓ کے پاس آئے کہا "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قتل کر دیا گیا۔ یہ سن کر حضرت حلیمہؓ اور حضرت حرثؓ دوڑے ہوئے آئے آپ کھڑے تھے چہرہ متغیر تھا، حضرت حلیمہؓ نے آپ کو گلے سے لگایا پوچھا "بیٹا کیا ہوا تھا" آپ نے فرمایا "دو شخص میرے پاس آئے اور مجھ کو زمین پر گرا کر میرا پیٹ پھاڑا، اور اس میں سے کوئی چیز نکال کر پیٹ صاف کر کے اسی طرح سی دیا اور چلے گئے" حضرت حرثؓ نے حضرت حلیمہؓ سے کہا "تم اسی وقت ان کو آمنہ کے پاس چھوڑ آؤ" حضرت حلیمہؓ حضورؐ کو مکہ معظمہ لے آئیں آمنہ ان کی غیر معمولی آمد دیکھ کر حیران رہ گئیں دریافت کیا کیا ہوا تم تو ایک لمحہ کے لئے بھی اس کو علیحدہ کرنا نہیں چاہتی تھیں یا آج دفعۃً اس کو واپس لے آئیں" انہوں نے جواب دیا، میں نے اپنا فرض پورا کر دیا اور بچہ بڑا ہو گیا ہے اب اس کو میرے پاس رہنے کی ضرورت نہیں" آمنہ نے کہا سچ سچ بتاؤ آخر کیا واقعہ ہے" حضرت حلیمہؓ نے دریافت کیا شیطان ان کو کسی طرح کا نقصان پہنچا سکتا ہے" آمنہ نے کہا "ہرگز نہیں شیطان کو اس کے پاس آنے کی جرأت ہی نہیں میرا بچہ دنیا میں نامور ہونے والا ہے" حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کے بعد حضرت حلیمہؓ آپ

Marfat.com

کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی "محمد! تمہاری بہنیں اور بھائی بھوکے ہیں" آپ نے حضرت خدیجہ رضؓ سے سفارش کی انہوں نے چالیس بکریاں حضرت حلیمہ رضؓ کو دیں۔ نبوّت کے بعد حلیمہؓ اور حارثؓ مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے (ابوالفدا صفحہ ۱۱۳ جلد اوّل۔ ابن ہشام صفحہ ۸۹)

والدہ کا انتقال

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ آمنہ کے پاس اپنے دادا عبدالمطلب کے زیر سایہ اللہ کی حفاظت میں نشوونما پا رہے تھے، جب آپ چھ سال کے ہوئے تو آمنہ نے وفات پائی، آمنہ حضور کو ساتھ لے کر اپنے ماموں بنی نجار (مدینہ) گئی تھیں کہ واپسی میں مقام ابواء (مکہ اور مدینہ کے درمیان) وفات پائی۔

مشہور مؤرخ واقدی فرماتے ہیں: "حضورؐ کی والدہ آپ کو ہمراہ لیکر مدینہ گئیں حضرت ام ایمن رضؓ آپ کے ہمراہ تھیں، ایک روز دو یہودی حضرت ام ایمن رضؓ کے پاس آئے کہا ہمیں احمد (توراۃ میں حضور کا نام احمدؐ ہے) دکھاؤ" یہودیوں نے حضورؐ کو دیکھا آپ کو پلٹا ایک نے دوسرے سے کہا یہ اس امت کا نبیؐ ہے یہ شہر اس کی جائے ہجرت ہے، اس شہر میں اس کی فوجوں کے ہاتھ سے اس کے دشمنوں کا قتل عام ہوگا۔ اور بے شمار قیدی ملیں گے۔ یہ سُن کر آمنہ کو حضور کے متعلق اندیشہ لاحق ہوا۔ اور آپ کو لیکر لوٹ آئیں اور رستہ میں مقام ابواء میں وفات پائی۔

حضرت بریدہ رضؓ فرماتے ہیں، "ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے۔ جب حضور مقام ابواء پہنچے تو حضورؐ نے ہم کو فرمایا" تم سب یہاں ٹھہرے رہو۔ میں پلٹ کر آتا ہوں" حضورؐ تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد واپس آئے۔ آپ غمزدہ تھے۔ فرمایا "میں اپنی والدہ کی قبر پر گیا تھا میں نے خدا سے استدعا کی کہ مجھے اجازت دے میں اپنی والدہ کے متعلق تجھ سے دعائے بخشش مانگوں خدا نے مجھے اجازت نہ دی"

حضورؐ ایک قبر کے قریب بیٹھے صحابہ کرام آپ کے اردگرد بیٹھ گئے آپ نے اپنا سر ہلانا شروع کیا گویا آپ کسی سے مخاطب ہو رہے ہیں پھر رونے لگے حضرت عمر رضؓ سامنے آئے عرض کیا "حضورؐ! آپ کیوں رو رہے ہیں؟" فرمایا یہ میری والدہ کی قبر ہے میں نے خدا سے استدعا کی کہ وہ مجھے اجازت دے میں اپنی والدہ کے حق میں اس سے دعائے بخشش مانگوں خدا نے مجھے اجازت دینے سے انکار کیا اس کے بعد مجھے اپنی والدہ کی حالت پر ترس آیا اور میں رو پڑا۔ (کیونکہ حضورؐ کی والدہ نے حالت کفر میں انتقال

Marfat.com

کیا تھا، خدا نے مجھ پر یہ آیت نازل کی۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ۝

نبی اور صالح مسلمانوں کو یہ لائق نہیں کہ وہ مشرکوں کے لئے دعا بخشش مانگیں اگرچہ وہ ان کے صاحب قرابت ہوں یہ ظاہر ہو جانے کے بعد کہ وہ دوزخی ہیں اور بخشش مانگنا ابراہیم کا اپنے باپ کے واسطے اس وجہ سے تھا کہ اس نے اپنے باپ سے اس کا وعدہ کر لیا تھا، جب ظاہر ہو گیا ابراہیم کو کہ وہ خدا کا دشمن ہے تو ابراہیم اس سے بیزار ہو گیا ابراہیم بڑا نرم دل تحمل والا۔

ایک دیہاتی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا میرا والد بہت سی خوبیوں کا مالک تھا، اب وہ کہاں ہے؟ حضورؐ نے جواب دیا دوزخ میں، اس کو غصہ آیا کہا اور آپ کا باپ کہاں ہے؟ حضورؐ نے جواب دیا وہ بھی دوزخ میں ہے، اس کے بعد یہ اعرابی مسلمان ہو گیا (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۲۸۰ جلد ۲)

دادا کی تربیت

والدہ کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبدالمطلب (دادا) کے زیر سایہ پرورش پا رہے تھے، کعبہ کے سایہ میں عبدالمطلب کے بیٹے ان کے لئے بستر بچھا دیتے تمام بیٹے (حضرت حمزہ رضؓ ابو طالب، ابولہب) اس کے ارد گرد بیٹھ جاتے اور کوئی شخص تعظیماً و تکریماً عبدالمطلب کے بستر پر نہیں بیٹھتا تھا، حضورؐ جب بچے تھے جب آتے تو اس بستر پر بیٹھ جاتے۔ حضورؐ کے چچا ان کو ہٹا دیتے، ایک دن عبدالمطلب نے دیکھ لیا، اپنے سب بیٹوں سے کہا میرے اس بچہ کو مت کچھ کہا کرو اس کو بیٹھنے دیا کرو بخدا یہ بڑا آدمی بننے والا ہے" یہ کہہ کر حضورؐ کو اپنے ساتھ بستر پر بٹھا لیتے اور پیار کرتے دست شفقت پھیرتے۔

واقدیؒ کی روایت میں ہے عبدالمطلب نے اپنے سب بیٹوں سے کہا میرے اس بچہ کو مت کچھ کہا کرو۔ یہ عظیم الشان حکومت کی بنا رکھیگا"

بنی مدلج کی قوم نے عبدالمطلب سے کہا "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خیال رکھو کیونکہ اس کے قدم حضرت ابراہیم کے قدم سے بہت ہی مشابہ ہیں، عبدالمطلب نے اپنے بیٹے ابو طالب سے کہا "سن رہے ہو کیا کہہ رہے ہیں" اس کے بعد ابو طالب (حضرت علی رضؓ کے والد) حضورؐ کے خاص نگران بن گئے۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا حضورؐ کو گود میں اُٹھاتی تھیں عبد المطلب نے ان سے کہا "میرے بچہ سے ایک لمحہ بھی غافل نہ رہنا کیونکہ میں نے اس کو بیری کے قریب دوسرے لڑکوں کے ساتھ کھیلتا دیکھا ہے، اور یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ یہ اس اُمت کا نبی ہے (ایسا نہ ہو حسد میں آکر وہ اس کو مار ڈالیں) عبد المطلب جب کھانا تناول کرنے بیٹھتے تو حضورؐ کو ساتھ بٹھائے بغیر لقمہ نہ اُٹھاتے تھے۔ کہتے میرے بچے کو بلاؤ۔"

عبد المطلب نے وفات پاتے وقت اپنے بیٹے ابو طالب کو وصیت کی "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بہت ہی حفاظت کرنا اور عمر بھر اس کی نگرانی کرنا" اس کے بعد عبد المطلب نے وفات پائی اور مقام حجون[1] میں دفن ہوئے اس وقت حضورؐ کی عمر آٹھ سال تھی (تاریخ ابن کثیر ص ۲۸۲ جلد ۲)

ابو طالب کے زیر سایہ پرورش

عبد المطلب کی وفات کے بعد زمزم کی تولیت حضرت عباس رضؓ کے حصہ میں آئی یہ عبد المطلب کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے اور حضورؐ کو ابو طالب نے باپ کی وصیت کے مطابق اپنی گود میں اُٹھا لیا اور اپنے گھر لے گئے ونیز اس لئے کہ حضورؐ کے والد عبد اللہ اور ابو طالب حقیقی بھائی ہیں۔ دیگر بیٹے دوسری ماں سے ہیں ابو طالب نے عمر بھر حضورؐ کو اپنے پاس رکھا اگرچہ غریب تھے لیکن حضورؐ سے بہت ہی محبت رکھتے تھے اپنے بیٹوں سے بھی اتنی محبت نہ تھی جب سوتے حضور کو پہلو میں سُلاتے جب گھر سے باہر نکلتے حضورؐ کو اپنے ساتھ رکھتے حضورؐ کے کھانے کا

---

[1] مکہ کے بالائی حصہ میں ایک پہاڑ کا نام ہے یہاں قبریں ہیں۔ مضاض بن عمرو جرہمی کو جب خزاعہ نے مکہ سے نکال دیا تھا تو مضاض مکہ کا شوق ظاہر کرتے ہوئے کہتا ہے:۔

کان لم یکن بین الحجون الی الصفا انیس ولم یسمر بمکۃ سامر	گویا حجون اور صفا کے درمیان کوئی ہم نشیں نہیں اور نہ مکہ میں کوئی داستاں گو ہے۔
بلی نحن کنا اھلھا فأبادنا صروف اللیالی والجدود العواثر	ہاں ہم مکہ کے مالک تھے لیکن اب گردش ایام اور چھیننے والے نصیبوں نے ہم کو ہلاک کر دیا ہے
فاخرجنا منھا الملیک بقدرۃ کذلک یا للناس تجری المقادر	بادشاہ نے بزور طاقت ہم کو وہاں سے نکال دیا ہے اے لوگو تقدیر اسی طرح چلتی ہے۔
فصرنا احادیثا وکنا بغبطۃ کذلک عضتنا السنون الغوابر	اب ہم لوگوں کے لئے داستان بن گئے ہیں اس سے پہلے ہم پر رشک کیا جاتا تھا اسی طرح گذشتہ برسوں نے ہم کو کاٹ کر رکھ دیا ہے
وبدلنا کعب بھا دار غربۃ بھا الذئب یعوی والعدو المکاشر	اب کعب نے ہم کو غربت کے ایسے مکان میں لا کر بدل دیا ہے۔ جہاں بھیڑیئے چلا رہے ہیں اور دشمن اپنے دانت دکھا رہا ہے۔
فسحت دموع العین تجری لبلدۃ بھا حرم امن وفیھا المشاعر	اب آنکھیں اس شہر کے لئے آنسو بہا رہی ہیں۔ جہاں امن کا حرم اور حج کی نشانیاں ہیں۔ (معجم البلدان یاقوت حموی مطبوعہ مصر)

خاص طور پر خیال رکھتے تھے جب ابو طالب کے بیٹے علیحدہ ہو کر کھانا تناول کرتے کبھی سیر نہ ہوتے اور جب حضورؐ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے سیر ہو جاتے ابو طالب حضورؐ سے مخاطب ہو کر کہتے "تم برکت والے ہو۔"

ایک عائف (فال بتانے والا) مکہ میں آیا کرتا تھا، قریش اپنے بچے اس کے سامنے لاتے اور فال پوچھتے تھے ابو طالب نے حضورؐ کو بھی پیش کیا ان کو دیکھ کر اس نے بے التفاتی کی جب تمام بچوں کو دیکھ چکا تو ابو طالب سے کہا تم اپنا بچہ میرے سامنے لاؤ۔ ابو طالب نے حضورؐ کو چھپا دیا۔ عائف نے کہا اسے ضرور میرے سامنے پیش کرو۔ کیونکہ وہ ایک بڑا آدمی بننے والا ہے (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۲۸۳ جلد ۲)

قوم نے حضورؐ کو امین کا خطاب دیا

اب رسول اللہ علیہ وسلم اللہ کی حفاظت میں خوب نشوونما پانے لگے خدا نے ہمیشہ آپ کو برے کاموں، جاہلیت کی تمام بری رسوں اور فحش کاموں سے بچایا حتیٰ کہ آپ تمام قوم میں بہترین اخلاق حسنہ رکھنے والے سب سے زیادہ خاندانی شریف، سب سے زیادہ حلیم الطبع اور بردبار، سب سے زیادہ سچ بولنے والے ہمیشہ برے اخلاق اور فحش کاموں سے دور رہنے والے اور بہت ہی امانتدار پائے گئے حتیٰ کہ قوم نے آپ کو امین کا خطاب دیا، سب لوگوں میں اسی نام سے مشہور تھے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

فحش کاموں سے بچنا

جب قریش نے کعبہ کی از سر نو تعمیر کی تو تمام قریش پتھر اٹھاتے تھے، حضورؐ بھی پتھر اٹھانے والوں میں شامل تھے، عباس حضورؐ کے چچا نے کہا تم اپنی تہبند کھول کر اپنے کندھے پر رکھ لو۔ حضورؐ جب برہنہ ہوتے تو زمین پر گر پڑے، آنکھیں آسمان کی طرف تھیں پھر کھڑے ہو گئے۔ اور فرمایا "میری تہبند کہاں ہے؟" یہ کہہ کر اپنی تہبند باندھ لی، دوسری روایت میں ہے۔ حضورؐ نے فرمایا "مجھے ننگا ہو کر چلنے سے منع کیا گیا ہے۔"

تفریحی مجالس میں حصہ نہ لینا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:۔ میں نے ہمیشہ جاہلیت کی تفریحی مجالس میں شریک ہونے سے اجتناب کیا ہے صرف دو دفعہ میں نے ایک مجلس میں شامل ہونے کا ارادہ کیا، خدا نے دونوں دفعہ مجھے بچایا میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا، ایک روز میں نے اپنے ساتھی سے کہا،

Marfat.com

"بھائی صاحب! آج شب کو میری بکریوں کی نگرانی رکھنا میں آج رات کو شہر کی تفریحی مجلس میں شامل ہونے کا ارادہ رکھتا ہوں" اُس نے کہا "بہت اچھا" میں سرِ شام شہر میں داخل ہوا، پہلے ہی مکان سے ڈھول بجنے کی آواز سنی۔ میں نے دریافت کیا: یہ کیا بات ہے" لوگوں نے جواب دیا: فلاں شخص کی شادی ہے" میں یہ تماشہ دیکھنے بیٹھ گیا اُسی دم خدا نے مجھے سُلا دیا۔ رات بھر سوتا رہا سورج کی شعاع نے مجھے بیدار کیا، میں اپنے ساتھی کے پاس گیا، اُس نے پوچھا "کیا دیکھا" میں نے جواب دیا۔ میں نے کچھ نہیں دیکھا، مجھے نیند آگئی، جب شام ہوئی تو میں نے پھر اس سے کہا "تم میری بکریوں کی حفاظت کرنا شاید آج میں شہر کا تماشہ دیکھنے پر قادر ہو سکوں" اس کے بعد میں نے شہر میں قدم رکھا اس طرح ایک مکان سے ڈھول بجنے کی آواز آئی، میں نے دریافت کیا "کیا بات ہے" جواب ملا" فلاں دلہن کی ڈولی اُٹھے گی" میں یہ منظر دیکھنے کے لئے بیٹھ گیا، اللہ نے پھر مجھے سلا دیا، رات بھر سوتا رہا حتیٰ کہ سورج کی شعاعوں نے مجھے جگایا، اور میں اپنے ساتھی کے پاس چلا آیا، اُس نے پوچھا "کیا دیکھا" میں نے کہا "کچھ بھی نہیں۔ آج بھی رات بھر سوتا رہا" اس کے بعد میں نے پھر کبھی بھی بھول کر جاہلیت کے تفریحی مجلس میں شامل ہونے کا ارادہ نہیں کیا۔ (تاریخ ابن کثیر صفحات ۲۸۷ - ۲۸۸ جلد ۲)۔

حضرت خدیجہ رضؓ سے شادی

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خاندان کا نام قریش ہے، اس خاندان کے کل افراد تاجر تھے، اس وقت قریش کی ایک معزز اور شریف خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا خاندان میں سب سے زیادہ مالدار تھیں، پہلا خاوند وفات پا چکا تھا، قریش کے معزز افراد نے ان کے پاس شادی کے پیغام بھیجے، اور بڑے بڑے شرفاء نے ان سے شادی کرنے کے لئے کثیر رقمیں خرچ کیں مگر کسی کو کامیابی حاصل نہ ہوئی، اور حضرت خدیجہ رضؓ نے سب کے پیغام مسترد کر دئے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فطرتاً نیک سیرت اور خلیق واقع ہوئے تھے، محامد اوصافِ حمیدہ سے متصف تھے اپنے نیک افعال اور صالح اعمال کی وجہ سے قوم میں ناموری حاصل کر لی تھی۔ اس قدر امانتدار تھے کہ ہر شخص ادباً آپ کو امین امین کہہ کر پکارتا تھا۔ کسی کو آپ کا نام لینے کی جرأت نہ ہوتی تھی آپ کی امانت اور صدق بیانی کی شہرت سُن کر حضرت خدیجہ رضؓ نے آپ سے درخواست کی، کہ آپ میرا مال تجارت لے کر ملک شام جائیں دوسرے تاجروں کی نسبت آپ کو معاوضہ زیادہ دوں گی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے منظور فرمایا اور اس معزز خاتون کا مالِ تجارت لے کر شام تشریف لے گئے۔ حضرت خدیجہ رضؓ کا غلام میسرہ

ہمرکاب تھا سخت گرمیوں کا موسم تھا تمام سفر میں دو فرشتے آپ پر سایہ کرتے رہے حضورؐ شام پہنچ گئے اور ایک راہب (عیسائی زاہد) کے صومعہ (عبادت گاہ) کے قریب ایک درخت کے نیچے نازل ہوئے۔ راہب نے اُوپر سے دیکھا دریافت کیا "اس درخت کے نیچے کون اُترا ہے" میسرہ نے جواب دیا "ایک قریشی" راہب نے کہا "اس درخت کے نیچے صرف نبی ہی اُترا کرتے ہیں۔ اللہ نے تجارت میں بہت زیادہ نفع دیا۔ بخیروعافیت مکہ واپس تشریف لائے میسرہ نے حضرت خدیجہ رضؓ سے حضورؐ کی بہت تعریف بیان کی اور راستہ کے تمام واقعات گوش گزار کئے یہ سُن کر حضرت خدیجہ رضؓ بہت خوش ہوئیں اور آپ سے شادی کی درخواست کی آپ نے منظور فرمائی، حضرت حمزہ رضؓ (حضورؐ کے چچا) اور حضرت خدیجہ رضؓ کے والد خویلد کے سامنے نکاح پڑھا گیا، جہیز میں بیس اونٹنیاں دی گئیں۔ آپ کی عمر پچیس اور حضرت خدیجہ رضؓ کی عمر چالیس سال تھی، مرحوم ابراہیمؑ کے سوا کل اولاد حضرت خدیجہ رضؓ کے بطن سے ہوئی حضورؐ کے کل بیٹے اور بیٹیوں کے نام یہ ہیں طاہر، طیب، قاسم، ان کے ساتھ آپ کی کنیت تھی یعنی آپ کو ابو القاسم کہا جاتا تھا۔ عبداللہ یہ سب سے چھوٹے تھے۔ بعض مؤرخ کہتے ہیں۔ یہ نبوت کے بعد پیدا ہوئے تھے بعض مؤرخ کہتے ہیں طیب، طاہر حضورؐ کے صاحبزادوں کے نام نہیں یہ دونوں عبداللہ کے القاب ہیں بیٹیوں کے نام یہ ہیں حضرت زینبؓ۔ حضرت رقیہ رضؓ۔ حضرت ام کلثوم رضؓ۔ حضرت فاطمہ پہلی تین بیٹیاں حضورؐ کی زندگی میں انتقال کر گئیں، حضرت فاطمہؓ آپ کے بعد چھ ماہ تک زندہ رہیں، یہ کل اولاد حضرت خدیجہ رضؓ سے ہے: حضرت ابراہیم رضؓ آپ کی لونڈی حضرت ماریہ قبطیہ سے ۸ھ میں پیدا ہوئے آپ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع رضؓ نے حضرت ابراہیمؓ کے پیدائش کی خبر دی، حضورؐ نے ان کو ایک غلام انعام میں دیا، حضرت ابراہیم رضؓ دودھ پیتے میں انتقال فرما گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

(تاریخ ابن کثیر صفحہ ۲۹۳ جلد ۲ - ابو الفدا۔ جلد اوّل صفحہ ۱۱۴۔ طبری جلد اوّل صفحہ ۱۹۷ زاد المعاد جلد اوّل صفحہ ۲۶)

حضورؐ نے ایک خونریز جنگ کو کس طرح ٹال دیا

حضرت نوحؑ کے بعد اللہ کے حکم سے حضرت ابراہیمؑ نے اپنے لڑکے اسمٰعیلؑ کی معیت میں کعبۃ اللہ کی بنیاد ڈالی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ولادت تک عرب کی مختلف قومیں اس کی حفاظت کرتی

Marfat.com

رہیں ابراہیمی دین متغیر کردیا گیا، نئی نئی بدعتیں جاری کی گئیں کعبتہ اللہ میں تین سو ساٹھ بُت رکھدیئے گئے۔ علانیہ اس کی بے حرمتی کی گئی، ولن دہاڑے اُس میں زناکیا جاتا، اس کا خزانہ چرا لیا گیا مرد اور عورتیں برہنہ ہوکر بیت اللہ کا طواف کرتی تھیں۔ عورتیں اپنی شرمگاہ پر ہاتھ رکھ لیتی تھیں، کعبتہ اللہ کی عمارت بہت پُرانی، شکستہ اور نیچی تھی۔ قریش نے ازسرنو اس کی تعمیر کا ارادہ کیا، مگر بیت اللہ میں ایک بڑا بھاری اژدہا ہر وقت منہ کھولے کھڑا رہتا تھا قریش اس سے بہت ڈرتے تھے، اللہ نے ایک پرندہ بھیجا وہ اُس کو چونچ سے اُٹھا کرلے گیا، اژدہے کے غائب ہوجانے سے قریش بہت خوش ہوئے۔ اور عمارت ڈھانی شروع کی۔ اللہ کے حکم سے اس وقت سمندر میں ایک بڑا طوفان آیا ہوا تھا، اس طغیانی میں مغرب کے کسی تاجر کا لکڑیوں سے بھرا ہوا ایک جہاز جدہ کی بندرگاہ میں آگھسا، قریش کے لئے یہ غیبی امداد تھی، انہوں نے اس جہاز کی تمام لکڑی اُتار کر عمارت میں لگادی تھی۔ تعمیر میں قریش کا ہر قبیلہ شریک تھا اور سب نے آپس میں تعمیر کے حصے کر لئے تھے، جس وقت عمارت تکمیل تک پہنچ گئی، اور حجر اسود[1] کے رکھنے کا وقت آیا۔ تو ان میں

---

[1] حضرت عبداللہ بن عباس رض فرماتے ہیں دنیا میں جنت کی صرف یہ دو چیزیں ہیں رکن اسود اور مقام یہ دونوں جنت کے دو جوہر ہیں، اگر اہل شرک اس کو نہ چھوتے تو جو بیمار اس کو چھوتا اس کی بیماری دور ہوجاتی، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص فرماتے ہیں:۔ رکن اور مقام جنت کے دو یاقوت ہیں، خدا نے ان دونوں کی روشنی بجھادی ہے اگر خدا ان کی روشنی نہ بجھاتا تو مشرق سے مغرب تک تمام دنیا منور ہوجاتی۔

ابو عمارہ فرماتے ہیں:۔ حجر اسود دیوار میں نصب ہے حجر اسود اور زمین کے درمیان تین ذراع اور ذراع کا تیسرا حصہ ہے رکن شمالی کی جانب واقع ہے،

عباس رض فرماتے ہیں:۔ یہی وہ حجر اسود ہے جس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا، "میں ایک پتھر کو پہچانتا ہوں جو مجھے سلام کرتا تھا، وہ سفید یاقوت تھا، دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا، بنی آدم کے گناہوں اور مشرکین کے چھونے سے اللہ تعالیٰ نے اُسے سیاہ کردیا ہے" ملعون قرامطہ فرقہ ۳۱۷ھ میں بزور طاقت مکہ پر قابض ہوگیا، تمام شہر لوٹا، حاجیوں کو قتل کیا، بیت اللہ لوٹا اور حجر اسود کو باہر نکالا، اُس کو اُٹھا کر اپنے شہر احساء بحرین میں لے گئے۔ خلیفہ الراضی باللہ کے عہد میں جو ترکی افسر بغداد پر غالب آگیا تھا۔ اور المطیع اللہ کے عہد میں ۳۳۹ھ میں شریف ابو علی عمر بن یحییٰ خلیفہ کی طرف سے قرامطہ کے پاس گیا، ان کو سنایا بہت اصرار کرنے کے بعد اس پر راضی ہوئے کہ وہ کوفہ کی جامع مسجد کے ساتویں ستون پر لٹکادیں گے اس کے بعد حجر اسود کو مکہ لایا گیا۔ اور اپنی جگہ نصب کیا گیا، حجر اسود بائیس سال اپنی جگہ سے غائب رہا۔ (باقی صفحہ ۲۲)

اختلاف پیدا ہوگیا۔ ہر قبیلہ حجرِ اسود کو اس کی جگہ رکھنے پر مُصر تھا تلواریں کھنچ گئیں اور خونریز جنگ کے لئے تیار ہوگئے جوش کا یہ عالم تھا کہ خون سے بھری ہوئی ایک لگن درمیان میں رکھی گئی اور ہر قبیلہ کے سردار نے آخر تک لڑنے کا حلف اُٹھایا، اور خون سے اپنا ہاتھ بھرا۔ پانچ روز تک یہ صورت رہی ابو امیہ بن مغیرہ ان میں سب سے زیادہ عمر رسیدہ تھا اُن سے کہا "اختلاف روکنے کے لئے کسی کو اپنا حکم بناؤ سب سے پہلے جو شخص حرم کے دروازے سے اندر آئے۔ اس کو اپنا حکم تجویز کرو۔ قریش کے ہر قبیلہ نے اس پر اتفاق کیا، اللہ کی شان جو شخص سب سے پہلے حرم کے دروازہ سے اندر آیا وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے ان کو دیکھ کر سب نے بلند آواز سے کہا۔

هٰذَا الامین قد رضینا بہ۔ یہ امین آگیا، ہم اس کے فیصلہ پر راضی ہیں۔

آپ نے ایک بڑی چادر بچھائی اور حجرِ اسود کو اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر اس کے درمیان میں رکھا، پھر فرمایا "قریش کے ہر قبیلہ کا سردار چادر کے کونے اُٹھانے میں شریک ہو" چادر اُٹھائی گئی اور آپ نے اپنے ہاتھ سے حجرِ اسود چادر سے نکال کر اس کی جگہ رکھ دیا، اس وقت آپ کی عمر پینتیس سال تھی۔

(ابن ہشام صفحہ ۱۰۲ جلد اول طبری صفحہ ۲۰۰ جلد ۲۔ ابوالفدار جلد اول صفحہ ۱۱۴۔ تاریخ ابن کثیر صفحہ ۳۰۳ جلد ۲)

بعثت و نبوت

ہم اُوپر ذکر کرچکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فطرتاً نیک سیرت واقع ہوئے تھے لہو لعب اور دُنیا کے فضول کاموں سے اجتناب کرتے تھے عام لوگوں کی نشست و برخاست سے علیحدہ رہتے تھے مکہ سے باہر تین میل کے فاصلہ پر کوہ حرا واقع ہے آپ اس میں بیٹھ کر اللہ کی عبادت کرتے یہ غار چار گز لمبا اور پورے دو گز چوڑا تھا، گھر سے زادِ راہ لیکر کئی راتیں اس میں بیٹھ کر عبادت میں معروف رہتے۔ جب آپ چالیس سال کو پہنچے۔ تو انوارِ نبوت روشن ہوگئے۔ نبوت سے پہلے آپ کو سچے خواب

(بقیہ حاشیہ) کوفہ میں ایک عالم حجرِ اسود کو بھیجا گیا تھا ایک قرملی نے کہا "تم کو یہ کس طرح یقین ہے کہ یہی حجرِ اسود ہے ممکن ہے ہم نے اصلی حجرِ اسود چھپالیا ہو اور نقلی حجرِ اسود تمہارے سامنے لاکر رکھ دیا ہو" عالم نے جواب دیا۔ "ہمارے پاس اس کی ایک علامت ہے وہ یہ کہ اگر ہم اسے پانی میں ڈال دیں تو یہ کبھی بھی پانی کی تہ میں نہیں بیٹھیگا۔ فوراً اُوپر آجائے گا" اس کے بعد پانی لائے۔ اور حجرِ اسود کو اس میں ڈال دیا، حجرِ اسود فوراً پانی کی سطح پر آگیا۔ (معجم البلدان باب الحاء والجیم وما یلیہما)

۳۱۸۶

Marfat.com

نظر آنے لگے جس راستہ سے گذرتے شجر حجر آپ سے خطاب کر کے کہتے "اے اللہ کے رسول السلام علیکم" اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے دل میں اپنی صورت دکھائے بغیر وحی کا القا کرتے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: حضرت جبرئیل ؑ نے میرے دل میں یہ وحی کی۔

لن تموت نفس حتی تستکمل رزقها فاتقوا الله واجملوا فی الطلب ولا یحملنکم استبطاء الرزق علی ان تطلبوه بمعصیة الله فان ما عند الله لا ینال الا بطاعته

"کوئی نفس اپنا پورا رزق حاصل کئے بغیر نہیں مرے گا پس خدا سے ڈرو اور حلال طریقے سے روزی تلاش کرو اگر تم کو رزق ملنے میں دیر لگے تو اس کو حرام طریقہ سے مت حاصل کرو کیونکہ خدا کی رحمت اس کی اطاعت کئے بغیر حاصل نہیں ہوتی"

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسب معمول غار حرا میں بیٹھے ہوئے عبادت کر رہے تھے کہ دفعۃً بروز دوشنبہ ۹ ربیع الاول کو حضرت جبرئیل تشریف لائے اور فرمایا "پڑھو" حضورؐ نے جواب دیا "میں کیا پڑھوں" یہ جواب سنکر حضرت جبرئیل ؑ نے آپ کو زور سے دبایا پھر فرمایا "پڑھو" آپ نے وہی جواب دیا حضرت جبرئیل ؑ نے پھر زور سے دبایا تین دفعہ اسی طرح ہوتا رہا۔ پھر حضرت جبرئیل ؑ نے فرمایا۔

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ، خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ

اپنے رب کا نام لیکر پڑھ جس نے سب کچھ پیدا کیا جس نے بستہ خون سے انسان کو بنایا پڑھتے جاؤ تیرا رب بہت ہی کرم والا ہے جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی اس نے انسان کو وہ سب کچھ سکھایا جس سے وہ ناواقف تھا

یہ سکھلا کر حضرت جبرئیل تشریف لے گئے اور حضورؐ کا یہ عالم تھا کہ خوف کے مارے کپکپا رہے تھے دل دھڑک رہا تھا گھر کی طرف رخ کیا مکان میں قدم رکھتے ہی حضرت خدیجہ رضہ سے فرمایا "مجھے کمبل اوڑھا دو مجھ پر کمبل ڈالو" گھر والوں نے آپ پر کمبل ڈالدیا، حضرت خدیجہ رضہ سے فرمایا "مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے" یہ کہہ کر پھر سارا ماجرا سنایا حضرت خدیجہ رضہ نے تسکین دی کہا کوئی خطرہ نہیں، خدا آپ کو خیر و عافیت سے رکھے گا اس لئے کہ آپ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتے ہیں آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، حاجتمندوں کی مقصد برآری کرتے ہیں، غریبوں، مسکینوں، محتاجوں، یتیموں بیوہ اور لاوارث عورتوں کو کھانا کپڑا دیتے ہیں ہمسایوں کی اچھی طرح خدمت کرتے ہیں قومی اصلاح کے لئے خوب جد و جہد کرتے ہیں" اس کے بعد حضرت خدیجہ رضہ آپ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں یہ ضعیف العمر تھے زیادہ عمر ہو جانے کی وجہ سے نابینا ہو گئے تھے زمانہ جاہلیت میں

عیسائی ہو گئے، عبرانی زبان سیکھ کر انجیل پڑھتے تھے بڑے فاضل تھے مذہبی کتابوں کا مطالعہ کرتے تھے، حضرت خدیجہ رضہ نے ان سے کہا "آپنے بھتیجے کا بیان سنو" حضرت ورقہ رضہ نے حضور سے فرمایا، میرے بھتیجے! تم نے کیا دیکھا ہے حضور نے تمام ماجرا سنایا حضرت ورقہ رضہ نے فرمایا "یہی وہ ناموس ہے جو حضرت موسیٰ ؑ پر نازل ہوا تھا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ کے رسول ہیں قوم آپ کو جلا وطن کر دے گی کاش میں اس وقت جوان ہوتا کاش میں زندہ رہتا جبکہ آپ کی قوم آپ کو جلا وطن کردیگی" حضور ؐ نے تعجب سے پوچھا "کیا قوم مجھے جلا وطن کر دے گی" حضرت ورقہ نے فرمایا دنیا میں سب نبیوں اور رسولوں سے یہی سلوک ہوا ہے۔ اگر میں زندہ رہا تو اچھی طرح آپ کی امداد کروں گا" تھوڑے ایام گزرنے کے بعد حضرت ورقہ رضہ وفات پا گئے اور وحی کا سلسلہ بھی منقطع ہو گیا حتیٰ کہ حضور بہت ہی غمگین ہوئے اور کئی دفعہ ارادہ کیا کہ پہاڑ کی چوٹی سے نیچے گر کر اپنے نفس کو ہلاک کر دیں جب حضور ؐ اس ارادہ سے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے تو حضرت جبرئیل ؑ فوراً رونما ہوتے اور کہتے:۔

اِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ حَقًّا آپ اللہ کے برحق رسول ہیں۔

اس سے حضور ؐ مطمئن ہو جاتے، نیچے گرنے کا ارادہ چھوڑ دیتے اور گھر چلے آتے جب بہت دنوں تک وحی نہ آتی تو پھر اس کا ارادہ کرتے جب پہاڑ کی چوٹی پر چڑھتے فوراً حضرت جبرئیل ؑ نمودار ہوتے اور یہی کلمہ دہراتے حضور ؐ کو پھر تسکین ہو جاتی اور گھر آ جاتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:۔ میں ایک روز راستہ میں چل رہا تھا کہ آسمان سے آواز آئی میں نے آنکھ اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا تو وہی فرشتہ نظر آیا جو غار حرا میں اول دفعہ میرے پاس آیا تھا یہ آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر جلوہ گر تھا میں اس کو دیکھ کر ڈر گیا گھر آیا اور کہا زملونی زملونی (مجھے کمبل اوڑھاؤ مجھ پر کمبل ڈالو)۔ خدا نے اسی دم یہ آیتیں نازل کیں:۔

یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِیَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ اے لحاف میں لپٹے ہوئے کھڑا ہو، لوگوں کو عذاب خدا سے ڈرا اور اپنے رب کی بڑائی کر اور اپنے کپڑے پاک رکھ اور پلیدی چھوڑ دے۔

اس کے بعد وحی کا سلسلہ باقاعدہ جاری ہو گیا اور پے درپے وحی آنے لگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ "ورقہ جنتی ہیں" دوسری روایت میں ہے:۔ میں نے ورقہ کو جنت میں دیکھا ہے وہ ریشم کے لباس میں ملبوس تھے کیونکہ وہ مجھ پر ایمان لائے تھے۔ اور میری تصدیق کی تھی

Marfat.com

سب سے پہلے مسلمان ہونے والے

پس سب سے پہلے مردوں میں حضرت ورقہ بن نوفل اور حضرت ابوبکر صدیق رض، عورتوں میں حضرت خدیجہ رض لڑکوں میں حضرت علی غلاموں میں حضرت زید ابن حارثہ مسلمان ہوئے۔

اب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور کی بڑی معاون بنیں جب حضور کو کوئی تکلیف پہنچتی آپ ان کے پاس آتے یہ حضور کو ہر طرح سے تشفی و تسکین دیتیں ان کی تسلی سے حضور مطمئن ہو جاتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ حضرت جبرئیل نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں حضرت خدیجہ کو بشارت سناؤں کہ جنت میں ان کے لئے اعلیٰ محل طیار ہوا ہے جو موتیوں سے بنا ہے۔

حضرت خدیجہ رض کے مسلمان ہونے کے بعد کل صاحبزادیاں حضرت رقیہ رض حضرت زینب حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ رض مسلمان ہوگئیں، آپ کے گھر سے اسلام شروع ہوا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر اکتالیس ۴۱ سال تھی۔

فرضیت نماز

وحی کا سلسلہ باقاعدہ شروع ہونے کے بعد سب سے پہلے اللہ نے نماز کی فرضیت مقرر کی ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ کے بالائی حصہ میں ایک وادی کے اندر تشریف فرما تھے۔ کہ اچانک حضرت جبرئیل نمودار ہوتے وادی میں ایڑی سے ٹھوکر ماری پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا۔ حضرت جبرئیل نے آپ کو وضو کرنا سکھایا جب دونوں وضو سے فارغ ہوگئے تو حضرت جبرئیل نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی وہ امام تھے اور حضور مقتدی نماز سے فارغ ہوتے ہی حضور گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہ رض کو وضو کرکے نماز پڑھائی روئے زمین پر جس شخص نے حضور کے بعد پہلے نماز پڑھی وہ حضرت خدیجہ رض ہیں حضرت جبرئیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا "حضرت خدیجہ رض کو باخبر کرکے کہ اللہ تعالےٰ ان کو سلام کہتا ہے" حضرت خدیجہ رض نے جواب دیا "اللہ کو میرا سلام حضرت جبرئیل کو بھی میرا سلام پہنچے۔

حضرت علی رض

حضرت علی رض کے والد ابوطالب کثیر العیال تھے، ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس سے کہا "آپ کے بھائی کثیر العیال ہیں ہم دونوں مل کر ان کی اعانت کریں اور ان کے کچھ لڑکے

Marfat.com

حاصل کرکے ان کا بوجھ ہلکا کریں" عباس رضا مان گئے، دونوں اسی وقت ابوطالب کے پاس آئے، اور اپنا مدعا پیش کیا ابوطالب نے جواب دیا "عقیل کو میرے پاس چھوڑ دو اور جس کو چاہو اپنے ساتھ لے جاؤ" رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رض کا ہاتھ پکڑا عباس رض نے حضرت جعفر رض کا۔ حضرت علی رض نے جب اسلام قبول کیا آپ کی عمر آٹھ سال تھی۔

حضرت زیدؓ بن حارثہ

ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ قریش کے کل افراد تجارت پیشہ تھے یہ ایسے ظالم تھے کہ یورپ و شام میں تجارت کرنے جاتے تو واپسی میں بھولے بھٹکے مسافر اغریب اور مظلوم کو زبردستی پکڑ کر اغوا کرکے غلام بنا لیتے اور مکہ میں لاکر فروخت کر ڈالتے، انہوں نے اس طرح صدہا اللہ کی مخلوق کو ظلماً غلام بنا کر فروخت کر ڈالا تھا

حضرت زیدؓ بن حارثہ شام کے باشندہ تھے، حضرت خدیجہ رض کے رشتہ دار تجارت کرنے شام گئے، واپسی میں کئی غلام ظلماً پکڑ لائے حضرت زید رض بن حارثہ انہی میں سے تھے حکیم نے مکہ میں آکر حضرت خدیجہؓ سے عرض کیا" ان میں سے ایک غلام اپنے لئے منتخب کر لیجئے" حضرت خدیجہ رض نے حضرت زیدؓ بن حارثہ کو منتخب فرمایا۔ جس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حضرت خدیجہ رض کا نکاح ہوا تو آپؐ نے حضرت خدیجہؓ سے زیدؓ بن حارثہ کو لینا چاہا حضرت خدیجہؓ نے آپ کو ہبہ کر دیا یا مفت میں دیدیا، حضورؐ نے اسی وقت حضرت زیدؓ کو آزاد کر دیا۔ نزول وحی سے قبل کا واقعہ ہے کہ زیدؓ غائب ہو جانے سے حارثہ (باپ) کو صدمہ پہنچا ہر وقت اُس کے فراق میں زار زار روتے رنج کی حالت میں یہ شعر کہتے:

بکیتُ علی زید ولم ادر ما فعل	میں زید پر رو رہا ہوں مجھ کو معلوم نہیں کہ اس کا کیا انجام ہوا
احیٌّ فیرجی ام اتی دونہ الاجل	آیا وہ زندہ ہے جو اس سے ملنے کی امید ہو یا موت اس کو کھا گئی ہے
فواللہ ما ادری وانی لسائل	بخدا مجھے معلوم نہیں اور میں پوچھ رہا ہوں کہ تو کسی صحرا
اغالک بعدی السھل ام غالک الجبل	و میدان میں ہلاک ہوا ہے یا پہاڑ میں کاش مجھے یہ
ویالیت شعری ھل لک الدھر اوبۃ	معلوم ہو جاتا کہ تو عمر بھر کبھی لوٹ آئیگا اگر تو واپس
فحسبی من الدنیا رجوعک لی بجل	آجائے تو بس دنیا میں میری بڑی مراد پوری ہو گئی۔
تذکرنیہ الشمس عند طلوعھا	طلوع آفتاب مجھے اس کی یاد تازہ کراتا ہے۔
ویعرض ذکراہ اذا غربھا افل	پھر غروب آفتاب کے وقت بھی مجھے وہ یاد آتا ہے
وان ھبت الارواح ھیجن ذکرہ	ہوا کے چلنے سے اس کی یاد تازہ ہو جاتی ہے،
فیاطول ما حزنی علیہ وما وجل	ایک طویل مدت سے اس کے غم میں تڑپ رہا ہوں

Marfat.com

ساعمل نص العيس فی الارض جاهدا	میں اس کی تلاش میں سرخ و سفید اونٹوں کو تمام روئے زمین پر
ولا أسأم التطواف او تسام الابل	دوڑاؤں گا میرا دل اس کو تلاش کرتے کرتے تھک جائینگے لیکن میں
حیاتی او تاتی علی منیتی	نہ تھکونگا اب میں اپنی زندگی اسکی تلاش کیلئے وقف کرتا ہوں
فکل امرئ فان وان غرہ الامل	حتی کہ مجھے موت آجائے ہر شخص فنا ہونے والا ہے اگرچہ وہ بڑی بڑی
	امیدوں کا خواب دیکھ رہا ہو "

باپ اور چچا دونوں حضرت زید رضہ کی تلاش میں نکلے کھوج لگا کر آخر پتہ حاصل کر لیا معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف فرما ہیں دونوں حضورؐ کو پوچھتے پوچھتے موقع پر پہنچ گئے بتایا گیا کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما ہیں دونوں مسجد میں آئے اور آپ کو دیکھتے ہی کہا۔ "اے قوم کے سردار! ہم کو معلوم ہوا ہے کہ آپ شریف اور رحمدل ہیں اللہ کے گھر کے پاس رہتے ہیں اور اس کی تعظیم بجالاتے ہیں قیدیوں کو اچھی طرح رکھنا اور غلاموں کو آزاد کرانا آپ کا امتیاز خصوصی ہے ہم اپنے لڑکے کو لینے آئے ہیں خدارا آپ ہم پر ترس کھائیے آپ ہم سے زر نقد لیکر اس کو ہمارے حوالے کر دیجئے" حضورؐ نے فرمایا وہ کون شخص ہے؟" باپ اور چچا نے عرض کیا "زید" حضور نے فرمایا "اس کے علاوہ آپ کا اور کوئی مطالبہ ہے" دونوں نے جواب دیا "نہیں صرف یہی درخواست ہے" حضور نے فرمایا "میں ان کو اپنے سامنے بلاتا ہوں اگر وہ آپ کے ساتھ جانا چاہیں تو شوق سے جائیں میری طرف سے اجازت ہے اور اگر وہ میرے پاس رہنا چاہیں تو پھر میرا کچھ اختیار نہیں اور اگر اس نے مجھے نہ چھوڑنا چاہا تو میں زبردستی ان کو آپ کے ہمراہ نہیں بھیج سکتا" باپ اور چچا نے کہا "آپ نے خوب انصاف کیا ہم اس فیصلہ پر راضی ہیں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضہ کو طلب کیا، ان سے فرمایا "تم ان دونوں کو پہچانتے ہو" حضرت زیدؓ نے عرض کیا "جی ہاں پہچانتا ہوں یہ میرے والد اور یہ چچا ہیں" حضورؐ نے فرمایا "تم کو اختیار ہے ان کے ساتھ جاؤ یا میرے پاس رہو" حضرت زید رضہ نے فرمایا "میں آپ کے پاس رہوں گا، اس لئے کہ آپ کا سلوک میرے ساتھ نہایت اچھا ہے" باپ اور چچا نے کہا "کمبخت باپ کو چھوڑ کر غیروں کے پاس رہنا چاہتا ہے۔ حریت چھوڑ کر غلام رہنا قبول کرتا ہے" حضرت زید رضہ نے جواب دیا "آج روئے زمین پر ان سے زیادہ مجھے اور کوئی شخص محبوب نہیں" یہ سنتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجرے سے باہر تشریف لائے اور عام مجمع کے سامنے حضرت زید رضہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا "تم سب گواہ ہو جاؤ زید میرا لڑکا ہے یہ میرا وارث ہے اور میں اس کا وارث ہوں" یہ دیکھ کر باپ اور چچا دونوں خوش ہو گئے اور مسرت کے عالم میں

Marfat.com

واپس چلے گئے، اس وقت سے زید بن محمد کے نام سے مشہور ہوگئے۔ حضرت علی رضؓ کے بعد حضرت زید رضؓ بن حارثہ مسلمان ہوئے اس سے بڑھ کر ان کی اور کیا فضیلت ہوگی۔ کہ قرآن مجید میں ان کا نام آیا ہے، فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ ذَوَّجْنَاكَهَا جب حضرت زید رضؓ نے ان کو طلاق دے دی تو ہم نے آپ سے نکاح کر دیا۔ زاد المعاد جلد اول صفحہ ۲۹۰، ابن ہشام صفحہ ۱۳۲ جلد اول ابوالفدا صفحہ ۱۱۵ جلد اول)

حضرت صدیق رضؓ کی خدمات کا آغاز

حضرت ابوبکر رضؓ نے فوراً اپنا اسلام ظاہر کر دیا قریش سے للکار کر کہا "میں مسلمان ہوں" قوم ان سے بہت ہی محبت رکھتی تھی کیونکہ یہ قوم کے برگزیدہ شخص تھے اور حضورؐ کے بعد سب سے زیادہ خاندانی شریف، حضرت ابوبکر رضؓ اپنی قوم کے ہر فرد کو بخوبی جانتے تھے کہ ان میں سے کون اچھا ہے، اور کون برا ہے حضرت صدیق رضؓ بہت ہی با اخلاق شریف الطبع اور تاجر تھے قوم ہر معاملہ میں ان سے مشورہ لیتی تھی کیونکہ ان کا علم وسیع تھا ان کے اخلاق اچھے تھے اور تجارت کے بڑے ماہر تھے، اب حضرت صدیق رضؓ نے اپنے مخصوص افراد میں تبلیغ اسلام شروع کر دی ان سے کہتے مسلمان ہو جاؤ" چنانچہ ان کی کوشش سے یہ افراد مسلمان ہو گئے۔ حضرت زبیرؓ بن عوام (حضورؐ کے پھوپھی زاد) حضرت عثمان رضؓ بن عفان رضؓ حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم اجمعین حضرت صدیق رضؓ ان سب کو اپنے ہمراہ حضورؐ کے پاس لے گئے، حضورؐ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا، ان کو قرآن مجید سنایا۔ پھر یہ سب مسلمان ہو گئے۔ دوسرے روز حضرت ابوبکر رضؓ حضرت عثمانؓ بن مظعون حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح حضرت ابوسلمہ رضؓ بن عبد الاسد حضرت ارقم رضؓ بن ابی ارقم کو حضورؐ کے پاس لے آئے یہ اصحاب بھی فوراً مسلمان ہو گئے۔ جب مسلمانوں کی تعداد اڑتیس ۳۸ ہو گئی، تو حضرت ابوبکر رضؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اصرار کیا "اب ہمیں اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کر دینا چاہیے" حضورؐ نے جواب دیا۔ ابھی نہیں اس لئے کہ ابھی ہم تھوڑی تعداد میں ہیں" حضرت ابوبکر رضؓ برابر اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ حضور مان گئے۔ اور سب مسلمان اپنے اپنے رشتہ داروں میں پھیل گئے۔ اور مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا، حضرت ابوبکر رضؓ نے سب کافروں کے سامنے کھڑے ہو کر مسجد حرام میں تقریر کی، حضورؐ بھی بیٹھے ہوئے سن رہے تھے بس غضب ہو گیا تھا۔ تمام کافر حضرت ابوبکر رضؓ پر ٹوٹ پڑے اور زدوکوب کرنا شروع کیا آپ کے علاوہ باقی مسلمانوں کو بھی مارا، حضرت ابوبکر رضؓ کو بہت ہی مارا مشہور کافر عتبہ بن ربیعہ نے اپنی دونوں جوتیوں سے حضرت ابوبکر رضؓ کو بہت ہی مارا۔ چہرہ خون آلود ہو گیا، حضرت ابوبکر رضؓ کی پشت پر

Marfat.com

چڑھ گیا اور بہت مارا۔ بنو تیم کے جو لوگ وہ دوڑتے ہوئے آئے حضرت ابوبکرؓ کو مشرکوں سے چھڑایا ان کو کپڑے میں لپیٹ کر ان کے مکان میں لے گئے اس کے بعد بنو تیم مسجد حرام میں آئے کافروں سے خطاب کیا: "اگر ابوبکرؓ مرجاتا تو ہم عتبہ بن ربیعہ کو فوراً قتل کر دیتے"۔ اس کے بعد بنو تیم حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور حضرت ابو قحافہ (حضرت صدیقؓ کے والد) کو بلایا۔ حضرت ابوبکرؓ نے دریافت کیا "کافروں نے ان کو تو کوئی اذیت نہیں پہنچائی"۔ بنو تیم نے حضرت صدیقؓ کو ڈانٹا "تم کو اس سے کیا تعلق اُسی کی بدولت تم کو یہ اذیت پہنچتی ہے"، یہ کہہ کر گھر سے اُٹھ کر چلے آئے۔ حضرت ابوبکرؓ کی والدہ ام الخیر سے کہا "ابوبکرؓ کو کچھ کھلاؤ پلاؤ"۔ جب یہ سب گھر سے چلے گئے اور صرف والدہ ماجدہ گھر میں تھیں تو حضرت ابوبکرؓ نے ان سے اصرار کر کے پوچھا "مجھے بتاؤ حضورؐ کا کیا حال ہے"۔ والدہ نے جواب دیا "مجھے علم نہیں"۔ حضرت صدیقؓ نے کہا: "ام جمیل بنت خطاب کے پاس جاؤ ان سے حضورؐ کا حال معلوم کرو"۔ والدہ مکان سے باہر نکلیں اور ام جمیل کے پاس آئیں کہا "میرا بیٹا ابوبکر تم سے حضورؐ کے متعلق دریافت کرتا ہے کہ ان کا کیا حال ہے"۔ ام جمیل نے جواب دیا: "میں نہ ابوبکرؓ کو جانتی ہوں اور نہ محمد بن عبد اللہ کو، اگر تمہاری اجازت ہو تو میں تمہارے ہمراہ تمہارے بیٹے کے پاس چلوں"۔ والدہ نے کہا: "ضرور چلو"۔ ام جمیل ان کے ہمراہ گھر میں آئیں، حضرت ابوبکرؓ کو دیکھا کہ وہ بُری حالت میں بستر پر دراز ہیں، ام جمیل قریب ہوئیں اور زور سے چیخ چلانا شروع کیا "جنہوں نے آپ کو اذیت پہنچائی ہے یقیناً فاسق اور کافر ہیں اور مجھے اُمید ہے کہ خدا اُن سے تمہارا انتقام لیگا"، حضرت ابوبکرؓ نے دریافت کیا حضورؐ کا کیا حال ہے، ام جمیل نے کہا یہ آپ کے پاس بیٹھی ہوئی ہیں، فرمایا تم ان کی پرواہ مت کرو بغیر کسی اندیشہ کے گفتگو کرو، ام جمیل نے فرمایا حضورؐ خیر و عافیت سے ہیں"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "اس وقت کہاں ہیں"؟ ام جمیل نے فرمایا "ابن ارقم کے مکان میں ہیں"، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جب تک تم مجھے حضورؐ کے پاس نہیں پہنچا دو گے میں کوئی چیز نہ کھاؤں گا اور نہ پیوں گا"۔ دونوں خواتین نے جواب دیا "ذرا توقف فرمایئے رات ہو جائے"۔ جب بالکل تاریکی چھا گئی اور خاموشی کا عالم ہو گیا، تو ان دونوں خواتین کے سہارے گھر سے باہر نکلے حتیٰ کہ حضورؐ کے پاس پہنچ گئے، حضورؐ نے اُسی دم حضرت ابوبکرؓ کا بوسہ لیا، اور سب مسلمان بھی حضرت ابوبکرؓ کے بوسے لینے لگے، حضرت ابوبکرؓ کی یہ حالت دیکھ کر حضورؐ کو بہت ہی ترس آیا، حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا "مجھے اور تو کوئی تکلیف نہیں لیکن خبیث عتبہ نے میرے چہرہ کو بہت زخمی کیا ہے، یہ میری والدہ بھی آپ کے پاس موجود ہیں، برائے خدا ان کو اسلام قبول کرنے کی ترغیب دیجئے، اور ان کے حق میں دعائے خیر کیجئے شاید آپ کی

Marfat.com

برکت سے ان کو مسلمان ہونے کی توفیق ہو اور یہ آتش جہنم سے بچ جائیں۔ حضورؐ نے خدا سے دعا مانگی پھر ان کو دعوتِ اسلام دی، وہ مسلمان ہو گئیں، اسی مکان میں حضورؐ کے ساتھ انتالیس[39] مسلمان ایک ماہ تک چھپے رہے، جس دن حضرت ابوبکرؓ پر مار پڑی اسی روز حضرت حمزہؓ بھی مسلمان ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا بھی مانگی "یا اللہ عمر بن الخطاب یا ابوجہل ان دونوں میں سے ایک کو مسلمان کر دے"، حضورؐ نے یہ دعا چہار شنبہ کو مانگی اور جمعرات کو حضرت عمرؓ مسلمان ہو گئے۔

حضرت عمرؓ کا جذبۂ اسلام

حضرت عمرؓ کا کلمۂ شہادت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ کا رسول ہے) پڑھنا تھا کہ حضورؐ نے اور سب مسلمانوں نے جو اس وقت اسی مکان میں موجود تھے بلند آواز سے نعرۂ تکبیر لگایا حتیٰ کہ اس کی آواز مکہ کے بالائی حصہ میں سنی گئی، حضرت عمرؓ نے عرض کیا حضورؐ جب ہم حق پر ہیں تو ہم اپنا دین کیوں چھپائیں، کافر باطل مذہب رکھنے کے باوجود علانیہ اپنے مذہب کا اعلان کرتے ہیں" حضورؐ نے جواب دیا۔ عمر ابھی ہماری تعداد تھوڑی ہے تم نے دیکھا ہم مسلمانوں کو کافروں کی طرف سے کتنی اذیت پہنچ رہی ہے" حضرت عمرؓ نے عرض کیا "قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو برحق نبی بنا کر بھیجا ہے میں کافروں کی جس مجلس میں پہلے بیٹھا تھا۔ اب وہاں جا کر اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کروں گا" یہ کہہ کر حضرت عمرؓ مکان سے باہر نکلے، بیت اللہ کا طواف کیا پھر قریش کی مجلس کے سامنے آئے وہ پہلے ہی سے ان کے منتظر تھے۔ ابوجہل نے پوچھا "فلاں شخص نے خبر دی ہے کہ تم بے دین ہو گئے ہو، حضرت عمرؓ نے جواب دیا "میں بے دین تو نہیں ہوا۔ البتہ مسلمان ہوا ہوں۔

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ — میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں،
لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ — اور محمد اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے"

یہ سن کر کافر ان کو مارنے دوڑے اور حضرت عمرؓ نے بھی ان کو زدوکوب کیا عتبہ کو نیچے گرا کر اس پر بیٹھ گئے اور اس کو خوب مارنا شروع کیا، عتبہ نے چیخنا چلانا شروع کیا سب کافر ڈر کے مارے حضرت عمرؓ سے دور ہو گئے۔ پھر جو کافر قریب آتا حضرت عمرؓ پکڑ کر اسے خوب مارتے حتیٰ کہ تمام کافر دب گئے۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ کافروں کی سب مجالس میں گئے۔ اور للکار کر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا اس کے بعد حضورؐ کے پاس آئے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر

قربان ہیں مسلمان ہونے سے پہلے کافروں کی جس مجلس میں بیٹھتا تھا میں نے وہاں سب جگہ للکار کر بے خوف ہو کر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا ہے اس کے بعد حضورؐ اس مکان سے باہر آ گئے حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہ رضؓ آگے تھے۔ حتیٰ کہ حضورؐ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور سب مسلمانوں کو علانیہ ظہر کی نماز پڑھائی اس کے بعد پھر حضرت ارقم رضؓ کے مکان میں تشریف لے گئے۔ واضح رہے ان افراد میں یہ مسلمان بھی شامل ہیں حضرت عمار رضؓ ان کی والدہ حضرت سمیہ رضؓ حضرت صہیبؓ حضرت بلالؓ اور حضرت مقداد رضؓ حضرت عبداللہؓ بن مسعود فرماتے ہیں "میں مکہ میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا میں بھی اول مسلمان ہونے والوں میں شامل ہوں"

حضرت خالدؓ بن سعید

بیان کرتے ہیں۔ میرے مسلمان ہونے کا سبب یہ ہے کہ میں نے ایک خواب دیکھا میں آگ کے کنارہ پر کھڑا ہوں ایک شخص آیا اور مجھ کو آگ میں دھکیلنے لگا، حضورؐ تشریف لائے اور میری کمر پکڑ کر مجھے آگ میں گرنے سے بچایا، میں گھبرا کر نیند سے جاگ اٹھا میں نے اپنے دل میں کہا "یہ خواب ضرور سچا ہے"۔ میں حضرت ابوبکرؓ سے ملا۔ انہوں نے فرمایا "تم سعادت مند ہو مسلمان ہو جاؤ۔ حضورؐ کی تابعداری کرو اسلام تم کو دوزخ میں گرنے سے بچائے گا حالانکہ تمہارا باپ دوزخی بن چکا ہے"۔ اس کے بعد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کیا "حضورؐ آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں" فرمایا "اللہ کو خدا مانو وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے بتوں کی پرستش چھوڑ دو۔ کیونکہ وہ نہ کوئی بات سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں نہ کوئی ضرر پہنچا سکتے ہیں اور نہ کوئی نفع پہنچا سکتے ہیں" یہ سن کر میں نے عرض کیا "میں مسلمان ہوتا ہوں" حضورؐ میرا کلمہ شہادت سن کر خوش ہوئے۔ اس کے بعد حضرت خالدؓ چھپ گئے۔ ان کے باپ کو ان کے مسلمان ہونے کا علم ہوا۔ تعاقب میں آدمی بھیجے ان کو گرفتار کر کے لائے باپ کے ہاتھ میں کوڑا تھا، اس کے ساتھ مارنا شروع کیا۔ حتیٰ کہ سر پر ضرب لگنے سے کوڑا ٹوٹ گیا باپ نے کہا "میں تجھے کھانا نہیں دوں گا" حضرت خالد رضؓ نے جواب دیا "اگر تم مجھے نہیں دو گے تو خدا دے گا" اس کے بعد حضرت خالدؓ بن سعید بن عاص حضورؐ کے پاس آ گئے۔ حضورؐ نے ان کی بہت تکریم کی۔

(تاریخ ابن کثیر صفحات ۲۲ تا ۳۳ - جلد ۳)

حضرت حمزہ رضؓ کا اسلام

ایک روز ابوجہل کوہ صفا کے قریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا۔ آپ کو گالیاں دیں

Marfat.com

اسلام کو برا کہا اور سخت گستاخانہ الفاظ استعمال کئے۔ حضرت حمزہ رض کو خبر دی گئی۔ حضرت حمزہ رض غصہ میں بھرے ہوتے آئے اور ابوجہل کے سر پر زور سے کمان ماری جس سے اس کا سر پھٹ گیا قبیلۂ بنی مخزوم کا ایک شخص ابوجہل کو بچانے کے لئے اٹھا قریش نے حضرت حمزہ رض سے کہا "تم بے دین ہو گئے ہو" حضرت حمزہ رض نے فرمایا۔ مجھ کو مسلمان ہونے سے کون روک سکتا ہے لو سنو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہِ جب قریش حضرت حمزہ رض کو مارنے اٹھے تو ابوجہل نے کہا میں نے اس کے بھتیجے کو بہت گالیاں دی تھیں" حضرت حمزہ رض کے مسلمان ہونے سے قریش کو معلوم ہو گیا کہ اب محمد محفوظ ہو گیا ہے اور اس نے ترقی کر لی ہے اس کے بعد قریش حضور ؐ کو اذیت پہنچانے میں ہچکچانے لگے حضرت حمزہ رض نے اپنے مسلمان ہونے پر ایک قصیدہ لکھا جس کا مطلع یہ ہے:۔

حمدت اللہ حین ھدی فؤادی — میں خدا کا شکر بجالاتا ہوں کہ اس نے میرے دل کو سچا دین
الی الاسلام والدین الحنیف — اسلام قبول کرنے کی ہدایت دی۔

حضرت ابوذر غفاری کا اسلام لانا

ان کو حضور ؐ کے مبعوث ہونے کی خبر ملی اپنے بھائی سے کہا "ابھی سواری پر چڑھ کر اس وادی مکہ میں جاؤ۔ اور اس شخص کے جو خدا کا رسول بننے کا مدعی ہے حالات معلوم کر کے واپس آؤ اور مجھے بتاؤ" بھائی مکہ میں آیا دیکھا کہ وہ مکارم اخلاق رکھنے کا حکم کرتے ہیں اور ایسا کلام سناتے ہیں جو میرے نزدیک شعروں سے کچھ مناسبت نہیں رکھتا، حضرت ابوذر رض نے فرمایا "تم نے اچھی طرح میری تشفی نہیں کی" یہ کہہ کر سفر کا زاد راہ ساتھ لیا اور اپنی مشک میں پانی بھرا پھر مکہ میں تشریف لائے مسجد الحرام میں پہنچے حضور ؐ کو ڈھونڈا، حضور ؐ کو خود نہیں پہچانتے تھے، اور کسی سے دریافت کرنا بھی مناسب نہ سمجھا اسی جدوجہد میں رات ہو گئی زمین پر لیٹ گئے، حضرت علی رض نے راستہ میں ان کو پڑا دیکھ کر کہا غریب مسافر معلوم ہوتا ہے حضرت ابوذر رض ان کے پیچھے ہو گئے۔ رات حضرت علی رض کے مکان پر سوئے ایک نے دوسرے سے کوئی بات نہ کی حتی کہ صبح ہو گئی۔ دوسرا دن بھی اس طرح گزر گیا، تیسرے روز جب حضرت علی رض کے سامنے آئے تو حضرت علی رض نے دریافت کیا "آپ اس شہر میں کس مقصد کے لئے آئے ہیں" حضرت ابوذر رض نے جواب دیا "اگر آپ مجھ سے پکا اقرار کریں کہ آپ میری رہنمائی کریں گے۔ تو میں آپ کو اپنا مقصد بتاؤں" حضرت علی رض نے مضبوط عہد دیا پھر حضرت ابوذر رض نے با خبر کیا، حضرت علی رض نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے سچے رسول ہیں صبح کے وقت آپ میرے پیچھے آئیں، اگر راستہ میں، میں سمجھے آپ کے متعلق کوئی خطرہ محسوس ہوا تو میں

Marfat.com

اس طرح ٹھہر جاؤں گا۔ گویا کہ میں پانی گرا رہا ہوں، اور اگر میں سیدھا چلتا رہوں تو آپ بلا خوف میرے پیچھے چلے آئیں اور جس مکان میں گھسوں آپ بھی اس میں گھس جائیں" حضرت علی رض ان کو حضور ص کے پاس لے گئے، حضور ص نے ان کو قرآن مجید سنایا یہ مسلمان ہو گئے۔ حضور ص نے حضرت ابوذر رض سے فرمایا "سردست تم اپنے وطن چلے جاؤ حتیٰ کہ میرا دوسرا حکم تمہارے پاس پہنچے" حضرت ابوذر رض نے عرض کیا "بخدا میں کافروں کے سامنے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کروں گا" یہ کہہ کر حضرت ابوذر رض مسجد حرام میں تشریف لائے قریش کے کھلے مجمع میں کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ یہ سنتے ہی کافروں نے ان کو بہت ہی زدوکوب کیا ان کو زمین پر دے مارا، عباس رض آئے اور حضرت ابوذر رض کے جسم پر دراز ہو گئے، تاکہ ان کو کافروں سے بچائیں قریش سے کہا "کمبختو جانتے ہو یہ کون شخص ہے یہ قبیلہ غفار کا آدمی ہے یہ قوم تمہاری شاہراہ تجارت شام پر رہتی ہے" یہ کہہ کر کافروں کو وہاں سے ہٹایا دوسرے روز حضرت ابوذر رض نے پھر ایسا کیا کافروں نے پھر مارا، عباس نے پھر چھڑایا۔

حضرت ضماد کا اسلام

حضرت ضماد رض فرماتے ہیں:— میں جنات کو اتارنے اور مجنون کا علاج کرنے میں ماہر تھا میں مکہ میں آیا شہر کے بے وقوف افراد نے مجھ سے کہا "یہاں محمد پاگل ہو گیا ہے" میں نے کہا "مجھے دکھاؤ میں اس کا علاج کروں گا" اس کے بعد میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا میں نے کہا "میں جنات کو اتارنے اور مجنون کا علاج کرنے میں ماہر ہوں آؤ میں تمہارا علاج کروں" حضور نے فرمایا۔

ان الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ من یھدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضلل فلا ھادی لہ اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ

سب تعریف واسطے اللہ کے ہے ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں، اسی سے مدد مانگتے ہیں جس کو خدا ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو خدا گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں میں شہادت دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔

حضور ص نے یہ کلمات تین دفعہ دہرائے میں نے عرض کیا۔ یہ کلمات پھر دہرایئے کیونکہ یہ کلمات سمندر کی گہرائی میں پہنچ گئے ہیں میں نے کاہنوں، جادوگروں اور شعراء کا کلام سنا ہے لیکن ایسے بہترین کلمات کبھی نہیں سنے۔ آپ اپنا ہاتھ پھیلایئے میں آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوتا ہوں" حضور ص نے ہاتھ پھیلایا میں نے بیعت کر لی

(تاریخ ابن کثیر صفحات از ۳۳ تا ۳۶ جلد ۳)

Marfat.com

اسلام کا پہلا غازی

مسلمان تین برس تک گھاٹیوں میں چھپ کر نماز پڑھتے رہے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص (حضورؐ کے ماموں) چند صحابہ کرام کے ساتھ پہاڑ کی ایک گھاٹی میں چھپ کر نماز پڑھ رہے تھے کہ دفعتہً چند مشرکین نے ان پر حملہ کر دیا۔ حضرت سعدؓ نے مدافعت کرتے ہوئے ایک کافر کو قتل کر دیا، روئے زمین پر سب سے پہلے جس نے کافر کو قتل کیا وہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص ہیں (ابن ہشام صفحہ ۱۳۸ جلد اول)

حضورؐ پر قریش کے مظالم

نبوت کے بعد تین برس تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خفیہ طریقہ سے تبلیغ اسلام کرتے رہے، جب نبوت کا چوتھا سال شروع ہوا تو اللہ تعالٰی نے یہ حکم بھیجا۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ جس چیز کا تم کو حکم دیا گیا ہے اس کو صاف صاف بیان کرو۔ اور
عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ مشرکین کا کچھ خیال نہ کرو۔

حضرت ابن عباسؓ ارشاد فرماتے ہیں۔ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی:۔

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝ اپنے قریبی رشتہ داروں کو عذاب خدا سے ڈراؤ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر چڑھ کر پکارنا شروع کیا۔

یا صباحاہ:۔ لوگو دشمن کی فوج چلی آرہی ہے۔

اسی وقت قریش جمع ہو گئے اور آپ نے اُن سے مخاطب ہو کر فرمایا:۔

اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اس وادی کے پیچھے دشمن کی فوج موجود ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتی ہے تو کیا تم میری اس بات کا یقین کرو گے؟ سب نے کہا "ہم ضرور یقین کریں گے اس لئے کہ آج تک تم نے کوئی جھوٹ نہیں بولا۔ حضورؐ نے فرمایا " سنو میں تم کو عذاب خدا سے ڈراتا ہوں جو عنقریب آنے والا ہے" مجمع میں آپ کا چچا ابو لہب بھی کھڑا تھا، اس نے کہا " تو غارت ہو جائے کمبخت تو نے ہم کو اس لئے جمع کیا تھا" اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

تَبَّتْ يَدَا اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ :۔ کمبخت ابو لہب غارت ہو جائے اور وہ غارت ہو گیا،

حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی۔

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ۔ اپنے قریبی رشتہ داروں کو عذاب خدا سے ڈراؤ۔

تو حضورؐ نے فرمایا " اگر میں نے اپنے رشتہ داروں میں تبلیغ اسلام کی تو یہ سب رشتہ دار مجھے اذیت پہنچائیں گے اس کے بعد حضرت جبرئیلؑ تشریف لائے فرمایا اے محمدؐ اگر آپ نے خدا کے حکم پر عمل نہ کیا اور اپنے رشتہ داروں میں تبلیغ نہ کی تو خدا آپ کو دوزخ کا عذاب دیگا " حضورؐ نے مجھ سے فرمایا " تم ایک دعوت کا سامان تیار کرو اور دودھ مہیا کرو پھر تمام بنو عبدالمطلب کو جمع کر کے میرے پاس لاؤ " میں نے اس حکم کی تعمیل کی جب سب جمع ہو گئے یہ تقریباً چالیس افراد تھے ان میں حضورؐ کے چچا ابوطالب حضرت حمزہؓ حضرت عباسؓ اور ابولہب بھی شامل تھے میں نے دسترخوان بچھایا حضورؐ نے فرمایا " بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ " سب نے دعوت کھائی اور خوب سیر ہو کر کھانا کھایا پھر حضورؐ کے حکم سے میں نے سب کو دودھ پلایا اس کے بعد حضورؐ نے ان کے سامنے تقریر کرنی چاہی مگر ابولہب بول اٹھا " کوئی شخص اس کا جادو نہ سنے " سب لوگ اٹھ کر چلے گئے دوسرے روز حضورؐ نے پھر مجھے دوسری دعوت کرنے کا حکم دیا دعوت سے فارغ ہونے کے بعد حضورؐ نے پھر تقریر کرنے کا ارادہ کیا ابولہب نے کہا " کوئی شخص اس کا جادو نہ سنے " حضور اس روز بھی کلام نہ کر سکے ، تیسرے روز حضور نے پھر مجھے دعوت کرنے کا حکم دیا ، جب سب کھانا تناول کر چکے تو حضورؐ نے فرمایا اے بنی عبدالمطلب جہاں تک میرے علم میں ہے آج تک کسی نوجوان نے تمہارے سامنے ایسی چیز نہیں پیش کی جو میں نے پیش کی ہے ، میں تمہارے لئے دنیا و آخرۃ دونوں جگہ کی بھلائیاں لیکر آیا ہوں خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو اسلام کی دعوت دوں تاکہ تم سب اسلام قبول کر لو ۔ بتاؤ اب تم میں سے کون شخص اس کام میں میری امداد کرتا ہے " جب کوئی شخص نہ بولا تو میں نے عرض کیا " حضور میں اسلام کی تبلیغ میں آپ کا معاون بنوں گا ۔ حضورؐ نے میری گردن پکڑ کر فرمایا " یہ میرا بھائی ہے تم سب اس کی اطاعت کرو " یہ سن کر سب حضورؐ کا مذاق اڑانے لگے اور ہنستے ہوئے ابوطالب سے کہا " محمد تم کو حکم دیتا ہے کہ تم اپنے بیٹے کی اطاعت کرو "

عرب کے مختلف قبائل نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی جدوجہد کے متعلق خبریں معلوم کرنے کے لئے اپنے نمائندے بھیجتے ۔ کفار مکہ پہلے ہی سے مختلف راستوں پگڈنڈیوں اور بڑی بڑی سڑکوں پر بیٹھے ہوتے وہ مکہ میں داخل ہونے والوں سے کہتے " محمد جادوگر ہے دیوانہ ہے ، شاعر ہے کذاب ہے " ، مسافر اپنے دل میں کہتا " اگر میں مکہ میں داخل ہوئے بغیر اپنی قوم میں واپس چلا جاؤں تو میں قومی خائن ٹھیروں گا " وہ مسافر مکہ میں آتا اور صحابہؓ سے مل کر حضورؐ کے حالات دریافت کرتا وہ اس کو صحیح حالات سے مطلع کرتے تھے " (خازن صفحہ ۱۱۲ جلد ۳)

ابوجہل اپنے دوستوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گزرتا تو یہ کہتا أَهٰذَا الَّذِي بَعَثَ اللّٰهُ رَسُولًا کیا خدا نے اس کو رسول بنا کر بھیجا ہے ؟

Marfat.com

اکابر قریش پچیس کی تعداد میں بیٹھے ہوتے تھے ان میں سب سے زیادہ متمرد ولید بن مغیرہ تھا (حضرت خالد بن ولید اسی کے بیٹے ہیں مترجم) ایک روز ابو جہل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گھوڑے کی لید پھینکی وقت آپ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہوتے شکار کھیل کر آئے تھے ہاتھ میں کمان تھی، حضورؐ نے ان سے ابو جہل کی ناشائستہ حرکت کا ذکر کیا، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ غصہ میں بھر گئے۔ ابو جہل کے پاس آئے اور اس کو زدوکوب کرنا شروع کیا حتیٰ کہ اس پر سوار ہو گئے۔ اور کمان سے مارتے تھے ابو جہل عاجزی کر رہا تھا، اس نے کہا "یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم کو بیوقوف بتلاتا ہمارے معبودوں (بتوں) کو برا کہتا ہے ہمارے باپ، دادا کی مخالفت کرتا ہے" حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "تم سے زیادہ کون بے وقوف اور احمق ہوگا تم پتھروں کو پوجتے ہو لو سنو اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ

(خازن صفحہ ۲۷۹ جلد ۲)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو لہب کی بی بی ام جمیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے راستہ میں رات کو درخت کے ٹکڑے۔ کانٹے نجاست وغیرہ ڈال دیا کرتی تھی جن سے ان کو بہت سخت تکلیف پہنچتی تھی۔

(خازن جلد ۲ صفحہ ۱۸۰)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :- ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم حرم میں نماز پڑھ رہے تھے، ابو جہل اور متعدد رؤساء قریش بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے آپس میں کہا آج فلاں شخص کے گھر میں اونٹ ذبح ہوا ہے کوئی شخص اس کی اوجھڑی اٹھا لائے اور محمد کی پیٹھ پر رکھ دے تو ایک بدترین شخص اٹھا اور اوجھڑی اٹھا لایا جس وقت حضورؐ سجدہ میں گئے اس نے یہ اوجھڑی حضورؐ کی پشت پر ڈال دی، میں دور کھڑا ہوا یہ دردناک منظر دیکھ رہا تھا، افسوس میں اس وقت حضورؐ کی کوئی مدد نہ کر سکا حضورؐ کی یہ حالت دیکھ کر کافر قہقہے لگا رہے تھے، اور ایک دوسرے پر لوٹے جا رہے تھے اور حضورؐ ہیں کہ بوجھ کے مارے سجدہ میں سے سر اٹھا نہیں سکتے تھے۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو خبر ہوئی۔ آپ دوڑی ہوئی آئیں اور والد ماجد کی پیٹھ پر سے اوجھڑی ہٹائی۔ حضورؐ نے سجدہ میں سے سر اٹھایا۔ اور بددعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ تین دفعہ یہ بددعا مانگی "یا اللہ! قریش کو ہلاک کر" پھر حضورؐ نے ایک ایک کا نام لیا "یا اللہ! تو ابو جہل، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف، عقبہ بن ابی معیط کو ہلاک کر ساتویں کا نام میں بھول گیا۔ جس وقت حضورؐ یہ بددعا مانگ رہے تھے تو قریش ڈر گئے، کیونکہ ان کو یقین تھا کہ اس مقدس شہر میں بددعا ضرور قبول ہوتی ہے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ سب کافر بدر کی لڑائی میں مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہوئے،

Marfat.com

اور میں نے ان کی نعشیں کنوئیں میں پڑی دیکھیں (صحیح بخاری صفحہ ۵۱۳ جلد اوّل) ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے ایک گوشہ میں نماز پڑھ رہے تھے عقبہ بن ابی معیط آیا اور حضورؐ کی گردن میں کپڑا ڈال کر زور سے کھینچا حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے اور عقبہ کو کندھے سے پکڑ کر پرے دھکیلا زبان سے ارشاد فرمایا أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللّٰهُ "کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے"

(صحیح بخاری صفحہ ۱۹۸ جلد ۲)

ایک روز رؤساء قریش جمع ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کے پاس آئے، اور مطالبہ کیا "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمارے حوالے کر دو اور اس کے معاوضہ میں ہم سے ایک خوبصورت اور وجیہہ جوان لے لو" ابوطالب نے جواب دیا "یہ انصاف نہیں ہے کہ میں اپنے لختِ جگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تمہارے حوالہ کر دوں تاکہ تم اس کو قتل کر دو اور میں تمہارے بیٹوں کی پرورش کروں (خازن صفحہ ۱۰ جلد ۲)

عقبہ بن ابی معیط قریش کے مشہور کافروں میں سے تھا بڑا سخی اور فیاض تھا، جب سفر سے آتا تو اپنی قوم کی دعوت کرتا خاندان کے معزز افراد اور اشراف کو ضرور بلاتا اکثر اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں بیٹھتا تھا ایک دن سفر سے آیا قوم کی دعوت کی حضورؐ کو بھی بلایا جب دسترخوان بچھا تو حضور نے فرمایا "عقبہ جب تک تم کلمہ شہادت نہ پڑھو گے میں تمہارا کھانا نہ کھاؤں گا" عقبہ نے اسی وقت کلمہ شہادت پڑھ لیا حضورؐ کھانے میں شریک ہو گئے ابی بن خلف عقبہ کا دوست تھا اس کو یہ خبر پہنچی تو اس نے عقبہ سے کہا "تم بے دین ہو گئے ہو" عقبہ نے جواب دیا "میں بے دین نہیں ہوا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنی دعوت میں بلایا تھا جب دسترخوان بچھا تو اس نے کہا کہ جب تک تم اسلام قبول نہ کرو گے میں تمہارا کھانا نہ کھاؤں گا۔ مجھے اس بات کی شرم آئی کہ ایک شخص میری دعوت میں آئے اور کھانا کھائے بغیر چلا جائے، میں نے کلمہ شہادت پڑھ لیا" ابی بن خلف نے کہا "میں تم سے ناراض ہوں اگر تم مجھ کو راضی کرنا چاہتے ہو تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چہرہ پر تھوکو" عقبہ حضورؐ کی خدمت میں آیا آپ کے چہرہ مبارک پر تھوکا، حضورؐ نے فرمایا "ایک دن میری تلوار سے تم ضرور مارے جاؤ گے" حضورؐ کی یہ پیشگوئی صحیح نکلی اور عقبہ بدر کی لڑائی میں مارا گیا، ابی بن خلف کو حضورؐ نے خود اپنے ہاتھ سے غزوہ احد میں قتل کیا، (خازن صفحہ ۳۴۸ جلد ۳)

قریش میں عتبہ بن ربیعہ متین سنجیدہ اور بردبار تھا، ایک روز حرم کے اندر قریش کی محفل گرم تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا بیت اللہ کے ایک گوشہ میں تشریف فرما تھے یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب حضرت حمزہؓ مسلمان ہو چکے تھے، اور مسلمانوں کی تعداد یوماً فیوماً ترقی پذیر تھی عتبہ نے قریش سے

Marfat.com

کہا "کیا تم مجھ کو اجازت دو گے کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جا کر اُس کے سامنے چند امور پیش کروں شاید وہ ہمارے بعض مطالبات تسلیم کرکے اپنی اس حرکت (اشاعت اسلام) سے باز آجائے" قریش نے جواب دیا "ضرور جائیے" عتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آکر بیٹھ گیا، اور سلسلۂ کلام اس طرح شروع کیا۔ "میرے بھتیجے تم ہماری قوم کے سربرآوردہ رکن، اور حسب ونسب کے لحاظ سے نہایت معزز فرد ہو تم نے یہ مہتم بالشان امر (نشر و اشاعتِ اسلام) پیش کرکے قوم کو ایک بڑی مصیبت میں پھنسا دیا ہے جماعت کے شیرازہ کو منتشر کر دیا قوم کے معزز افراد کو بیوقوف بنایا ان کے مذہب (بت پرستی) کو بُرا کہا اُن کے گزشتہ بزرگوں کے حق میں گستاخانہ الفاظ استعمال کئے ہیں، چند امور تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں تم اُن پر غور کرنا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا "کہیے چند امور کہا ہیں" عتبہ نے کہا "میرے بھتیجے اگر تم خدمتِ اسلام کے بہانہ سے متمول، اور مالدار بننا چاہتے ہو تو ہم چندہ کر کے تمہارے لئے اس قدر زر کثیر نقد جمع کر دیں گے کہ تم ہم سب سے زیادہ مالدار ہو جاؤ گے اور اگر تم قومی شرف حاصل کرنا چاہتے ہو تو ہم تم کو اپنا بادشاہ تسلیم کرتے ہیں اگر تم عورتوں کے خواہشمند ہو تو ہم تم کو اختیار دیتے ہیں کہ تم قریش سے بہترین دس لڑکیاں انتخاب کر لو۔ اور اگر تم کو کسی طرح کا جنون ہے تو ہم کسی طبیب حاذق کے ذریعہ تمہارا علاج کریں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ابوالولید (عتبہ کی کنیت ہے) بس کہہ چکے" عتبہ نے کہا "ہاں" حضورؐ نے ارشاد فرمایا "اب توجہ کے ساتھ میری بات سنو۔"

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ۚ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ
يَّعْلَمُوْنَ ۙ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ
اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۙ وَقَالُوْا
قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ
وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْ ۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ
حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۙ قُلْ اِنَّمَآ
اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ
اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت رحم والا اور مہربان ہے

یہ فرمان رحمٰن و رحیم کی طرف سے صادر ہوتا ہے۔ یہ قرآن وہ کتاب ہے جس کی باتیں زبان عربی میں سمجھدار لوگوں کے لئے تفصیل کے ساتھ بیان کر دی گئی ہیں (اسلام قبول کرنے والوں کو خدا کی طرف سے) خوشخبری سناتا، اور (کافروں کو عذاب خدا سے) ڈراتا ہے اس پر بھی اکثروں نے منہ پھیر لیا اور وہ اس کو سنتے ہی نہیں، اور کہتے ہیں کہ جس بات (قرآن) کی طرف تم ہم کو بلاتا ہے اُس سے ہمارے دل پردوں میں ہیں اور ہمارے کانوں میں ایک طرح کی گرانی ہے (جو تم کہتے ہو سنائی نہیں دیتا) اور ہمارے اور تمہارے درمیان ایک قسم کا پردہ پڑا ہوا ہے (تو اس سے بہتر یہی کہ) تم اپنے اسلام پر قائم رہ کر عمل کئے جاؤ اور ہم (کافر اپنی بت پرستی کے مطابق) عمل کرتے رہیں،

وَاسْتَغْفِرُوْهُ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، تم ان سے کہدو کہ میں بھی تم جیسا بشر ہوں فرق صرف اتنا ہی کہ مجھ پر خدا کی طرف سے وحی آتی ہے کہ تم سب کا معبود ایک ہے یعنی اللہ بس اسی کی طرف سیدھے چلے جاؤ اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور مشرکوں پر افسوس ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور روزِ قیامت کے بھی منکر ہیں جو لوگ ایمان قبول کرتے ہیں اور کام بھی اچھے کرتے ہیں آخرت کے روز انہی لوگوں کے لیے نہ منقطع ہونے والا ہے اجر ہے۔

عتبہ اپنے ہاتھ کمر کے پیچھے رکھ کر جب کھڑا ہوا یہ آیتیں سنتا رہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا "تم نے کچھ سنا یہ آیتیں سننے کے بعد تم کو اختیار ہے جونسی روش چاہو اختیار کرو" عتبہ قریش کی طرف واپس آنے لگا اس کا چہرہ دیکھ کر قریش نے آپس میں کہا "عتبہ کا اب وہ چہرہ نہیں رہا" عتبہ بیٹھا ہی تھا کہ اس پر سوالوں کی بوچھاڑ شروع ہو گئی "کیا خبر لائے" عتبہ نے جواب دیا "میں نے تمام عمر میں ایسا پاکیزہ کلام نہیں سنا اے قریش میں تم کو مشورہ دیتا ہوں کہ اس کو اپنی حالت پر چھوڑ دو مستقبل میں ایک عظیم الشان انقلاب رونما ہونے والا ہے اگر عرب کی مختلف قوموں نے اس کو شکست دے دی تو یہ عین تمہارا مقصد ہے اور اگر یہ سب پر غالب آ گیا تو پھر دنیا میں تمہارا ہی بول بالا ہے اگر اس کی سلطنت قائم ہو گئی تو وہ تمہاری سلطنت ہو گی، اور اس کا تفوق عین تمہارا تفوق ہے" قریش نے کہا "محمد نے عتبہ پر جادو کر دیا ہے" عتبہ نے جواب دیا "اچھا تمہاری مرضی میں نے اپنا صحیح مشورہ تمہارے سامنے پیش کر دیا" (خازن صفحہ ۸۲ جلد ۴)

ایک روز کا ذکر ہے کہ دشمنانِ اسلام ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہؓ و شیبہؓ، ابوسفیانؓ بن حرب نضر بن حرث ابوالبختری بن ہشام۔ اسودؓ بن عبدالمطلب، زمعہؓ بن اسود، ولیدؓ بن مغیرہ۔ ابوجہل بن ہشام۔ عبداللہؓ بن ابی امیہؓ بن خلف، عاصؓ بن وائل۔ حجاج کے دونوں بیٹے منبہؓ و نبیہؓ، بعد غروب آفتاب کعبۃ اللہ کی چھت کے قریب جمع ہوئے اور آپس میں کہا "محمد کو طلب کر کے اس سے مباحثہ کرو" اور اس کو اتنا تنگ کرو کہ وہ قائل ہو جائے" یہ اتفاق کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہلا بھیجا "تمہاری قوم کے بڑے بڑے اشراف جمع ہیں تم سے کچھ گفتگو کرنا چاہتے ہیں" حضورؐ اکابر قریش اور دشمنانِ اسلام کے بڑے بڑے سرکردہ اشخاص کو اسلام میں لانے کے لئے بہت بے قرار تھے، دوڑے ہوئے آئے، اور ان کے سامنے بیٹھ گئے قریش نے کہا "محمد آج ہم تم کو قائل کرنا چاہتے ہیں، بھلا آج تک تمام عرب میں کوئی ایسا شخص پیدا ہوا ہے کہ جس نے اپنی قوم کو اتنی تکلیفوں میں پھنسایا ہو جتنا تم نے ہم کو مصائب میں پھنسایا ہے تم ہمارے بزرگوں کو کوستے ہو ہمارے مذہب کو عیب دار بتاتے ہو ہم کو بیوقوف اور کم عقل قرار دیتے ہو ہمارے بتوں کو برا کہتے ہو

Marfat.com

تم نے ہماری قوم میں تفرقہ ڈال دیا ہے ہمارا شیرازہ منتشر کر دیا ہے۔ المختصر دنیا میں کوئی ایسی برائی اور تکلیف نہیں جس میں تم نے ہم کو نہ پھنسایا ہو اس دعوتِ اسلام سے تمہارا مقصد کیا ہے اگر تم مالدار بننا چاہتے ہو تو ہم چندہ کر کے تمہارے لئے اتنا کثیر مال جمع کر دیتے ہیں کہ تم ہم سب سے زیادہ مالدار بن جاؤ۔ اگر تم قومی عزت و شرف کے خواہاں ہو تو ہم تم کو اپنا قومی رہنما اور سردار بنا لیتے ہیں اگر حکومت کی خواہش ہے تو ہم تم کو اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں اور اگر تم کو یہ یقین ہے کہ اس معاملہ میں تمہارے سر پہ کوئی جن سوار ہے، اور تم کو جنون ہو گیا ہے تو ہم چندہ کر کے تمہارے علاج کے لئے طبیب طلب کرتے ہیں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا "مجھ کو نہ جنون ہے نہ میں تم سے مال کا خواہاں ہوں اور نہ میں تمہارا بادشاہ بننا چاہتا ہوں لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ خدا نے مجھ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ میں تم کو خدا کے عذاب سے ڈرانے اور جنت کی بشارت سنانے آیا ہوں میں نے خدا کا پیغام تم تک پہنچا دیا اور تم کو اچھی طرح سمجھا دیا ہے اب اگر تم اسلام قبول کرو گے تو دنیا اور آخرۃ دونوں جگہ تمہاری کامیابی، فلاح اور بہبودی ہے اور اگر اسلام رد کرو گے تو میں خدا کے آخری فیصلہ کا منتظر ہوں"۔ قریش نے کہا "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر تم اوپر کی باتیں منظور نہیں کرتے تو ہم تم سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ جیسا کہ تم کو معلوم ہے ہمارا ملک تنگ ہے آبادی زیادہ ہے" اور معاش کی صورت بھی بہت خراب ہے تم اپنے خدا سے کہو کہ وہ ہمارے ملک سے یہ پہاڑ ہٹا دے ہمارا ملک وسیع کر دے۔ شام و عراق کی طرح یہاں بھی بڑی بڑی نہریں جاری کر دے۔ اور ہمارے بزرگوں کو زندہ کر دے قصی بن کلاب ان میں ضرور ہو اس لئے کہ وہ قومی رہنما اور سچا آدمی تھا پھر ہم تمہارے متعلق ان سے پوچھیں گے، کہ جس چیز کی تم دعوت دے رہے ہو حق ہے یا باطل اگر انہوں نے تمہاری تصدیق کر دی، تو ہم مسلمان ہو جائیں گے" حضور نے جواب دیا "میں تمہارے اس قسم کے مطالبات پورا کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں میں خدا کا پیغام تم تک پہنچا چکا ہوں اگر تم اس کو قبول کر و گے تو فبہا ورنہ میں تمہارے متعلق خدا کے آخری فیصلہ کا منتظر ہوں" قریش نے کہا "اگر تم ہمارا یہ مطالبہ بھی پورا نہیں کرتے تو ہم تم سے کہتے ہیں کہ تم اپنے خدا سے کہو کہ وہ تصدیق کے لئے ایک فرشتہ تمہارے ساتھ کر دے اور تم اپنے خدا سے یہ بھی کہو کہ وہ تمہارے لئے سونے اور چاندی کے عالیشان محل بنا دے۔ جن میں بے شمار خزانے ہوں اور اس کے اردگرد خوبصورت باغات ہوں تاکہ تم مالدار ہو جاؤ کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ تم بازار میں چلتے ہو اور ہماری طرح اپنے لئے معاش کی صورت نکالتے ہو" حضور نے فرمایا میں تمہارے اس قسم کے مطالبات پورے کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا خدا نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ تم کو عذاب خدا سے ڈراؤں اور جنت کی بشارت سناؤں" قریش نے کہا "اچھا تم اپنے خدا سے آسمان

Marfat.com

کا ٹکڑا گرا دو جیسا کہ تم کہا کرتے ہو" حضور نے فرمایا "یہ خدا کے اختیار میں ہے اگر وہ چاہے، تو تم پر آسمان کا ٹکڑا گرا سکتا ہے" قریش کے ایک فرد نے کہا "سُن اے محمدؐ! جب تک تو خدا اور فرشتوں کو اپنے ساتھ نہ لائے گا۔ ہم تیری اطاعت (اسلام) قبول نہ کریں گے" یہ سن کر حضور اس مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے آپ کے ساتھ آپ کی پھوپھی کا لڑکا عبداللہ بن ابی اُمیہ بھی کھڑا ہوا، اس نے کہا "اے محمد! تمہاری قوم نے تمہارے سامنے چند مطالبات پیش کئے تم نے ان کو تسلیم نہ کیا اس کے بعد انہوں نے اپنی خوشحالی کے متعلق چند مطالبات پیش کئے تم نے یہ بھی نہ مانے آخر میں انہوں نے اُس عذاب خدا کی خواہش ظاہر کردی جس کے متعلق تم ان کو ڈرایا کرتے ہو تم یہ بھی نہ کر سکے سنو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جب تک تم میری آنکھوں کے سامنے ایک سیڑھی لگا کر آسمان پر نہ چڑھو گے اور وہاں سے اپنے ساتھ ایک لکھی ہوئی کتاب نہ لاؤ گے اور تمہارے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت بھی ہو جو اس بات کی شہادت دیں کہ محمد جو کچھ تمہارے پاس لایا ہے بالکل سچ ہے تو میں اس وقت اسلام قبول کروں گا، سنو اگر تم نے ایسا کیا بھی تو خدا کی قسم میں اُس وقت بھی مسلمان نہ ہوں گا۔ یہ سُن کر حضورؐ غم کی حالت میں اپنے گھر واپس چلے آئے۔ (تفسیر خازن صفحہ ۱۸۰ جلد ۳)

اسلام قبول کرنے سے سلطنت ملتی ہے

ابوطالب کی موت کے قریب قریش نے یہ مشورہ کیا، ہم ابوطالب کی خدمت میں حاضر ہوں اُن سے عرض کریں آپ اپنے بھتیجے کو منع کر دیجئے کہ وہ ہمارے پیچھے نہ پڑے اس لئے کہ آپ کی وفات کے بعد اسے "قتل کرنے سے ہمیں شرم آتی ہے عرب طعنہ دیں گے کہ عمر بھر ابوطالب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بچاتا رہا جس وقت وہ انتقال کر گئے۔ تو قریش نے ان کو تنہا پا کر قتل کر دیا" یہ مشورہ کرنے کے بعد مندرجہ ذیل رؤسا ابوطالب کے پاس آئے ابوسفیان، ابوجہل، نضر بن حرث، اُمیہ، اُبی، عقبہ بن ابی مُعیط عمرو بن عاص، اسود بن ابی البختری۔ انہوں نے عرض کیا "آپ ہمارے بڑے ہیں ہمارے سردار ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نہ صرف ہم کو اذیت پہنچائی ہے بلکہ ہمارے معبودوں کو بھی بُرا کہتا ہے آپ اس کو منع کر دیجئے اگر وہ ہمارے معبودوں (بتوں) وغیرہ کا کچھ تذکرہ نہ کرے تو ہم بھی اس کو اور اس کے خدا کو کچھ نہ کہیں گے، ابوطالب نے اُسی وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو طلب کیا کہا "یہ تمہاری قوم کے افراد آئے ہیں [redacted] حضورؐ نے فرمایا "پھران کا کیا مقصد ہے" قریش نے کہا "تم ہمارا اور ہمارے معبودوں کا کچھ ذکر نہ کرو ہم تم کو اور تمہارے خدا کو کچھ نہ کہیں گے" ابوطالب نے کہا "انہوں نے یہ انصاف کی

بات کہی ہے تم اس کو قبول کر لو"۔ حضورؐ نے فرمایا "اگر میں تمہارا یہ مطالبہ تسلیم کر لوں تو کیا تم میرا ایک کلمہ قبول کر لو گے جس کا اقرار کرنے سے تم تمام سرزمین عرب پر قابض ہو جاؤ گے، تمام عجم (عرب اپنے سوا دنیا کی کل قوموں کو عجم کہتے ہیں کہ دنیا میں اگر کوئی صحیح و فصیح زبان ہے تو صرف عربی ہے باقی کل لوگ گونگے ہیں ان کو بولنا ہی نہیں آتا) تمہارے مطیع و منقاد ہو جائیں گے اور تم کو خراج ادا کریں گے"۔ ابو جہل نے کہا "بیشک ہم تمہارا ایسا کلمہ ضرور قبول کر لیں گے ایک کلمہ کیا بلکہ تمہارے ایسے دس کلمے قبول کرنے کو تیار رہیں بتاؤ کونسا کلمہ ہے۔ حضورؐ نے فرمایا "کلمۂ شہادت کا اقرار کرو" قریش نے یہ قبول کرنے سے انکار کیا اور نفرت کرنے لگے ابو طالب نے حضورؐ سے کہا "اس کے علاوہ تم اپنا کوئی اور مطالبہ پیش کرو"۔ حضورؐ نے فرمایا "میرا تو صرف یہی ایک مطالبہ ہے اگر یہ سورج اٹھا کر میرے ہاتھ میں رکھ دیں تب بھی اس مطالبہ سے نہ ہٹوں گا"۔ (خازن صفحہ ۳۴ جلد ۲)

عام تبلیغ کرنے کا حکم

اس کے بعد خدا نے یہ حکم بھیجا:۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ

اے رسولؐ! تو خدا کے احکام جو تجھ پر اتارے گئے ہیں عام لوگوں تک پہنچا اگر تو نے اس حکم کی تعمیل نہ کی تو تو نے تبلیغ کا کوئی فرض سرانجام نہ دیا دشمن (تو کسی طرح کا اندیشہ نہ کر) خدا تجھ کو لوگوں سے بچائیگا۔

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام تبلیغ کرنے کے لئے کمربستہ ہو گئے شب و روز پوشیدہ اور ظاہر ہر طریقہ سے عام لوگوں میں تبلیغ اسلام کرتے بغیر کسی لحاظ کے ہر مجلس میں شامل ہوتے ہر بازار میں جاتے ہر میلہ میں اور حج کے موقعہ پر عام خاص سب افراد کو، آزاد ہو یا غلام ضعیف ہو یا قوی غنی ہو یا فقیر، تبلیغ کرتے قریش اس میں مزاحمت کرتے، آپ کو تبلیغ کرنے سے روکتے وعظ سنانے سے منع کرتے خصوصاً ابولہب اور اس کی عورت ام جمیل جو ابوسفیان کی بہن تھی حضورؐ کی بہت ہی مخالفت کرتے دونوں حضورؐ کو بہت ہی اذیت پہنچاتے خدا ہر حال میں حضورؐ کی حفاظت کرتا کفار کے سب مکروفریب خاک میں ملاتا، لیکن خدا نے حضورؐ کا امتحان لیا کہ یہ مصائب برداشت کرنے میں کتنے ثابت قدم رہتے ہیں اس واسطے خدا نے مشرکین کو حضورؐ کے تکلیف پہنچانے میں دلیر کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے۔

Marfat.com

قولوا لا الٰہ الا اللہ تملکوا بہا العرب وتدین لکم بہا العجم | لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرو عرب میں تمہاری حکومت قائم ہو جائیگی اور تمام عجم تمہارا مطیع ہو جائے گا۔

ابولہب پیچھے سے لوگوں کو اس کی تابعداری کرنے سے منع کرتا تھا "یہ بے دین ہے کذاب ہے بہت جھوٹا ہے اس کی کوئی بات نہ مانو ایسا نہ ہو یہ تم کو تمہارے آبائی مذہب بت پرستی سے روک دے"

ایک روز قریش ابوطالب کے پاس آئے کہا۔ تمہارا بھتیجا ہمارے مذہب کو برا کہتا ہے۔ ہمیں بت پرستی سے روکتا ہے تم اس کو منع کرو ابوطالب نے اپنے بیٹے عقیل سے کہا "محمدؐ کو بلا لاؤ" حضرت عقیلؓ کہتے ہیں "میں حضورؐ کو بلا لایا" یہ دوپہر کا وقت تھا عین نصف النہار سخت گرمی پڑ رہی تھی، سب کفار بیٹھے ہوئے تھے، ابوطالب نے کہا "یہ تمہارے رشتہ دار شکایت کرتے ہیں کہ تم کھلے مجمع میں ان کے مذہب کو برا کہکر ان کو اذیت پہنچاتے ہو تم ایسا نہ کرو تم اپنی جان بچاؤ اور میرے بڑھاپے پر بھی ترس کھاؤ مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالو جس کو میں نہ اٹھا سکوں پس آج سے تم اپنی قوم کے مذہب کو مت برا کہو" یہ سنکر حضورؐ کو خیال آیا کہ شاید ابوطالب اب میری امداد کرنے سے ہاتھ اٹھانا چاہتے ہیں، اور مجھے کفار کے حوالہ کرنے لگے ہیں حضورؐ نے فرمایا "چچا جان اگر یہ کفار میرے داہنے ہاتھ میں سورج اور میرے بائیں ہاتھ میں چاند لاکر رکھ دیں تب بھی میں تبلیغ اسلام نہ ترک کروں گا۔ حتی کہ خدا مجھے فتح عطا فرمائے یا میں خدمت اسلام سرانجام دیتا ہوا ہلاک ہو جاؤں" یہ کہہ کر حضورؐ آبدیدہ ہو گئے، آنکھوں میں آنسو آ گئے اور رونے لگے اس کے بعد اٹھ کر جانے لگے تو ابوطالب نے کہا "میرے بھتیجے یہاں آؤ تم علانیہ اپنا کام کرو بلا کسی خوف کے تبلیغ اسلام کرو۔ میں تم کو کبھی ان کے حوالے نہ کرونگا" اس کے بعد ابوطالب نے یہ شعر کہے۔

واللہ لن یصلوا الیک بجمعہم حتی اوسد فی التراب دفینا	بیشک مجھے زمین میں دفن نہیں کر دیا جاتا بخدا یہ لوگ تجھ تک نہیں پہنچ سکتے۔
فامض لامرک ما علیک غضاضۃ	تو بےفکر ہو کر اپنا کام کر
ابشر وقر بذاک منک عیونا	تو تبلیغ اسلام کر کے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر
ودعوتنی وعلمت انک ناصحی فلقد صدقت وکنت قدم امینا	تو نے مجھے دعوت اسلام دی اور میں جانتا ہوں کہ تو میرا خیرخواہ ہے تو سچا ہے اس لئے کہ تو ہمیشہ سے امین ہے۔
وعرضت دینا قد عرفت بانہ من خیر ادیان البریۃ دینا	تو نے میرے سامنے دین پیش کیا اور میں جانتا ہوں کہ تیرا دین مخلوق کے سب دینوں سے بہت ہی بہتر ہے
لولا الملامۃ او حذار مسبۃ لوجدتنی سمحا بذاک مبینا	اگر مجھے ملامت کا ڈر نہ ہوتا (کہ اپنا آبائی مذہب چھوڑ دیا ہے) تو مجھے اس دین اسلام کی بڑی خدمت کرنے والا پاتا۔

ابوجہل کی شرارت: ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان بہت دیر تک جھگڑا ہوتا رہا۔ حضورؐ اٹھ کر جانے لگے تو ابوجہل نے کہا "اے قبائل قریش! محمد نے تمہاری کوئی بات قبول نہ کی وہ برابر ہمارے بتوں کو برا کہنے ہمارے بزرگوں پر طعنہ کرنے اور ہم کو بیوقوف بنانے پر مُصر ہے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں کل ایک بڑا پتھر لیکر بیٹھوں گا۔ جب یہ نماز پڑھتے ہوئے سجدہ میں جائیگا۔ میں اس پتھر سے اس کا سر کچل دوں گا۔ اس کے بعد اس کے رشتہ داروں کو اختیار ہے کہ میرے ساتھ جو چاہیں سلوک کریں۔" دوسرے روز صبح ابوجہل بڑا پتھر لیکر حضورؐ کی انتظار میں بیٹھ گیا۔ حضورؐ اپنی عادت کے مطابق تشریف لائے اور نماز پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔ قریش بھی اپنی اپنی نشستگاہوں میں بیٹھ گئے۔ جب حضورؐ سجدہ میں گر پڑے تو ابوجہل نے بڑا پتھر اٹھایا اور حضورؐ کی طرف چلا جب قریب پہنچا دفعتہً اس کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا اس کے دونو ہاتھ اس پتھر سے چپک گئے۔ حتیٰ کہ اس نے یہ بڑا پتھر اپنے ہاتھ سے پھینک دیا۔ قریش اس کی طرف دوڑے کہا "تم کو کیا ہوا" اس نے کہا "میں اس کا سر کچلنے کے لئے آگے بڑھا۔ جب میں قریب پہنچا تو ایک بہت ہی بڑا اونٹ میرے سامنے آیا، بخدا اتنا بڑا اونٹ آج تک میں نے کبھی نہیں دیکھا اُس کی بہت بڑی گردن تھی اُس کے دانت بہت بڑے تھے۔ مجھے ڈر ہوا کہ اب مجھے کھانے لگا ہے" حضورؐ نے فرمایا "یہ حضرت جبرئیلؑ تھے اگر یہ قریب آتا تو حضرت جبرئیلؑ اسے پکڑ لیتے۔"

ایک دردناک منظر: حضرت عروہ رضؓ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت عمروؓ بن عاص رضؓ سے دریافت کیا آپ نے بہت دفعہ دیکھا ہو گا کہ قریش حضورؐ پر بہت ظلم کرتے تھے، حضرت عمرو رضؓ نے فرمایا "میں نے بہت دفعہ یہ دلخراش مناظر دیکھے ہیں ایک روز کا واقعہ ہے کعبہ میں حجراسود کے قریب قریش کے اشراف جمع تھے، انہوں نے آپس میں حضورؐ کا تذکرہ کیا کہ اس نے ہمیں تکلیفیں پہنچائی ہیں۔ ہم نے بہت برداشت کی ہے اب ہمارا پیمانۂ صبر لبریز ہو چکا ہے یہ آپس میں تذکرہ کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نمودار ہوئے آپ نے حجراسود کو چوما تمام کفار آپ پر ٹوٹ پڑے۔ چاروں طرف سے آپ کو گھیر لیا۔ اور مارنا شروع کیا کہنے لگے تو ہم کو تکلیفیں پہنچاتا ہے ہمارے بتوں کی مذمت بیان کرتا ہے وغیرہ وغیرہ حضورؐ نے فرمایا "ہاں میں یہ کہتا ہوں" میں نے دیکھا ایک شخص حضورؐ کی چادر پکڑ کر کھینچ رہا تھا حضرت ابوبکرؓ اٹھے اور آپ کو کفار سے یہ کہتے ہوئے چھڑایا۔

ویلکم اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ — "کمبختو تم اس شخص کو صرف اس وجہ سے قتل کرتے ہو کہ یہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔"

اس کے بعد یہ کافر پرے ہٹ گئے۔ یہ بڑا دردناک منظر ہے جو میں نے اپنی تمام عمر میں دیکھا۔

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "خدا کا دین پھیلانے میں جتنی ایذائیں مجھے دی گئی ہیں۔ اتنی سخت ایذائیں آج تک کسی کو نہیں پہنچائی گئیں تبلیغ اسلام کے دوران میں جتنا مجھے ڈرایا گیا ہے آج تک کسی کو اتنا نہیں ڈرایا گیا۔ مجھ پر تکلیف و مصیبت کے تیس ایام ایسے گذرے ہیں کہ مجھے اور بلال رضؓ کو کھانے کو کچھ نہیں ملتا تھا بلال ہی اپنے بغل کے نیچے کوئی کھانے کی چیز کہیں سے لے آتے تو لے آئے اس میں سے ہم دو کچھ کھا لیا کرتے تھے۔
(تاریخ ابن کثیر صفحات ۵۱ تا ۵۴ جلد ۳)

مسلمانوں پر کفار کے دردناک مظالم

اس کے بعد کفار مکہ عام مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے، کافر اپنے اپنے قبیلے کے مسلمانوں پر ظلم کرتے ان کو زدو کوب کرتے بے تحاشا مارتے ان کو قید کرتے ان کو بھوکا اور پیاسا رکھتے سخت گرمی میں دوپہر کے وقت جلتی دھوپ میں ان کو ڈال دیتے، ان کو مجبور کرتے اسلام چھوڑ دو ورنہ اسی طرح تم کو اذیتیں پہنچا کر مار ڈالیں گے مسلمان ان مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے۔ صبر ولی کے ساتھ اسلام پر استقامت رکھتے۔

حضرت بلال رضؓ

(امیہ بن خلف قریش کے معزز افراد میں سے تھا حضرت بلال رضؓ (ان کی والدہ کا نام حمامہ ہے) بن رباح اس کے غلام تھے یہ مسلمان ہو گئے۔ امیہ ان کو بہت سخت تکلیفیں پہنچاتا تھا عین دوپہر کے وقت جلتی دھوپ میں زمین پر لٹاتا ان کے سینہ پر بڑا بھاری پتھر رکھواتا امیہ کہتا "جب تک تو اسلام نہیں چھوڑیگا میں تجھ کو ایسی سخت تکلیف پہنچاتا رہوں گا۔ حتیٰ کہ تو اسی تکلیف میں مرجائے اگر تو محمدؐ کو گالیاں دے اور لات اور عزیٰ کو سجدہ کرے تو میں تجھے ابھی چھوڑ دوں گا" حضرت بلال رضؓ اسلام چھوڑنے سے انکار کرتے اور بار بار یہی جواب دیتے، اَحَدٌ اَحَدٌ (اللہ ایک ہے اللہ ایک ہے) حضرت ورقہ بن نوفل وہاں سے گذرتے تو فرماتے "اے بلال رضؓ تم سچ کہتے ہو اَحَدٌ اَحَدٌ" ایک دن حضرت ابوبکر رضؓ وہاں سے گذرے حضرت بلال رضؓ کو اس حالت میں دیکھ کر بہت متاثر ہوئے، امیہ سے کہا "خدا سے ڈرو اس مسکین کو کیوں تکلیف پہنچا رہے ہو" اس نے کہا "تم نے اس کو خراب کیا ہے تم ہی اسے چھڑا لو" حضرت صدیق نے فرمایا "تم اس کو میرے ہاتھ فروخت کرتے ہو؟" امیہ نے کہا ہاں نسطاس کے بدلے اس کو دینا چاہتا ہوں۔ نسطاس حضرت صدیق رضؓ کا بہت قیمتی غلام تھا اس کی قیمت دس ہزار دینار (اشرفی) تھی۔ حضرت صدیق رضؓ نے منظور فرمایا نسطاس دیکر حضرت

بلال رض کو لے لیا اور اسی وقت ان کو آزاد کر دیا نسطاس مشرک تھا۔

حضرت صدیق حضرت بلال رض سے پہلے چھ غلام آزاد کر چکے تھے حضرت بلال رض ساتویں تھے ۔ عامرؓ بن فہیرہؓ یہ مسلمان تھے، غزوہ احد میں شامل تھے واقعہ بئر معونہ میں شہید ہو گئے ام عبیس ۔ زہرہؓ ۔ جس وقت حضرت صدیق رض نے ان کو آزاد کیا تو نابینا ہو گئیں قریش نے طعنہ دیا۔ لات اور عزیٰ نے اس کو اندھا کر دیا ہے؟ زہرہ نے جواب دیا "جھوٹے ہیں بکجبسہ کے رب کی قسم لات اور عزیٰ نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں، اور نہ فائدہ" یہ کہتے ہی خدا نے ان کو آنکھیں واپس کر دیں۔ ہندیہؓ اور ان کی صاحبزادی یہ دونو لونڈیاں قبیلہ بنی عبدالدار کی ایک عورت کی ملکیت میں تھیں وہ ان سے جنگل سے لکڑیاں منگوایا کرتی اور یہ کہتی تھی "میں کبھی بھی ان کو آزاد نہ کروں گی" ایک روز حضرت صدیق رض اس کے گھر کے سامنے سے گذرے اس کو یہ کہتے سنا فرمایا "تم کو ایسی بات نہیں کہنی چاہیئے" اس نے جواب دیا "تم نے ان کو خراب کیا ہے، تم ان کو چھڑا کر آزاد کر دو" حضرت صدیقؓ نے فرمایا "فروخت کرتی ہو کیا قیمت لوگی" اس نے کہا "اتنے روپے" آپ نے فرمایا "مجھے منظور ہے" قیمت ادا کر کے ان کو آزاد کر دیا۔

خاندان بنی مؤمل اپنی ایک لونڈی کو اس وجہ سے عذاب دے رہے تھے کہ وہ بیچاری مسلمان ہو گئی تھی۔ ایک دن حضرت صدیق رض وہاں سے گذرے اور آپ نے اس کو بھی خرید کر اسی وقت آزاد کر دیا، حضرت ابوبکر رض کا ایک نام عتیق بھی ہے۔ حضرت عمارؓ بن یاسر ان کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

جزى الله خيرا عن بلال وصحبه	خدا عتیق کو حضرت بلال رض اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے
عتيقا واخزى فاكها وابا جهل	جزاء خیر دے اور فاکہ ابوجہل کو ذلیل و رسوا کرے۔
عشية هما في بلال بسوءة	یہ دونو حضرت بلال رض کو روز مرہ تکلیفیں پہنچاتے تھے
ولم يحذرا ما يحذر المرء ذو العقل	سمجھدار آدمی جس چیز (عذاب خدا) سے ڈرتا ہے یہ دونو اس سے نہیں ڈرتے
بتوحيده رب الانام وقوله	تھے حضرت بلال رض کو اس وجہ سے تکلیف پہنچاتے تھے کہ وہ توحید کا قائل تھا
شهدت بان الله ربي على مهل	اور یہ کہتا تھا میں شہادت دیتا ہوں کہ ہر حال میں خدا میرا رب ہے۔
فان تقتلوني فاقتلوني فلم اكن	اگر تم مجھ کو قتل کرنا چاہتے ہو تو شوق سے قتل کر دو۔
لاشرك بالرحمن من خيفة القتل	میں قتل سے ڈر کر اپنے رحمٰن کے ساتھ شرک نہیں کر سکتا۔
فيارب ابراهيم والعبد يونس	ابراہیمؑ یونسؑ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کے خدا تو مجھ کو ان کا فر دول
وموسى وعيسى نجني ثم لا تملي	سے نجات دے۔ پھر ان کو ڈھیل نہ دے۔

(خازن صفحہ ۳۸۵ جلد ۳)

Marfat.com

حضرت عمار رضؓ ان کے والد حضرت یاسر رضؓ اور ان کا سب گھرانہ مسلمان ہو گیا تھا کفار ان کو بہت ہی تکلیفیں پہنچاتے تھے ، جلتی دھوپ میں کھڑا کر دیتے تپتی ریت میں ان کو لٹا دیتے ان کے سینے پر پتھر کی گرم سلیں رکھ دیتے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اس حالت میں دیکھ کر ان کے سامنے سے گزرتے تو فرماتے تھے ۔

صبرًا یا آل یاسر فان موعدکم الجنۃ اے یاسر والو صبر کرو اس لئے کہ تمہارا ٹھکانا جنت ہے

حضرت صدیقؓ

ابو قحافہ حضرت صدیق رضؓ کے والد نے کہا " بیٹا تم کمزور غلاموں کو خرید کر آزاد کرتے ہو اگر طاقتور غلام خرید کر آزاد کرو تو وہ تمہارے حامی بن جائیں گے قوم پر رعب بیٹھ جائے گا کہ ابوبکر رضؓ کے غلام بڑے طاقتور ہیں ، حضرت ابوبکر رضؓ نے جواب دیا " میں اپنا مقصد خوب جانتا ہوں " ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں :- مجھ کو ہوش آیا تو میرے والدین مسلمان ہو چکے تھے ۔ او روزانہ صبح و شام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لاتے تھے ۔ جب کفار مسلمانوں کو بہت اذیت پہنچانے لگے تو میرے والد ماجد حضرت ابوبکر صدیق رضؓ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے ۔ جس وقت برک غماد (کہ سے پانچ دن کی مسافت پر سمندر کے ساحل کے قریب) پہنچے ۔ تو ابن دغنہ سے ان سے ملاقات کی ، یہ قارہ کے سردار تھے میرے والد سے کہا " تم جیسے شریف آدمی کو جلاوطن نہیں کرنا چاہئے ۔ اس لئے کہ تم غریبوں کی مدد کرتے ہو رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتے ہو ، یتیموں کی پرورش کرتے ہو ۔ مسافروں کو کھانا کھلاتے ہو ، اور مستحق لوگوں کی ہر وقت مالی امداد کرتے ہو ، میں تمہارا ضامن بنوں گا ۔ تم میرے ساتھ واپس مکہ چلو ، اپنے شہر میں بیٹھ کر احکام اسلام پر عمل کرنا " ابن دغنہ والد کے ساتھ مکہ آئے قریش کے افسروں سے ایک ایک کے گھر کا طواف کیا ان سے کہا تم ایسے شخص کو نکالتے ہو " قریش نے جواب دیا ، ہم تمہاری ضمانت و ذمہ داری پر اس کو امن دیتے ہیں تم اس سے کہو کہ وہ اپنے مکان کی چار دیواری کے اندر ہی نماز پڑھے قرآن بلند آواز سے نہ پڑھے کیونکہ ہم کو اندیشہ ہے ۔ کہ اگر وہ بلند آواز سے پڑھے گا تو مکہ کی عورتیں ، اور بچے قرآن سن کر متاثر ہوں گے " ابن دغنہ نے والد کو ہدایت کر دی ۔ والد گھر ہی میں نماز اور قرآن مجید پڑھتے محلہ کی عورتیں اور بچے پڑوسیوں کے مکانات پر چڑھ کر والد کی قراءت نماز اور قرآن مجید سنتے ۔ میرے والد کی یہ عادت تھی کہ قرآن مجید پڑھتے وقت ان کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگتے ۔ قریش کو یہ ناگوار گزرا انہوں نے ابن دغنہ کو مطلع کیا وہ مکہ میں آیا کفار قریش نے کہا " ہم نے صرف اس شرط پر تمہاری ضمانت قبول کی تھی کہ ابوبکر اپنے گھر کے اندر ہی نماز پڑھے گا ۔ اس نے اس سے تجاوز کیا صحن میں مسجد بنالی ہے اور بلند آواز سے نماز اور قرآن مجید

Marfat.com

پڑھتا ہے ہماری عورتیں اور بچے اس کی قرأت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے اگر وہ شرط کے مطابق صرف حجرہ کے اندر ہی نماز و قرآن پڑھے تو خیر ورنہ وہ تمہاری ضمانت وذمہ داری واپس کر دے اس لئے کہ ہم نہیں چاہتے کہ تم جیسے شریف آدمی کی ضمانت توڑ کر تم کو ذلیل کریں۔ ہم کسی حالت میں بھی ابو بکر کو بلند آواز سے پڑھنے کی اجازت نہ دیں گے۔ ابن دغنہ والد صاحب کے پاس آئے اور عرض کیا "یا تو آپ اپنے اقرار پر قائم رہیئے۔ یا میری ضمانت واپس کر دیجئے۔ اس لئے کہ میں تمام عرب میں بدنام ہونا نہیں چاہتا کہ صرف ایک شخص کی ضمانت دینے پر میری تذلیل وتحقیر ہو گئی" والد نے جواب دیا "خوشی سے تمہاری ضمانت وذمہ داری واپس کرتا ہوں۔ مجھ کو صرف اللہ کی ضمانت و پناہ کافی ہے" اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ ہی میں تھے مسلمانوں سے فرمایا "تمہاری جائے ہجرت مدینہ ہے" یہ سنتے ہی مسلمان مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے لگے، حبشہ کے بعض مہاجرین بھی مدینہ ہی میں منتقل ہو گئے۔ والد ماجد بھی ہجرت کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔ حضور نے فرمایا "ٹھہر جاؤ شاید مجھے بھی ہجرت کرنے کی اجازت مل جائے" والد نے فرمایا "میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا آپ کو اس کی توقع ہے" جواب دیا "ہاں" یہ سن کر والد نے توقف کیا۔ حضور کی رفاقت کے منتظر رہے۔ اور چار ماہ تک دو سواریوں کو خوب موٹا تازہ کرتے رہے۔ (صحیح بخاری صفحہ ۲۵-۲۶ جلد ۲)

المختصر مسلمان کفار کے مظالم کا تختۂ مشق بنے ہوئے تھے۔ جن مسلمانوں کے رشتہ دار مضبوط تھے، وہ اپنے رشتہ داروں کے ذریعہ بچے رہتے تھے۔ اور جو مسلمان غریب تھے کافر ان پر بہت ظلم کرتے تھے ان کو بہت اذیت پہنچاتے تھے۔ (زاد المعاد صفحہ ۲۹۹ جلد اول)

کفار مسلمانوں کو لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں سخت تکلیف دیتے تھے۔ (فاذن صفحہ ۲۶ ا جلد ۱)

بنو مخزوم ابو جہل کا قبیلہ حضرت عمار رضؓ ان کے والد حضرت یاسر رضؓ اور ان کی والدہ ماجدہ سمیہؓ کو سخت گرمی میں میدان میں لے جا کر سخت تکلیفیں پہنچاتے تھے خبیث ابو جہل نے حضرت سمیہؓ کی شرمگاہ میں نیزہ مار کر شہید کر دیا۔ یہ اسلام میں پہلی بی بی شہید ہیں)

ابو جہل قریش کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا کرتا تھا، اگر کوئی معزز شریف کافر مسلمان ہو جاتا تو ابو جہل اس سے کہتا "تو نے اپنا آبائی مذہب چھوڑ دیا ہے اب ہم تجھے بے وقوف بتائیں گے تجھے بے عزت کریں گے" اگر مسلمان ہونے والا تاجر ہوتا تو ابو جہل اس سے کہتا "ہم تیری تجارت بند کر دیں گے تیرا سب مال چھین لیں گے" اگر مسلمان ہونے والا غریب ہوتا تو ابو جہل اس کو بہت ہی مارتا آبرو باختہ اوباشوں اور بدمعاشوں کو اس کے پیچھے لگا دیتا۔ الغرض کافر مسلمانوں کو اتنا زدوکوب کرتے کہ وہ بیٹھ

Marfat.com

بھی نہیں سکتے تھے۔ (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۵۷ جلد ۳)

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے سامنے چادر باندھے ہوئے بیٹھے تھے مسلمان حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا "حضورؐ کفار ہم کو بہت ایذا پہنچا رہے ہیں آپ خدا سے دعا کریں کہ ہماری اعانت کرے" حضورؐ نے جواب دیا "تم صرف ان تکلیفوں سے گھبرا گئے۔ تم سے پہلے مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ کفار گڑھا کھودتے مسلمان کو اس میں ڈالتے ایک آرہ منگوا کر اس کے سر پر رکھ کر اس کے دو ٹکڑے کر دیتے۔ اس ایذا رسانی پر بھی وہ مسلمان اسلام چھوڑنے کا نام نہ لیتا۔ بعض مسلمانوں کے ساتھ کافر یہ سلوک کرتے کہ لوہے کے کنگھے سے اس کا بدن چھیلتے اس کی ہڈیوں سے تمام گوشت اور رگیں چھلتی چلی آئیں اس تکلیف پر مسلمان اسلام نہ چھوڑتا تھا خدا کی قسم اسلام کا اتنا عروج ہونے والا ہے اور مسلمانوں کی سلطنت اتنی وسیع ہونے والی ہے کہ صنعاء (یمن کا دار السلطنت) سے ایک شخص اشرفیاں اچھالتا ہوا حضرموت (عدن کے شرقی جانب مشہور شہر صنعاء سے بہتر فرسخ کے فاصلہ پر) تک تنہا چلا جائے گا اس کو خدا کے سوا کسی (چور ڈاکو) کا ڈر نہ ہو گا لیکن تم جلدی کرتے ہو" (صحیح بخاری صفحہ ۱۷۳ جلد ۲)

حضرت خبابؓ بن ارت فرماتے ہیں:۔ زمانۂ جاہلیت میں مشہور کافر عاص بن وائل کی ایک تلوار بنائی تھی، کیونکہ میں لوہار تھا میں نے اس سے روپوں کا تقاضہ کیا اس نے جواب دیا "جب تک تو محمدؐ کی اطاعت نہ چھوڑے گا میں تجھ کو تیرے روپے نہ دوں گا" میں نے کہا "میں حضورؐ کی اطاعت کبھی نہ چھوڑوں گا۔ ہاں اگر تم مر جاؤ اور پھر خدا تم کو (قیامت کے روز) اٹھائے تو میں اسلام چھوڑنے پر طیار ہو جاؤں گا" اس نے کہا "کیا فی الواقع میں مرنے والا ہوں اور پھر قبر سے (قیامت کے روز) اٹھوں گا" میں نے کہا "ہاں" اس نے کہا "اچھا تو پھر قیامت کے روز میں تمہارے روپے ادا کر دوں گا" (صحیحین)

قریش کی شرارت

ولید بن مغیرہ قریش میں سب سے زیادہ معمر تھا۔ اس نے ایک روز قریش کو جمع کیا۔ کہا "حج کا موسم آ گیا ہے، تمام عرب کے لوگ حج کرنے آئیں گے اب تم اس مجلس میں متفقہ طور پر محمدؐ کے متعلق ایک کلمہ کہنے کا فیصلہ کر لو" قریش نے کہا "آپ ہی کوئی رائے تجویز کریں ہم اس پر عمل کریں گے" ولید نے کہا "بلکہ تم اپنے خیالات پیش کرو۔ میں سنتا ہوں" قریش نے کہا "ہم لوگوں سے کہیں گے یہ کاہن ہے" ولید نے کہا "یہ کاہن نہیں میں نے بہت کاہن دیکھے ہیں اس کا کلام کاہنوں سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا" قریش نے کہا "ہم کہیں گے یہ مجنون ہے" ولید نے کہا "مجنون بھی نہیں" قریش نے کہا "ہم کہیں گے یہ شاعر ہے" ولید نے کہا "یہ شاعر بھی نہیں اس کا کلام شعروں سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا" قریش نے کہا "پھر ہم کیا کہیں"

Marfat.com

اُس نے کہا۔" تم کہو یہ ساحر (جادوگر) ہے اپنی سحر بیانی سے خاوند اور اُس کی بی بی کے درمیان باپ اور اس کے بیٹوں کے درمیان بھائیوں کے درمیان حتیٰ کہ اپنی سحر بیانی سے انسان اور اس کے مذہب کے درمیان جُدائی ڈال دیتا ہے" یہ سُن کر قریش منتشر ہو گئے۔ اور اسی پر عمل شروع کر دیا، حج کا موسم آیا باہر سے جو حاجی آتا اس سے کہتے "محمدؐ جادوگر ہے اس سے بچکر رہنا"

ابو جہل کیوں مسلمان نہ ہُوا؟

ایک شب کو ابو جہل ابو سفیان، اور اخنس بن شریق خفیہ طور پر باہر نکلے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن سُنیں، سب علیحدہ علیحدہ بیٹھ گئے اور حضورؐ کی نماز میں قرآن مجید سُنتے رہے۔ جب فجر ہوئی تو سب مُتفرق ہو گئے اور اپنے اپنے مکان چلے گئے دن کو سب ایک راستہ میں ملے اور افسوس کرنے لگے کہ ہم نے گذشتہ شب کو قرآن کیوں سُنا آئندہ ہمیں ایسا نہ کرنا چاہئے، اگر ہماری قوم کے بعض بیوقوف افراد نے دیکھ لیا تو اس کا بُرا اثر ہوگا دوسری شب کو پھر انہوں نے خفیہ طور پر جا کر قرآن سُنا فجر کے وقت پھر منتشر ہو گئے دن کو ایک راستہ میں ملے پھر ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے کہ ہم نے دوسری شب کو پھر نامناسب حرکت کی آئندہ ہمیں ایسا نہ کرنا چاہئے۔ تیسری شب کو پھر انہوں نے چھُپ کر قرآن سُنا فجر کے وقت پھر منتشر ہو گئے، دن کو جب ایک جگہ جمع ہوئے تو پختہ اقرار کیا آئندہ بالکل قرآن نہیں سُنیں گے۔ صبح کو اخنس اپنی لاٹھی لیکر ابو سفیان کے پاس آیا کہا۔" محمدؐ کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے" اس نے جواب دیا۔" میں جانتا ہوں محمد کا کیا مقصد ہے" پھر ابو جہل کے پاس آیا اُس سے سوال کیا" تم محمد کے متعلق کیا کہتے ہو" اس نے کہا" قومی عزت و سیادت کے متعلق بنو عبد مناف (حضور کے رشتہ داروں) سے ہمارا جھگڑا چلا آتا ہے۔ انہوں نے ہم سے کھانا مانگا۔ ہم نے کھانا دیا انہوں نے ہم سے سواریاں مانگیں ہم نے سواریاں مُہیا کیں۔ انہوں نے ہم سے مال مانگا۔ ہم نے مال دیا جب ہم گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔ تو انہوں نے دعوٰے کیا" ہم میں نبی ہے جس پر آسمان سے وحی آتی ہے تم اس کی تابعداری کرو" واللہ ہم اس کا حکم کبھی نہ مانیں گے" اور نہ اس کی تابعداری کرینگے" حضرت مغیرہؓ بن شعبہ فرماتے ہیں۔ یہ پہلا دن تھا کہ میں نے حضور کو پہچانا ایک روز میں اور ابو جہل مکہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے دفعتہً حضورؐ سے ملاقات ہوگی، ابو جہل سے کہا" میں تم کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں" ابو جہل نے جواب دیا" کیا تو ہماری بُت پرستی کو بُرا کہنے سے باز نہیں آئے گا کیا تیرا یہ مقصد ہے کہ ہم شہادت دیں کہ تو نے ہم کو تبلیغ کر دی سو ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو نے ہم کو تبلیغ اسلام کر دی اگر مجھے یقین ہوتا کہ دین اسلام برحق

Marfat.com

ہے تو میں ضرور مسلمان ہو جاتا" یہ سُنکر حضورؐ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد ابوجہل میری طرف متوجہ ہوا کہا "میں جانتا ہوں کہ اس کا دین برحق ہے لیکن مجھے مسلمان ہونے سے یہ چیز مانع ہے کہ بنی قُصَی کہیں گے ہم میں حجابت و مکۂ معظمہ کی تولیت ہے" ہم نے کہا "بیشک" انہوں نے کہا "ہم میں سقایت و چاہ زمزم کی تولیت ہے" ہم نے کہا "سچ کہتے ہو" انہوں نے کہا "ہم قوم کے سردار ہیں" ہم نے کہا "ہمیں یہ بھی منظور ہے" انہوں نے کہا "قومی جھنڈے کے ہم ہی مالک ہیں" ہم نے کہا "ہم اس کی بھی تائید کرتے ہیں حتیٰ کہ جب ہم بالکل جھک گئے تو دعویٰ کر بیٹھے "ہم میں نبی ہے تم اس کی تابعداری کرو، مجھ سے یہ توقع مت رکھو کہ ہم ان کی اطاعت قبول کرینگے" ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوجہل و ابوسفیان کے سامنے سے گذرے یہ دونو بیٹھے ہوئے تھے۔ ابوجہل نے طنزاً کہا "ابوسفیان یہ تمہارا نبی ہے" ابوسفیان نے جواب دیا "اگر کوئی ذلیل آدمی نبی بننے کا دعوےٰ کر بیٹھے تو کیا تعجب کی بات ہے" حضورؐ دونو کی یہ باتیں سُن رہے تھے حضورؐ نے ابوسفیان سے کہا "تم نے کبھی بھی بھول کر اللہ اور اس کے رسولؐ کی حمایت نہیں کی" ابوجہل سے خطاب کیا "ایک وقت آئے گا کہ تو کم ہنسیگا اور بہت روئے گا"

(تاریخ ابن کثیر صفحات از ۶۰ تا ۶۵ جلد ۳)

ہجرتِ حبشہ

اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا یہ بندوبست کیا کہ ابوطالب حضورؐ کو ہر وقت اپنی پناہ میں رکھتے تھے جب تک زندہ رہے قریش کو حضورؐ کے قریب تک نہ آنے دیا، لیکن عام مسلمان ان کے مظالم کا شکار رہتے تھے۔ ان کی تکالیف اور مصائب دیکھ کر حضورؐ نے فرمایا "تم ملکِ حبشہ میں ہجرت کر جاؤ کیونکہ وہاں کا بادشاہ بڑا منصف مزاج ہے اس کے ملک میں کسی پر ظلم نہیں ہوتا" حضورؐ کا یہ حکم سُن کر مسلمان ہجرت کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ سب سے اول حضرت عثمانؓ بن عفانؓ نے مع اپنی اہلیہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حبشہ کی طرف ہجرت کی اس جماعت میں بارہ مرد اور چار عورتیں تھیں یہ سب صحابہ کرام رات کو چھپ کر مکہ سے نکلے خدا نے ان کے لئے سہولیت مہیا کی کہ جب یہ لوگ ساحل پر پہنچے۔ تو تاجروں کی دو کشتیاں لنگر اٹھانے کو تیار تھیں اہلِ سفینہ نے ان کو کشتی میں بٹھالیا۔ اور نصف دینار کرایہ لیا اور حبشہ پہنچادیا۔ بعثت کے پانچویں سال رجب میں یہ ہجرت ہوئی قریش کو جب علم ہوا۔ تو ان کے تعاقب میں ساحل تک آئے لیکن یہ سب جا چکے تھے۔

Marfat.com

اس کے بعد ان مہاجرین کو خبر ملی کہ قریش نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینا بند کر دیا ہے یہ مسلمان حبشہ سے مکہ کو روانہ ہو گئے مگر جب مکہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر رہ گئے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ بڑی افواہ تھی اور کافر پہلے سے زیادہ سخت ہو گئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو بہت ہی تکلیفیں پہنچا رہے ہیں ان میں سے بعض اپنے دوستوں یا رشتہ داروں کی ضمانت و حفاظت پر مکہ میں داخل ہو گئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی ان میں شامل ہیں۔

اب کفار نے مسلمانوں پر بہت زیادہ ظلم کئے اور انتہا درجہ کی تکلیفیں پہنچانا شروع کیں، مجبوراً پھر مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کا قدم اٹھانا پڑا۔ اس دفعہ تراسی مرد اور نو عورتیں نکلیں جب ان کو خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے ہیں تو یہ تراسی مرد اور آٹھ عورتیں حبشہ سے واپس آگئیں پہلے مکہ گئے۔ بعض مسلمان مکہ میں فوت ہو گئے۔ بعض قید ہو گئے۔ اور باقی مدینہ چلے آئے۔ ان میں سے چوبیس مسلمان بدر کی لڑائی میں شامل ہوئے ۷ھ ربیع الاول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمروؓ بن امیہ ضمری کو اپنا سفیر بنا کر نجاشی شاہ حبشہ کی طرف بھیجا اس کے نام اپنا فرمان دیا، جب اس کو فرمان سنایا گیا تو وہ مسلمان ہو گیا۔ اس نے کہا "اگر مجھے موقع ملا تو میں خود حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوں گا"۔

حضورؐ نے نجاشی کو یہ بھی لکھا "حضرت ام حبیبہؓ بنت ابی سفیان سے میری شادی کر دو" مکہ سے مسلمانوں کی جو پہلی جماعت حبشہ روانہ ہوئی تھی۔ ان میں عبداللہ بن جحش بھی تھا یہ حبشہ جا کر مرتد ہو گیا۔ اور عیسائی بن گیا اور کفر کی حالت میں مر گیا حسب الحکم نجاشی نے حضرت ام حبیبہؓ کی شادی حضورؐ سے کر دی اور اپنی جیب سے مہر کی رقم چار سو دینار ادا کئے۔ حضرت خالدؓ بن سعید بن عاص حضرت ام حبیبہ رض کے والی تھے۔

حضرت نجاشی کو لکھا "حضرت ام حبیبہؓ اور دوسرے مسلمانوں کو میرے پاس بھیج دو" نجاشی نے تعمیل کی۔ اور حضرت عمروؓ بن امیہ ضمری کے ہمراہ دو کشتیوں میں ان کو سوار کرا دیا جس وقت یہ لوگ تشریف لائے تو حضورؐ فتح خیبر میں مصروف تھے حضورؐ نے فوج سے کہا۔ غنیمت کے مال میں ہمارے ان بھائیوں کو بھی شامل کرو" فوج نے خندہ پیشانی کے ساتھ اسے قبول کیا۔

جب حضرت عثمان رض حبشہ ہجرت کر گئے تھے۔ تو بہت عرصہ تک حضورؐ کو حضرت عثمانؓ اور اپنی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کے متعلق کوئی خبر نہ ملی۔ آپ بہت پریشان ہوتے قریش کی ایک خاتون وہاں سے پلٹ کر آئی، اس نے حضورؐ کو باخبر کیا۔ کہ میں نے آپ کے داماد اور آپ کی صاحبزادی کو دیکھا ہے

Marfat.com

حضورؐ نے دریافت کیا، تم نے کس حال میں ان کو دیکھا ؟ اُس نے جواب دیا " حضرت عثمانؓ نے حضرت رقیہؓ کو ایک گدھے پر سوار کر رکھا تھا اور خود پیادہ پا چل رہے تھے اور اس کی لگام تھامے ہوئے کھینچ رہے تھے " حضورؐ نے فرمایا " اللہ تعالےٰ دونوں کو خیر و عافیت سے رکھے عثمان پہلا شخص ہے، جس نے حضرت لوطؑ کے بعد اپنی بی بی سمیت راہِ خدا میں ہجرت کی ہے "

قریش کی پہلی ناکامیابی

اتنے دُور دراز ملک میں بھی قریش نے مسلمانوں کا تعاقب نہ چھوڑا ان کو اپنی گرفت میں لینے کے لئے اپنے دو نمائندے عمرو بن عاص (یہ بعد میں مسلمان ہو گئے تھے) اور عمارۃ بن ولید کو تحائف دیکر نجاشی کے پاس بھیجا تاکہ وہ مسلمانوں کو ان کے حوالہ کر دے قریش نے سب کافروں سے کہا " سب مل کر تحفے دو تاکہ نجاشی کے تمام سرکردہ افسروں اور پادریوں کو رشوت دی جائے " یہ عمارہ انہی کافروں میں سے ہے جنہوں نے نماز کے دوران میں حضورؐ کی پیٹھ پر اوجھڑی رکھ دی تھی۔ اور خوب قہقہے لگائے تھے۔ سلام پھیر کر حضورؐ نے ان سب کے لئے بد دعا کی۔

جب یہ دونوں حبشہ پہنچے تو پہلے سب عیسائی افسروں اور پادریوں کو رشوت میں تحائف دئے ان سے کہا " تم سب بادشاہ سلامت کو اشارہ کرنا کہ وہ مسلمانوں کو ہمارے حوالے کر دے " اس کے بعد یہ نجاشی کے دربار میں پہنچے۔ تحائف پیش کئے۔ عرض کیا " ہمارے وطن سے کچھ آدمی فرار ہو کر آ گئے ہیں آپ ان کو ہمارے حوالہ کر دیجئے " نجاشی نے کہا " یہ تمہارے غلام ہیں " دونوں نے جواب دیا " نہیں " نجاشی نے کہا۔ کیا انہوں نے تمہارا قرض دینا ہے " انہوں نے کہا " نہیں " نجاشی نے کہا پھر میں ان کو تمہارے کیوں حوالہ کروں انہوں نے میرے ملک میں پناہ حاصل کی ہے " سب افسروں نے اشارہ کیا " آپ سب مسلمانوں کو ان کے حوالہ کر دیں " نجاشی نے ان کی سفارش بھی مسترد کر دی اس کے بعد ان سفیروں نے یہ کہا کہ یہ مسلمان حضرت عیسیٰؑ کے متعلق گستاخانہ الفاظ استعمال کرتے ہیں، نجاشی نے حکم دیا " سب مسلمانوں کو ہمارے سامنے پیش کرو جملہ مسلمان طلب کئے گئے۔ حضرت جعفرؓ بن ابی طالب مسلمانوں کے امیر تھے۔ ان کی طرف سے ترجمانی کے لئے مقرر ہوئے۔ جب یہ محل کے دروازہ پر پہنچے، تو حضرت جعفرؓ نے بلند آواز سے کہا۔

يَسْتَاذِنُ عَلَيْكَ حِزْبُ اللهِ آپ سے اللہ کی جماعت اندر آنے کی اجازت مانگتی ہے۔

نجاشی نے پہرہ دار سے کہا " اذن مانگنے والے کو کہو کہ وہ اپنے ان الفاظ کو پھر دُہرائے " جب یہ جماعت داخل ہوئی تو حضرت جعفرؓ نے سجدہ نہیں کیا قریش کے سفیروں نے کہا " دیکھئے حضور یہ ان کی پہلی گستاخی ہے " نجاشی نے حضرت جعفرؓ سے دریافت کیا " تم نے سجدہ کیوں نہ کیا " انہوں نے جواب

Marfat.com

دیا" ہم خدا کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتے، ہم اپنی قوم قریش کی طرح کفر و ظلمت میں مبتلا تھے خدا نے ہماری ہدایت کے لئے ایک رسول بھیجا ہے، اس نے ہمیں توحید کا سبق پڑھایا ہے تب سے ہم خدا کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔ قریش نے سفیروں نے کہا "یہ حضرت عیسیٰؑ کو گالیاں دیتے ہیں" نجاشی نے حضرت جعفرؓ سے کہا "حضرت عیسیٰؑ کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟" حضرت جعفرؓ نے اسی دم کھیعص کا ابتدائی حصہ پڑھ کر سنایا، نجاشی اور اس کے بڑے بڑے افسر رونے لگے نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھا کر کہا۔ "اس سے زیادہ حضرت عیسیٰؑ کا اور کوئی رتبہ نہیں" اس کا یہ جواب سن کر پادریوں نے نفرت کا اظہار کیا، اور پیچھے ہٹ گئے۔ نجاشی نے کہا "اگرچہ تم ناک بھوں چڑھاؤ غصہ کرو مگر امر واقعی یہی ہے" اس کے بعد مسلمانوں سے خطاب کیا "حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا سچا رسول ہے، انجیل میں ان کا تذکرہ موجود ہے میں ان پر ایمان لاتا ہوں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کا رسول ہے اے جعفرؓ! تم حضور کو میرا سلام کہنا ان سے عرض کرنا میرے حق میں خدا سے دعاء مغفرت مانگیے میری طرف سے یہ بھی عرض کرنا اگر میں اس ملک کا بادشاہ نہ ہوتا تو میں خود حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور حضورؐ کی جوتیاں اٹھاتا۔ اے مسلمانو! تم میرے ملک میں آزاد ہو کوئی شخص تمہاری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔ جو شخص تم کو تکلیف پہنچائے گا۔ اسے سخت سزا دی جائیگی" قریش کے سفیروں سے خطاب کیا "اگر تم مجھ کو پہاڑ کے برابر سونا دو تب بھی میں ان کو تمہارے حوالے نہ کروں۔ خدا نے مجھ کو یہ سلطنت دیتے وقت مجھ سے کسی قسم کی رشوت نہیں لی تھی" ان کے تحائف واپس کر دو" یہ نمائندگان قریش ذلیل اور خوار ہو کر چلے آئے۔

کافروں کی بے حیائی

عمرو بن عاص اور عمارۃ بن ولید ایک ہی کشتی میں سوار ہو کر آئے تھے دونوں نے شراب پی، عمرو بن عاص چھوٹے قد کے تھے اور ان کی بی بی ان کے ہمراہ تھی عمارۃ بہت خوبصورت اور وجیہہ تھا۔ جب شراب میں مست ہوا۔ تو عمرو سے کہا "اپنی بی بی کو حکم دو۔ کہ وہ مجھے ایک بوسہ دے" عمرو نے جواب دیا "تجھے شرم نہیں آتی عمارۃ نے اسے سمندر میں پھینک دیا عمرو نے اس سے التماس کی اس نے پھر کشتی میں بٹھایا لیکن عمرو عمارہ کا دشمن ہو گیا ایک دن نجاشی سے کہا "جب آپ دربار میں تھے تو یہ عمارہ آپ کے زنانخانہ میں گیا تھا" نجاشی کو غصہ آیا اور عمارہ کو بلا کر اسے خصی کر دیا۔

جب حضرت جعفرؓ حضورؐ کے پاس آئے تو عرض کیا "نجاشی مسلمان ہو گیا ہے اس نے ہمارے ساتھ بہت ہی اچھا سلوک کیا اور ہمیں ہر طرح سے آرام پہنچایا ہے اس نے درخواست کی تھی کہ حضورؐ میرے

لئے خدا سے دعا بخشش مانگیں حضور نے وضو کیا پھر تین دفعہ کہا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلنَّجَاشِی (یا اللہ نجاشی کو بخش دے) سب مسلمانوں نے کہا آمین (یا اللہ یہ دعا قبول کر)

جب ابو طالب کو معلوم ہوا کہ قریش نے نجاشی کو مسلمانوں پر برانگیختہ کرنے کے لئے اپنے سفیر بھیجے ہیں [redacted] چند اشعار لکھ کر نجاشی کو بھیجے جن میں اس کو ترغیب دلائی ہے کہ تم مسلمانوں سے عدل و انصاف کرو ایک شعر یہ بھی تھا۔

ونعلم بان اللہ زادك بسطۃً ہم جانتے ہیں کہ خدا نے آپ کو بہت فراخی دی ہے۔
واسباب خیر کلھا بك لازب اور بھلائیوں کے تمام اسباب آپ سے چسپاں ہیں

(تاریخ ابن کثیر صفحات از ۶۹ تا ۷۸ جلد ۳ - زاد المعاد صفحہ ۱۰۱ جلد اول)

حضرت عمرؓ کا مشرف بہ اسلام ہونا

حضرت عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے ہمیں غلبہ حاصل ہو تا گیا، حضرت عمرؓ کا مسلمان ہونا اسلام کی فتح تھی ان کی ہجرت مدینہ اسلام کی مدد تھی ان کی خلافت وامارت ہمارے لئے باعث رحمت تھی ہم اتنے کمزور تھے کہ کافروں کے ڈر سے کعبہ میں نماز نہیں پڑھ سکتے تھے، جب حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے انہوں نے کفار کو زدوکوب کیا حتیٰ کہ کعبہ میں نماز پڑھی۔ پھر ہم بھی ان کے ساتھ نماز پڑھنے لگے ۔۔۔ حضرت عمرؓ اس وقت مسلمان ہوئے جبکہ مہاجرین حبشہ کا رُخ کر رہے تھے۔ حضرت ام عبد اللہ بنت ابی حشمہ فرماتی ہیں:۔ ہم حبشہ جانے کی طیاریاں کر رہے تھے حضرت عامرؓ میرے خاوند ہمارے کسی کام کے لئے مکان سے باہر گئے ہوئے تھے۔ دفعتہً حضرت عمرؓ ہمارے گھر میں آگئے ہم نے ان سے بہت تکلیفیں اُٹھائی تھیں اور ہم کو بہت ہی ایذا دیتے تھے کہا "اے ام عبد اللہ کیا اب روانگی ہے" میں نے کہا "ہاں! جب تم ہم کو ایذا دیتے ہو ہم کو تکلیفیں پہنچاتے ہو تو ہم کو یہاں سے نکل کر اللہ کے ملک کے کسی حصہ میں جانا ہوگا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے خلاصی کی کوئی سبیل نکالے"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "خدا تمہیں خیر و عافیت سے رکھے اللہ تمہارا حافظ" ان کے یہ کلمے سُن کر مجھے احساس ہوا کہ اس کو ہم پر ترس آیا ہے، اس سے قبل وہ ہمارے متعلق اتنا رحمدل نہ تھا یہ کہہ کر چلا گیا لیکن اس کے چہرہ سے معلوم ہوتا تھا کہ اس کو ہمارے جانے کا غم ہے جب حضرت عامرؓ گھر میں آئے تو میں نے اس کا ذکر کیا میں نے کہا "اگر تم تھوڑی دیر پہلے ہوتے تو تم دیکھتے عمر کو ہم پر کتنا رحم آیا ہے اس کو یہ غم ہے کہ ہم یہاں سے کیوں جا رہے ہیں"حضرت عامرؓ نے فرمایا "کیا تمہیں توقع ہے کہ وہ مسلمان ہو جائیگا"

Marfat.com

میں نے کہا "مجھے تو ایسا ہی نظر آتا ہے"۔ حضرت عامر رض نے کہا "ایسا خیال مت کرو ہاں اگر خطاب (حضرت عمر رض کے باپ کا نام) کا گدھا مسلمان ہو جائے تو شاید یہ بھی مسلمان ہو جائے"۔ حضرت عامرؓ نے یہ الفاظ اس لئے کہے کہ عمر اسلام کا سخت دشمن تھا اُس کے گزشتہ حالات دیکھ کر حضرت عامر رض اُس کے مسلمان ہونے سے مایوس ہو گئے تھے حضرت عمر رض کی ہمشیرہ فاطمہ رض اور ان کے خاوند حضرت سعیدؓ بن زید مسلمان ہو گئے تھے دونوں نے عمرؓ سے اپنا اسلام چھپا رکھا تھا۔ حضرت نعیمؓ بن عبداللہ انہی کے قبیلہ کا ایک شخص خفیہ طور پر مسلمان ہو گیا تھا حضرت خباب رض بن ارت پوشیدہ طور پر حضرت فاطمہ رض کے گھر میں آتے اور ان کو قرآن پڑھاتے ایک روز عمر بغل میں تلوار دبائے ہوئے حضور اور سب مسلمانوں کا کام تمام کرنے کی نیت سے روانہ ہوئے اس کو بتایا گیا کہ اس وقت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مع اپنے مسلمانوں کے کوہ صفا کے قریب ایک مکان میں جمع ہیں، ان کی تعداد چالیس ہے جن میں کچھ عورتیں بھی ہیں اور اس وقت حضور کے ساتھ حضرت حمزہ رض حضرت ابوبکر رض اور حضرت علی رض مع دیگر صحابہ کرام موجود ہیں، راستہ میں حضرت نعیمؓ بن عبداللہ نے دریافت کیا تلے "عمر رض کدھر کا رخ ہے" عمر نے جواب دیا "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے چلا ہوں اُس نے قریش میں پھوٹ ڈال دی ہے ان کا شیرازہ منتشر کر دیا ہے ان کے مذہب کو بُرا کہتا ہے" اور بت پرستی سے منع کرتا ہے" حضرت نعیم رض نے جواب دیا "عمر تم دھوکہ میں ہو کیا محمد کو قتل کرنے کے بعد اُس کے رشتہ دار تم کو زندہ چھوڑ دیں گے پہلے تم اپنے گھر کی خبر لو"۔ اُس نے کہا "میرے گھر کو کیا ہوا"۔ حضرت نعیم نے جواب دیا "تمہاری ہمشیرہ اور تمہارا بہنوئی سعیدؓ بن زید جو تمہارا چچا زاد بھائی بھی ہے مسلمان ہو چکے ہیں اور محمدؐ کے تابعدار بن گئے ہیں"۔ یہ سنتے ہی عمر رض نے اپنا رُخ پلٹا، ہمشیرہ کے مکان پہ ... گئے اس وقت حضرت خبابؓ حضرت فاطمہ رض کو سورۂ طٰہٰ پڑھا رہے تھے جب گھر والوں نے عمر کی آہٹ سنی حضرت خباب رض کوٹھڑی میں چھپ گئے۔ اور حضرت فاطمہ رض نے اس مبارک صحیفہ کو چھپا لیا عمر جس وقت مکان کے دروازہ پہ پہنچے تھے سورۂ طٰہٰ کو پڑھتے ہوئے سن لیا تھا مکان میں گھستے ہی دریافت کیا "یہ کیا آواز تھی جو میں نے سنی ہے" دونوں نے جواب دیا "تمہارا وہم ہے" عمر نے کہا "میں سچ کہتا ہوں میں نے سنا ہے اور مجھے خبر ملی ہے کہ تم دونوں مسلمان ہو چکے ہو" یہ کہہ کر اپنے بہنوئی کو مارنا شروع کیا۔ حضرت فاطمہ رض ان کو چھڑانے کے لئے اٹھیں ان کو بھی مارا حتیٰ کہ یہ لہولہان ہو گئیں پھر دونوں بول اٹھے "ہاں ہم مسلمان ہو چکے ہیں تمہاری جو مرضی ہے کرو" جب عمر نے ہمشیرہ کا خون بہتا دیکھا تو رحم آیا اور اپنی حرکت پر نادم ہو گئے۔ ہمشیرہ رض سے فرمایا "مجھے یہ صحیفہ دو جو تم ابھی پڑھ رہی تھیں دیکھوں اس میں کیا لکھا ہے"۔ ہمشیرہ نے جواب دیا "مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس کی بے حرمتی کرو گے"۔ عمر نے اپنے معبود کی قسم کھا کر کہا "پڑھنے کے بعد واپس

Marfat.com

...کردوں گا۔" یہ کلام سُن کر حضرت فاطمہ رض کو اس کے مسلمان ہونے کی توقع ہوگئی کہا "میرے بھائی تم نجس و ناپاک ہو صرف مسلمان ہی اس کو ہاتھ لگا سکتے ہیں"، حضرت عمر رض اُٹھے اور غسل کیا ہمشیرہ نے صحیفہ حوالہ کردیا۔ حضرت عمر رض نے جب سورۂ طٰہٰ کا ابتدائی حصہ پڑھا تو کہا "کیا پاکیزہ کلام ہے"۔ یہ سُنتے ہی حضرت خباب رض کوٹھڑی سے باہر نکل آئے فرمایا "عمر رض تم کو مبارک ہو تمہارے متعلق حضور ص کی یہ دعا قبول ہوگئی جو حضور ص نے کل ہی مانگی تھی۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ بِاَبِی الْحَکَمِ بْنِ ھِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ یا اللہ! ان دونوں میں سے ایک کو مسلمان کر کے اسلام کو تقویت پہنچا ابوجہل مسلمان ہوجائے یا عمر بن الخطاب

حضرت عمر رض نے فرمایا "اے خباب رض مجھے حضور ص کا پتہ بتاؤ کہ وہ اس وقت کہاں ہیں تاکہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرلوں"۔ حضرت خباب رض نے جواب دیا "حضور ص اس وقت کوہِ صفا کے قریب ایک مکان میں صحابہ کرام رض کے ساتھ موجود ہیں"۔ حضرت عمر رض نے اپنی تلوار بغل میں دبائی اور اُدھر روانہ ہوئے۔ جب مکان پر پہنچے، تو دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت عمر رض کی آواز سُن کر ایک صحابی متوجہ ہوئے دروازہ کے شگاف میں سے جھانکا تو دیکھا حضرت عمر رض بغل میں تلوار دبائے ہوئے کھڑے ہیں یہ صحابی گھبرا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے عرض کیا حضور ص۔ یہ عمر رض بغل میں تلوار دبائے ہوئے کھڑا ہے"۔ حضرت حمزہ رض نے فرمایا "اسے اندر آنے دو اگر وہ نیک نیت سے آیا ہے تو بہتر۔ اور اگر بُرے ارادہ سے آیا ہے تو ہم اُسی کی تلوار سے اُسے قتل کردیں گے"۔ حضور ص نے فرمایا "اُسے اندر آنے دو"۔ یہی صحابی اُٹھے اور ان کو اندر آنے کی اجازت دی، حضور ص اُٹھے۔ اور حضرت عمر رض کی چادر پکڑ کر بہت زور سے اپنی طرف کھینچی فرمایا "اے ابن الخطاب کیوں آئے ہو؟ تم اپنی شرارتوں سے باز آجاؤ ورنہ خدا کا عذاب تم پر نازل ہوگا حضرت عمر رض نے کہا "میں مسلمان ہونے آیا ہوں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

یہ سُنتے ہی حضور ص نے بلند آواز سے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور سب مسلمانوں کو بہت ہی خوشی ہوئی۔ کہا "آج اسلام کی زبردست فتح ہوئی ہے اور ہم اب دشمنانِ اسلام سے ضرور انتقام لیں گے"۔

(تاریخ ابن کثیر صفحات از ۷۹ تا ۸۱ جلد ۳)

حضور ص تین سال قید میں

اس کے بعد حضرت حمزہ رض اور ایک مقتدر جماعت مشرف بہ اسلام ہوگئی۔ اور اسلام روز افزوں

Marfat.com

ترقی کرنے لگا، اب قریش کو معلوم ہوا کہ حضور کا اقبال و عروج ترقی پذیر ہے، اور تمام امور نہایت دانشمندی سے سرانجام دیئے جا رہے ہیں تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان بنی ہاشم کے خلاف ایک "قومی معاہدہ" مرتب کیا اور "کامل مقاطعہ" بروئے عمل لانے کا فیصلہ کیا اس معاہدہ میں یہ درج تھا "جب تک بنو ہاشم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمارے حوالہ نہ کریں قوم کا کوئی فرد ان سے کسی قسم کی خرید و فروخت نہ کرے کوئی رشتہ داری نہ کی جائے کوئی شخص ان سے کلام تک نہ کرے اور نہ ان کے ساتھ نشست و برخاست رکھے" قریش نے یہ صحیفہ کعبۃ اللہ کی چھت سے لٹکا دیا اس تحریر کو بغیض بن عامر بن ہاشم نے لکھا حضورؐ نے اس کے لئے بددعا کی، اس کے ہاتھ شل ہو گئے اس مقاطعہ پر عملدرآمد شروع ہوا، ابی لہب کے سوا کل رشتہ دار حضورؐ کے ساتھ محرم ۷؁ نبوت میں قیدخانہ میں داخل ہوتے تقریباً تین برس قید رہے، بہت زیادہ تکلیفیں برداشت کیں حتیٰ کہ بچوں کے رونے کی آواز قیدخانہ کے باہر سنائی دیتی تھی۔ اس قیدخانہ کا نام "شعب ابی طالب" تھا ہر طرح کا مقاطعہ سختی سے عمل میں لایا گیا، غذا کا ایک دانہ بھی اندر نہیں پہنچ سکتا تھا اور مصائب سے متاثر ہو کر ابوطالب نے اپنا دردانگیز رقت آمیز قصیدہ لکھا جس کا مطلع یہ ہے جزی اللہ عنا عبد شمس و نوفلا لیکن تمام قریش اس پر راضی نہ تھے کچھ افراد اس دردناک منظر سے ضرور متاثر ہوئے انہوں نے اس باب میں اپنی سرگرم کوشش شروع کر دی ہشام بن عمرو نے اس کی ابتدا کی یہ مطعم بن عدی اور قریش کے ممتاز افراد کے پاس گیا، انہوں نے اس پر لبیک کہا کہ ہم حضور کی رہائی کے لئے ضرور کوشش کرینگے اللہ تعالےٰ نے حضورؐ کو مطلع کیا کہ ہمارے حکم سے معاہدہ (متن مضمون) کو دیمک کھا گئی ہے حضورؐ نے اپنے چچا کو اس سے باخبر کیا، قریش کے پاس گئے اور کہا "میرے بھتیجے کا یہ بیان ہے" انہوں نے جواب دیا "اگر اس کی بات صحیح نکلی تو ہم مقاطعہ سے ہاتھ اٹھا لیں گے اور اگر یہ جھوٹ نکلا تو وہ بدستور قید میں رہیگا" جب انہوں نے صحیفہ اتار کر دیکھا تو فی الواقع اللہ کے نام کے سوا کل مضمون کو دیمک کھا چکی ہے معاہدہ کالعدم قرار دیا گیا اور مقاطعہ بند کر دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رشتہ داروں کو قید سے رہائی نصیب ہوئی، اس خلاصی کے چھ ماہ بعد ابوطالب نے انتقال کیا، افسوس انہوں نے اسلام قبول نہ کیا اور کفر کی حالت میں مرے تین روز بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے بھی جنت کا رخ کیا۔

بنو عبد مناف و بنو قصی کے افراد جن کی مائیں بنو ہاشم سے تھیں اپنی اس حرکت پر نادم ہوئے، کہ انہوں نے قطع صلہ رحمی کی ہے اور اپنے رشتہ داروں کو اذیت پہنچائی ہے صحیفہ اتارنے کے بعد قریش نے کہا "محمد نے جادو کیا ہے" وہ پہلے سے زیادہ دشمن بن گئے۔ اور سخت اذیت پہنچانے پر کمربستہ ہو گئے۔

حضرت خدیجہ رضہ حکیم بن حزام کی پھوپھی تھیں ایک دن یہ اپنے غلام کے سر پر گندم اٹھائے ہوئے

قید خانہ کی طرف لیجا رہے تھے راستہ میں ملعون ابوجہل مل گیا، اس نے کہا "تم بنو ہاشم کو غلہ پہنچا رہے ہو میں یہ غلہ ہرگز نہیں جانے دوں گا۔ اور تم کو مکہ میں سر بازار ذلیل کروں گا" دفعتہً ابو البختری بن ہشام پہنچ گیا اس نے ابوجہل سے کہا، "تو کیوں اسے روکتا ہے" ابوجہل نے کہا "یہ بنو ہاشم کو غلہ بہم پہنچا رہا ہے" ابو البختری نے کہا، "اس کی پھوپھی نے اپنا غلہ اس کے پاس امانت رکھوایا تھا اس نے اپنا غلہ منگوایا ہے تو کون ہے روکنے والا جانے دے" ابوجہل نہ مانا ابو البختری نے اس کی داڑھی پکڑ کر کسے مارا زخمی کیا نیچے گرایا اور خوب رگڑا۔

(زاد المعاد صفحہ ۱۰۳ جلد اول تاریخ ابن کثیر صفحات ۸۴ تا ۸۸ جلد ۳)

حضرت عثمانؓ بن مظعونؓ

حبشہ میں خبر پہنچی کہ اہل مکہ مسلمان ہو گئے ہیں تینتیس مہاجرین حبشہ سے چلے آئے مکہ کے قریب پہنچنے کے بعد علم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی۔ اور قریش پہلے سے زیادہ مسلمانوں پر سخت ہو گئے ہیں ان میں سے بعض مسلمان مدینہ کی طرف چلے گئے بعض اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کی پناہ میں آ گئے۔ حضرت عثمانؓ بن مظعون ولید بن مغیرہ کی پناہ میں تھے، جب انہوں نے دیکھا کہ عام مسلمان صبح و شام کفار کی سخت تکلیفیں برداشت کر رہے ہیں اور میں ایک مشرک اور کافر کی پناہ میں آزادی سے نہایت اطمینان کے ساتھ بازاروں اور گلیوں میں پھر رہا ہوں یہ مناسب نہیں یہ ولید بن مغیرہ کے پاس آئے کہا "میں تمہاری ذمہ داری اور ضمانت کو مسترد کرتا ہوں" اس نے کہا "میرے بھتیجے کیوں شاید میری قوم کے کسی فرد نے آپ کو اذیت پہنچائی ہے" حضرت عثمانؓ نے جواب دیا "نہیں لیکن میں اللہ کی پناہ میں رہنا چاہتا ہوں کسی اور کی پناہ مجھے منظور نہیں" اس نے کہا "مسجد الحرام میں چلو جس طرح میں نے کھلے مجمع میں تمہاری ضمانت دی تھی اسی طرح تم بھی قریش کے کھلے مجمع میں میری ضمانت واپس کرو" وہ مسجد الحرام میں آئے اور قریش کے بھرے مجمع میں ولید نے اعلان کیا "یہ عثمان میری ضمانت واپس کرتا ہے" حضرت عثمانؓ نے تائید کرتے ہوئے فرمایا "یہ سچ کہتا ہے میں اس کی پناہ میں رہنا نہیں چاہتا لیکن یہ شریف آدمی ہے اس نے اپنی ذمہ داری خوب نبھائی ہے" (تاریخ ابن کثیر ج۳)

حضرت صدیقؓ کے مصائب

جب مسلمانوں پر سخت ظلم ہونے لگے تو حضرت ابوبکرؓ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کے ارادہ سے روانہ ہوئے جب مقام برک الغماد (مکہ سے پانچ یوم کی مسافت پر ساحل کے قریب) پر پہنچے تو قوم قارہ کا سردار ابن دغنہ

Marfat.com

آپ کے پاس آیا، کہا "ابوبکر کہاں جا رہے ہو؟" حضرت ابوبکر رضؓ نے جواب دیا "میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے اب خدا کے کسی ملک میں چلا ہوں تاکہ وہاں خدا کی عبادت کروں"۔ ابن دغنہ نے کہا "آپ جیسے شریف آدمی کو جلا وطن نہیں کرنا چاہئے اس لئے کہ آپ غریبوں کی امداد کرتے ہیں صلۂ رحمی رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتے ہیں۔ حاجتمندوں کی حاجت پوری کرتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور ہر قسم کے نیک کاموں میں اعانت کرتے ہیں میں آپ کو اپنی حفاظت میں لیتا ہوں، آج سے آپ میری ضمانت و ذمہ داری میں ہیں" یہ کہہ کر آپ کو لے کر آئے اور قریش نے ابن دغنہ سے کہا۔ ہمیں آپ کی ضمانت منظور ہے لیکن آپ ابوبکر کو حکم کردیں کہ یہ اپنے رب کی عبادت اپنے مکان میں چھپ کر کرے۔ بلند آواز سے نماز نہ پڑھے کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ اس کی قرأت سے ہماری عورتیں اور بچے گمراہ ہو جائیں گے" ابن دغنہ نے حضرت ابوبکر رضؓ کو اس کی ہدایت کردی۔ حضرت صدیق رضؓ کچھ دنوں تک چھپکے چھپکے عبادت کرتے رہے نمازیں قرآن مجید بلند آواز سے نہ پڑھتے پھر کچھ دنوں بعد اپنے مکان کے صحن میں مسجد بنالی۔ اور قرأت بلند آواز سے پڑھنے لگے۔ یہ سن کر کفار کی عورتیں اور بچے کوٹھوں پر جمع ہوتے اور یہ منظر دیکھتے حضرت ابوبکر رضؓ بہت ہی رونے والے تھے جب قرآن مجید پڑھتے تو آنکھوں سے آنسو بہتے یہ اثر انداز نظارہ اشراف قریش کے لئے پریشانی کا باعث بنا۔ انہوں نے ابن دغنہ کو بلوا بھیجا جب وہ آیا تو انہوں نے شکایت کی "ہم نے اس شرط سے آپ کی ضمانت منظور کی تھی۔ کہ ابوبکر رضؓ اپنے گھر کے اندر ہی عبادت کرے اس نے حد سے تجاوز کیا اپنے صحن میں مسجد بنالی۔ نمازیں بلند آواز سے قرآن پڑھتا ہے ہمیں اندیشہ ہے کہ اس کی عبادت دیکھ کر ہماری عورتیں اور بچے گمراہ ہوں گے۔ اگر وہ اپنی پہلی حالت پر آنا منظور کرے تو اچھا ہے ورنہ ہم آپ کی ضمانت منظور کرنے سے قاصر ہیں۔ کیونکہ ہم آپ کی تحقیر و اہانت کرنا نہیں چاہتے۔ ہم کسی حالت میں بھی اس کو بلند آواز سے نماز نہیں پڑھنے دیں گے"۔ ابن دغنہ حضرت صدیق رضؓ کے پاس آیا کہا "آپ یا تو پہلی شرط پر قائم رہیں ورنہ میری ضمانت واپس کردیں کیونکہ میں یہ سننا نہیں چاہتا کہ میں نے ایک شخص کو اپنی پناہ میں لیا تھا۔ اور اس میں میری اہانت ہوئی اس تحقیر سے تمام عرب میں میری ذلت ہوتی ہے"۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا "میں آپ کی ضمانت واپس کرتا ہوں۔ اللہ عزوجل کی پناہ میں رہنا پسند کرتا ہوں"۔

اس کے بعد ایک روز راستہ میں ایک احمق حضرت ابوبکر رضؓ کو ملا آپ کعبہ کی طرف جا رہے تھے اس کافر نے آپ کے سر پر مٹی پھینکی ولید بن مغیرہ وہاں سے گزرا آپ نے اس سے شکایت کی اس نے کہا "تو نے خود اپنے لئے یہ مصیبت مول لی ہے"۔ حضرت ابوبکر رضؓ اپنی زبان سے یہ ارشاد فرما رہے تھے "اے میرے رب! تو بڑا متحمل مزاج ہے اے میرے رب! تو کافروں کی حرکتیں بہت ہی برداشت

Marfat.com

کرتا ہے اے میرے رب تو بہت ہی حلیم ہے۔" (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۹۴ جلد ۳)

طفیل رضؓ بن عمرو کا اسلام

طفیل بن عمرو اپنے قبیلہ دوس کے سردار تھے۔ مکہ میں تشریف لائے اشراف قریش اس کے پاس آئے، ان کو ڈرایا۔ "اس شخص سے دور رہنا ایسا نہ ہو آپ اس کا کلام سُن کر گمراہ ہو جائیں آپ شریف زادے ہیں اس واسطے ہم نے آپ کی خیرخواہی کرتے ہوئے آپ کو یہ مشورہ دیا ہے؟ حضرت طفیل رضؓ فرماتے ہیں۔ "میں نے فیصلہ کر لیا تھا۔ کہ حضورؐ کا کوئی کلام نہ سنوں اور نہ آپ سے کوئی بات کروں حتیٰ کہ جب میں مسجد الحرام کی طرف جاتا۔ اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لیتا کہ میرے کان آپ کے کلام سے آشنا ہی نہ ہوں ایک روز میں مسجد کی طرف گیا، حضورؐ کعبہ کے قریب کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے میں آپ کے قریب کھڑا ہو گیا۔ خدا کو یہی منظور تھا کہ میں قرآن مجید سنوں میں نے اپنے دل میں کہا "میں خود شاعر ہوں اچھے اور بُرے کلام میں تمیز کر سکتا ہوں پھر کیا وجہ ہے۔ کہ میں قرآن نہ سنوں، اگر وہ اچھا کلام ہے تو قبول کر لوں گا اگر بُرا ہوا تو چھوڑ دوں گا" میں کھڑا رہا اور قرآن مجید سنتا رہا جب حضورؐ نے سلام پھیرا اور اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئے تو میں نے عرض کیا "حضورؐ آپ کی قوم نے آپ کے خلاف میرے کان بھرے تھے، حتیٰ کہ مجھ پر ان کی باتوں کا اتنا اثر ہوا کہ میں نے آپ کا کلام نہ سننے کا فیصلہ کر لیا اپنے کانوں میں روئی بھری آپ اپنا مقصد میرے سامنے پیش کریں" حضورؐ نے میرے سامنے اسلام پیش کیا اور قرآن مجید سنایا۔ واللہ میں نے آج تک اس سے بہترین کلام نہیں سنا تھا میں اُسی دم مسلمان ہو گیا میں عرض کیا "حضورؐ میں اپنی قوم کا بادشاہ ہوں میں ان کی طرف جانے والا ہوں ان کو دعوت اسلام دوں گا" آپ خدا سے دعا کیجئے کہ وہ میرے لئے کوئی نشانی بنا دے تاکہ میری مدد ہو سکے"۔ حضورؐ نے کہا اللّٰھم اجعل لہ آیتہ (یا اللہ اس کے لئے کوئی نشانی بنا دے) میں اپنی قوم کی طرف روانہ ہوا۔ جب میں اس ٹیلہ پر پہنچا، جس کے پیچھے میرا شہر آباد تھا، تو میری پیشانی پر ایک نور پیدا ہو گیا جس سے چاند کی طرح روشنی پھیل رہی تھی میں نے خدا سے التجا کی "یا اللہ اس نور کو میری پیشانی سے ہٹا کر کسی اور جگہ کر دے، کیونکہ مجھے اندیشہ ہے قوم طعنہ دے گی کہ چونکہ میں نے قومی مذہب ترک کر دیا ہے، اس واسطے میری صورت بگڑ گئی ہے"۔ نور میری پیشانی سے ہٹ کر میرے سر پر آ گیا۔ گویا کہ قندیل لٹکا ہوا ہے۔ میں اس ٹیلہ سے اتر کر اپنے شہر کو روانہ ہوا۔ جب میں وہاں پہنچا تو میرا باپ میرے پاس آیا۔ بہت ہی بوڑھا تھا۔ میں نے کہا "آپ مجھ سے دُور رہیں۔ اب آپ سے میرا کوئی تعلق نہیں"، اس نے کہا "کیوں؟" میں نے جواب

Marfat.com

دیا۔" اس لئے کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں" اُس نے کہا "بیٹا میں بھی مسلمان ہوتا ہوں" میں نے عرض کیا "اُٹھئے غسل کیجئے۔ نئے کپڑے پہنئے پھر میرے پاس آئیے تاکہ میں آپ کو احکام اسلام سکھاؤں" انہوں نے ایسا ہی کیا میں نے ان کو مسلمان بنایا اس کے بعد میری بیوی آئی۔ میں نے کہا "تو بھی دُور رہ اب تجھ سے میرا کوئی تعلق نہیں" اُس نے کہا "میرے ماں باپ آپ پر قربان کیوں" میں نے جواب دیا "اس لئے کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں" اس نے کہا "میں بھی مسلمان ہوتی ہوں" میں نے کہا "اس چشمہ میں جاکر غسل کرو نئے کپڑے پہن کر میرے پاس آؤ" اس نے ایسا ہی کیا جب وہ میرے پاس آئی تو میں نے اُسے مسلمان بنایا اس کے بعد میں نے اپنی قوم کے سامنے اسلام پیش کیا انہوں نے اسلام قبول کرنے میں تاخیر کی میں پھر حضورؐ کے پاس آیا حضورؐ ابھی مکہ ہی میں تھے میں نے عرض کیا حضورؐ میری قوم دوس پر زنا غالب ہے آپ ان کو ہلاک کرنے کی بددعا کیجئے حضورؐ نے فرمایا اللّٰھُمَّ اھْدِ دوساً یا اللہ قوم دوس کو ہدایت دے۔ تم پھر اپنی قوم کے پاس جاؤ ان کو دعوت اسلام دو ان کے ساتھ نرمی کرنا۔ اس کے بعد میں پھر اپنی قوم کے پاس آیا ان کو تبلیغ اسلام کرتا رہا حتیٰ کہ حضورؐ نے مدینہ میں ہجرت کی بدر، اُحد اور خندق کی لڑائیاں بھی ہو چکیں اس کے بعد میں اپنی قوم کے ان افراد کے ساتھ جو مسلمان ہو چکے تھے۔ حضورؐ کی خدمت میں آیا، حضورؐ خیبر کی لڑائی میں مصروف تھے تقریباً اسی افراد میرے ہمراہ تھے حضورؐ نے مالِ غنیمت سے ہم کو بھی حصہ دیا اس کے بعد میں فتح مکہ ہونے تک حضورؐ کے ساتھ رہا۔ میں نے عرض کیا حضورؐ مجھے اپنی قوم کے بت خانہ ذی کفین کو مسمار کرنے کے لئے بھیجئے؟ حضورؐ نے ان کو بھیجا۔ یہ مندر گرا کر مدینہ واپس آ گئے۔ حضورؐ کی وفات تک مدینہ ہی میں رہے۔ ارتداد کے زمانہ میں یمامہ میں شہید ہو گئے۔ ان کا بیٹا یرموک میں عیسائیوں سے لڑتا ہوا شہید ہوا

(تاریخ ابن کثیر صفحات ۹۸ تا ۱۰۰ جلد ۳)

حضورؐ نے ایک پہلوان کو پچھاڑا

رفاعہ بن عبدیزید ہاشمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت خلاف تھا ایک دن وہ مکہ کی ایک گلی میں حضورؐ کو مل گیا۔ حضورؐ نے فرمایا "رفاعہ خدا سے ڈر جاؤ اور مسلمان ہو جاؤ" اُس نے کہا "اگر مجھے اسلام برحق معلوم ہوتا تو میں ضرور مسلمان ہو جاتا" حضورؐ نے فرمایا اگر میں تمہیں پچھاڑ لوں۔ تب تو تمہیں اسلام کے برحق ہونے کا یقین ہو جائے گا" اُس نے کہا ہاں" اور سو بکریاں بھی دوں گا"۔ حضورؐ نے اس سے کشتی کی۔ وہ چاروں شانے چت گر گیا۔ اُس نے کہا ایک دفعہ اور دوسری دفعہ بھی حضورؐ نے اُسے گرا دیا، اس نے تیسری دفعہ پھر کشتی لڑنے کا عزم ظاہر کیا حضورؐ نے تیسری دفعہ

Marfat.com

بھی اُسے گرا دیا۔ یہ مسلمان ہو گیا۔ حضورؐ نے اس کی تین سو بکریاں بھی واپس کر دیں۔
(تاریخ ابن کثیر صفحہ ۱۰۳ جلد ۳)

قریش کا استہزاء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد الحرام میں تشریف فرما ہوتے تو غریب اور کمزور مسلمان مثلاً حضرت خبابؓ، عمارؓ، ابو فکیہ، یسار (صفوان بن امیہ کا غلام) صہیبؓ وغیرہم رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین حضورؐ کے پاس بیٹھتے، قریش غریب مسلمانوں کا استہزا کرتے، مذاق اُڑاتے، کہتے "کیا یہی لوگ صحابی ہیں اگر اسلام سچا ہوتا تو یہ ہم سے سبقت نہ لے جاتے" خدا نے ان کی تردید میں یہ آیتیں نازل کیں:۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ "تو ان مسلمانوں کو جو خدا کو راضی کرنے کے لئے صبح و شام عبادت کرتے ہیں اپنے پاس سے مت دھکیل"

قحط کی بد دعا

جب قریش کی مخالفت حد سے زیادہ بڑھ گئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے کہا "یا اللہ تو ان کو سخت قحط میں مبتلا کر جیسا کہ تو نے حضرت یوسف کی قوم کو سات برس تک سخت قحط میں مبتلا کیا تھا" خدا نے حضورؐ کی یہ بددعا قبول کر لی اور اتنا سخت قحط پڑا۔ کہ قریش بھوک کے مرنے لگے مُردار کھانے تک نوبت آگئی، بھوک کے مارے فضاء آسمانی میں دھواں ہی دھواں نظر آتا تھا ابوسفیان اور اہل مکہ کے چند افراد حضورؐ کی خدمت میں آئے کہا اے محمدؐ! تم کہتے ہو کہ تم سب دنیا کے لئے باعث رحمت بنا کر بھیجے گئے ہو اور حال یہ ہے کہ تمہاری قوم قحط میں ہلاک ہو رہی ہے" حضورؐ نے خدا سے دعا کی، بارش ہوئی اور قحط دور ہو گیا۔
(تاریخ ابن کثیر صفحات از ۱۰۴ تا ۱۰۸ جلد ۳)

دنیا کا ایک زبردست انقلاب

حضرت زبیر کلابی رضؓ فرماتے ہیں، "میں نے دیکھا کہ اہل فارس (ایرانی) روم (عیسائیوں) پر غالب آگئے اس کے بعد میں نے دیکھا کہ روم فارس پر غالب آگئے پھر میں نے دیکھا مسلمان روم و فارس دونو پر غالب آگئے اور تمام شام عراق پر قبضہ کر لیا۔ یہ سب واقعات صرف پندرہ سال میں ظہور پذیر ہوئے
(تاریخ ابن کثیر صفحہ ۱۰۸ جلد ۳)

طائف کا دردناک سفر

طائف کے سربرآوردہ کافروں کے نام یہ ہیں عروہؓ بن مسعود ثقفی، کنانہؓ بن عبد یالیل، حبیبؓ بن عمیر ثقفی، نضرؓ بن حرث، ابو طالب جب تک زندہ رہے ہر طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد واعانت کرتے رہے۔ ان کی وفات کے بعد قریش نے آپؐ کو تنگ کرنا شروع کیا آپ ان کی ایذا سے بچنے کے لئے طائف (مکہ سے ستر میل کے فاصلہ پر نہایت سرسبز وشاداب علاقہ) میں تشریف لے گئے تاکہ ثقیف آپ کو اپنی حفاظت میں لے لیں حضرت زیدؓ بن حارثہ ہمراہ تھے۔ اس وقت قوم ثقیف کے تین سردار تھے، یہ تینوں آپس میں بھائی تھے عبدیالیل، مسعود، حبیب، قریش کی ایک خاتون ان کے خاندان میں بیاہی ہوئی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے اور سامنے بیٹھ کر ان کو دعوت اسلام دی ان میں ایک جو اس وقت خانہ کعبہ کا غلاف بنا رہا تھا، بولا "اگر فی الواقع تم خدا کے رسول ہو تب بھی ہم تمہارا اسلام قبول نہ کریں گے" دوسرے نے جواب دیا "خدا نے صرف تجھ ہی کو رسول بھیجنا تھا تیرے سوا اس کو اور کوئی شخص نہیں ملا جو اس منصب جلیل پر فائز ہوتا" تیسرے نے جواب دیا "میں عمر بھر تجھ سے کلام نہیں کروں گا اس لئے کہ اگر تو رسول ہے جیسا کہ تیرا دعوےٰ ہے تو تو دنیا میں ایک بہت بڑا شخص ہے تیری کسی بات کا جواب دینا میرے لئے بہت خطرناک ہوگا، اور اگر تو جھوٹا ہے تو تجھ جیسے جھوٹے سے کلام کرنا میرے لئے نامناسب ہے" ان کے یہ جواب سن کر آپ مایوس ہو گئے۔ اور یہ ارشاد فرما کر اٹھ کھڑے ہوئے "مہربانی کر کے تم اسلام کے متعلق اپنے یہ خیالات کسی پر ظاہر نہ کرنا" آپ نے یہ اس واسطے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر قریش کو یہ معلوم ہو گیا کہ اہل طائف نے بھی اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے اور ان کے سرداروں نے نہایت حقارت سے آپ کو مسترد کر دیا ہے تو ان کی طغیانی و سرکشی اور بڑھ جائیگی، مگر ان سرداروں نے آپ کے کہنے پر عمل نہ کیا بلکہ اپنی قوم کے بیوقوف اور عوام کے بچوں اور غلاموں کو آپکے خلاف بھڑکا دیا۔ ان اوباشوں نے حضورؐ کو بہت تکلیف پہنچائی گالیاں دیں آوازے کسے آپ پر کیچڑ پھینکا، ناشائستہ حرکتیں کیں اور اتنے پتھر برسائے کہ حضورؐ کے قدموں تک خون ہی خون بہنے لگا حضرت زیدؓ بن حارثہ آپ کو بہت بچاتے اپنے جسم سے ان کو چھپاتے مگر کہاں تک آخر ان کا سر ہی پھٹ گیا، اور کافر حضورؐ کو مارتے ہوئے عتبہ وشیبہ کے باغ تک لے گئے۔ یہاں آکر آپ کا پیچھا چھوڑ دیا آپ ایک انگور کے درخت کے سایہ تلے بیٹھ گئے۔ عتبہ اور شیبہ دونوں دور سے دیکھ رہے تھے ثقیف کے عامناس کی ناشائستہ حرکتیں دیکھ کر چیں بجبیں ہو رہے تھے قریش کی جو خاتون ثقیف کے خاندان میں

Marfat.com

بیاہی ہوئی تھی آپ اس سے ملے اور فرمایا "تمہاری سسرال سے مجھ کو تکلیف پہنچی ہے" اطمینان سے بیٹھنے کے بعد آپ نے خدا سے خطاب کیا۔

اَللّٰھُمَّ اَشْکُوْ اِلَیْکَ ضُعْفَ قُوَّتِیْ وَقِلَّۃَ حِیْلَتِیْ وَھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ فَاَنْتَ رَؤُفٌ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ وَاَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ وَاَنْتَ رَبِّیْ اِلٰی مَنْ تَکِلُنِیْ اِلٰی بَعِیْدٍ یَّتَجَھَّمُنِیْ اَوْ اِلٰی عَدُوٍّ مَّلَّکْتَہٗ اَمْرِیْ اِنْ لَّمْ یَکُنْ بِکَ عَلَیَّ غَضَبٌ فَلَا اُبَالِیْ وَلٰکِنْ عَافِیَتُکَ اَوْسَعُ لِیْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْھِکَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَہُ الظُّلُمَاتُ وَصَلَحَ عَلَیْہِ اَمْرُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مِنْ اَنْ تُنْزِلَ بِیْ غَضَبَکَ اَوْ یَحِلَّ عَلَیَّ سَخَطُکَ لَکَ الْعُتْبٰی حَتّٰی تَرْضٰی وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ۔

اے اللہ اپنی کمزوری اپنی بے بسی اور لوگوں کی تحقیر کی بابت تجھ سے فریاد کرتا ہوں تو سب مہربانی کرنے والوں سے زیادہ مہربان ہے بے کسوں اور عاجزوں کا مالک تو ہی ہے اور میرا مالک بھی تو ہی ہے تو مجھے کس کے سپرد کرتا ہے بیگانہ ترش رو یا اس دشمن کے جو میرے کام پر قابو رکھتا ہے لیکن اگر تو مجھ سے غصہ نہیں ہے تو مجھے کچھ بھی پروا نہیں اس لئے کہ تیری عافیت میرے لئے زیادہ وسیع ہے۔ میں تیری ذات کی روشنی کی پناہ چاہتا ہوں جس سے سب اندھیریاں روشن ہو جاتی ہیں اور دنیا و آخرت کے کام اس سے درست ہو جاتے ہیں اس سے کہ تیرا غضب مجھ پر اترے یا تیری ناراضمندی مجھ پر وارد ہو مجھے تیری ہی رضامندی اور خوشنودی درکار ہے۔ نیکی کرنے اور بدی سے بچنے کی طاقت مجھے تیرے ہی طرف سے ملتی ہے۔

اس دعا کی مقبولیت کا یہ اثر ہوا کہ معًا اللہ تعالےٰ نے وہ فرشتہ بھیجا جو پہاڑوں پر متعین ہے اس نے عرض کیا "اگر حکم ہو تو میں کافروں کو پہاڑوں کے درمیان کچل دوں" حضورؐ نے جواب دیا "نہیں، بلکہ ان پر اس واسطے رحم کھاتا ہوں کہ شاید اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسی اولاد پیدا کرے جو اسلام پر پوری طرح سے فدا ہو" ربیعہ کے دونوں بیٹوں کو آپ کی یہ حالت دیکھ کر رحم آیا اپنے عیسائی غلام عداس سے کہا "انگوروں کا تازہ خوشہ توڑ کر اس طباق میں رکھ کر اس شخص کو دے آؤ۔ اس سے کہو کہ وہ یہ تازہ انگور کھالے" عداس نے اسی طرح کیا۔ جب انگوروں کا طباق آپ کے سامنے رکھا تو آپ نے بسم اللہ پڑھی یہ لفظ سنتے ہی عداس نے آپ کے چہرہ مبارک کی طرف غور سے دیکھا کہا "اس ملک کے باشندے کھانے پینے کے وقت بسم اللہ نہیں کہتے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا "عداس تم کس ملک کے باشندے ہو" عداس نے جواب دیا "میں مذہبًا عیسائی ہوں اور نینوا میرا وطن ہے" حضورؐ نے فرمایا "کیا نیک صالح یونسؑ بن متی کی بستی کے رہنے والے ہو" عداس نے

Marfat.com

عرض کیا "آپ یونس بن متی کو کس طرح جانتے ہیں" حضور نے فرمایا "وہ میرے بھائی ہیں، وہ نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں" یہ سنتے ہی عداس جھکا آپ کا سر اور ہاتھ اور قدم چومنے لگا۔ عتبہ اور شیبہ دُور سے کھڑے یہ ماجرا دیکھ رہے تھے انہوں نے آپس میں کہا "یہ غلام ہمارے ہاتھ سے جا چکا کیونکہ اس شخص نے اسے گمراہ کر دیا ہے" جب عداس واپس آیا۔ تو ان دونوں نے کہا "عداس تجھ کو کیا ہو گیا تھا، تو اس شخص کے ہاتھ سر اور قدم چومنے لگا عداس نے جواب دیا" ۔۔۔۔۔۔۔۔ "میرے آقا! آج روئے زمین پر اس سے بڑھ کر کوئی شخص نہیں ہے انہوں نے مجھے ایسی بات بتائی ہے جس کو صرف نبی ہی بتا سکتا ہے" شیبہ، عتبہ نے کہا "عداس تم اس کے کہنے سے اپنا مذہب نہ چھوڑنا کیونکہ تمہارا مذہب اس کے مذہب سے اچھا ہے"

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی طرف روانہ ہو گئے جب آپ مقام نخلہ میں پہنچے، تو شب کو نماز میں مصروف تھے، اللہ تعالےٰ کے حکم سے جنوں کی ایک جماعت آپ کے قریب آئی، انہوں نے قرآن مجید سنا۔ آپ کو ان کی آمد کا علم نہ تھا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی:-

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ اُولٰٓئِكَ

لوگوں سے اس واقعہ کا بھی ذکر کرو کہ جب ہم نے جنوں کی ایک جماعت تمہاری طرف پھیری کہ وہ قرآن سنیں پھر جب حاضر ہوئے تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا چپ رہو پھر جب قرآن کی تلاوت ختم ہوئی، تو وہ اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے کہ وہ ان کو عذابِ خدا سے ڈرائیں اور اُن سے جا کر کہنے لگے کہ اے ہماری قوم ہم۔ ایک کتاب سن کر آئے ہیں جو حضرت موسیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے وہ سب گزشتہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اے ہماری قوم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خدا کی طرف سے منادی کرتے ہیں ان کی بات مانو، اور اس پر ایمان لاؤ تاکہ اللہ تعالےٰ تمہارے گناہ معاف کر دے، اور آخرت کے عذاب دردناک سے تم کو اپنی پناہ میں رکھے اور جو شخص اللہ کے اس منادی کی بات نہ مانے گا وہ روئے زمین پر کہیں بھاگ کر اللہ کو عاجز نہیں کر سکتا، اور خدا کے سواء

فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۔ اس کے کوئی حامی نہ ہوں گے یہ لوگ صریحاً گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

حضورؐ نے کئی دن نخلہ میں قیام فرمایا حضرت زیدؓ بن حارثہ نے عرض کیا "اب آپ مکہ میں کس طرح داخل ہو سکتے ہیں، قوم آپ کو نکال چکی ہے" حضورؐ نے جواب دیا "اے زید! خدا کوئی صورت نکال دے گا۔ دینِ اسلام کی مدد کرے گا وہ اپنے نبی کو غلبہ دے گا"۔

جب حضورؐ مکہ کی حد میں پہنچے تو قوم خزاعہ کے ایک شخص مطعم بن عدی کے پاس یہ پیغام بھیجا:۔ "میں تمہاری ضمانت پر مکہ میں داخل ہو جاؤں؟" اُس نے جواب بھیجا "ضرور میں اس خدمت کے لئے حاضر ہوں" یہ کہہ کر اپنے بیٹوں اور رشتہ داروں کو حکم دیا "تم سب ہتھیار پہن کر بیت اللہ کے ارکان کے پاس جمع ہو جاؤ۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دے چکا ہوں" حضورؐ حضرت زیدؓ کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے اور سیدھے مسجد الحرام میں تشریف لے گئے، مطعم بن عدی نے اپنی سواری پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے اعلان کیا "اے جماعتِ قریش سنو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دے چکا ہوں تم میں سے کوئی شخص اس کو بُرا تک نہ کہے، دیکھا جائے کہ ان پر ہاتھ اُٹھانے کی جرأت کرے"، اس کے بعد حضورؐ رکن تک گئے، اس کو چوما دو رکعتیں ادا کیں اور مکان کی طرف لوٹے مطعم بن عدی اور اس کے بیٹوں نے چاروں طرف ہتھیاروں سے آپ کو گھیر رکھا تھا۔

(تفسیر خازن صفحہ ۱۲۵ و ۱۲۹ جلد ۴ ۔ زاد المعاد صفحہ ۳۰۴ جلد اوّل)

معراج کا مفصل بیان

ہجرت سے ایک سال پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا۔ حضرت جبرئیلؑ کے ہمراہ براق پر سوار ہو کر مسجد حرام سے بیت المقدس تشریف لے گئے۔ وہاں امام بن کر انبیاء کو نماز پڑھائی براق کو مسجد کے دروازہ پر ایک حلقہ سے باندھ دیا۔ پھر اسی شب کو پہلے آسمان پر گئے۔ حضرت جبرئیلؑ نے دروازہ کھلوایا۔ آسمان کا دروازہ کھلا یہ دونوں اندر گئے دیکھا تو وہاں ابو البشر حضرت آدمؑ تشریف فرما تھے۔ ان کو سلام کیا انہوں نے جواب دیا، اور حضورؐ کی نبوت کا اقرار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو دکھایا کہ نیک بخت روحیں حضرت آدمؑ کے داہنی طرف اور بدبخت روحیں بائیں طرف موجود تھیں پھر دوسرے آسمانوں کی طرف چڑھے دروازہ کھلا وہاں حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو دیکھا ان سے ملاقات کی سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا، اور حضورؐ کی نبوت کا اقرار کیا پھر تیسرے آسمان کی طرف بڑھے حضرت یوسفؑ کو دیکھا سلام کیا انہوں نے جواب دیا مرحبا کہا۔ اور حضورؐ کی نبوت کا اقرار کیا پھر چوتھے آسمان

Marfat.com

کی طرف چڑھے یہاں حضرت یونسؑ تشریف فرما تھے۔ ان کو سلام کیا، انہوں نے جواب دینے کے بعد خوش آمدید کہا، اور حضورؐ کی نبوت کا اقرار کیا۔ پھر پانچویں آسمان کی طرف چڑھے وہاں حضرت ہارونؑ موجود تھے، ان کو سلام کیا، انہوں نے جواب دیا مرحبا کہا اور حضورؐ کی نبوت کا اقرار کیا پھر چھٹے آسمان پر گئے۔ حضرت موسیٰؑ تشریف فرما تھے ان سے ملاقات کی سلام کیا۔ انہوں نے جواب دینے کے بعد مرحبا کہا اور حضورؐ کی نبوت کا اقرار کیا جب حضورؐ ان سے رخصت ہونے لگے تو حضرت موسیٰؑ رو پڑے، عرض کیا گیا آپ کیوں روتے ہیں فرمایا میرے پیچھے ایک لڑکا (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) مبعوث ہوگا۔ وہ میری امت سے بہت زیادہ تعداد میں اپنی امت کو جنت میں داخل کرائے گا۔ اس کے بعد ساتویں آسمان پر گئے، یہاں حضرت ابراہیمؑ سے ملاقات ہوئی ان کو سلام کیا انہوں نے جواب دیا، مرحبا کہا اور حضورؐ کی نبوت کا اقرار کیا، پھر سدرۃ المنتہیٰ (بیری کا درخت جو عرش کے قریب ہے) پر گئے، اس کے بعد بیت المعمور (فرشتوں کے کعبہ) میں تشریف لے گئے، حضرت جبرئیلؑ سے دریافت فرمایا "یہ کیا ہے" جواب دیا "اللہ نے یہ (عظیم الشان) عمارت خاص فرشتوں کے لئے بنائی ہے اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے (عبادت کے لئے) داخل ہوتے ہیں (اس کے بعد عمر بھر) ان فرشتوں کو دوبارہ واپس ہونے کا موقع نہیں ملتا۔ یہ فرشتے اللہ کی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں، پھر حضورؐ خدا کے قریب پہنچے، حتیٰ کہ صرف دو تیر پھینکنے کا درمیانی حصہ کا فاصلہ ہوگیا یا اس سے بھی بہت قریب۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو اپنے احکام بذریعہ وحی پہنچائے اور ہر روز کی پچاس نمازیں فرض کیں۔ جب حضورؐ واپسی کے وقت حضرت موسیٰؑ کے سامنے سے گزرے تو انہوں نے دریافت فرمایا "تم کو کیا حکم ہوا ہے؟" حضورؐ نے جواب دیا "ہر روز پچاس نمازیں پڑھنے کا حکم ہوا ہے" حضرت موسیٰؑ نے فرمایا "تمہاری امت اس کی طاقت نہ رکھے گی، اللہ کے پاس واپس جاؤ" اور تخفیف کی استدعا کرو" حضورؐ نے حضرت جبرئیلؑ سے مشورہ کیا انہوں نے اشارہ کیا۔ "بیشک ایسا ضرور ہونا چاہیئے" حضرت جبرئیلؑ حضورؐ کو پھر واپس خدا کے پاس لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کی درخواست پر دس نمازیں کم کردیں۔ جب حضرت موسیٰؑ کے سامنے سے گزرے، تو انہوں نے پھر دریافت کیا۔ حضورؐ نے جواب دیا "ہاں صرف دس نمازیں کم ہوئی ہیں حضرت موسیٰؑ نے فرمایا۔ پھر واپس خدا کے پاس جاؤ۔ اور مزید تخفیف کی استدعا کرو" الغرض حضورؐ اس طرح حضرت موسیٰؑ اور خدا کے مابین چکر لگاتے رہے حتیٰ کہ خدا نے صرف پانچ نمازیں مقرر کیں حضرت موسیٰؑ نے حضورؐ کو پھر واپس خدا کے پاس جانے اور مزید تخفیف کی استدعا کرنے کو کہا حضورؐ نے جواب دیا،

Marfat.com

اب مجھ کو اپنے خدا سے شرم آتی ہے میں اس حکم پر راضی ہوں۔ جب حضورؐ دور چلے تو یہ ندا آئی۔ قَدْ اَمْضَيْتُ فَرِيْضَتِيْ وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِيْ میں اپنے فریضہ کا نفاذ کر چکا اور اپنے بندوں کا بوجھ ہلکا کر دیا۔

صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کو باخبر کیا کہ مجھ کو گزشتہ شب معراج ہوا تھا آپ نے کل تفصیلات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا "تمہارا تجارتی قافلہ مقام سرار میں تھا" کل واقعات بالکل صحیح تھے لیکن کفار برابر انکار کرتے رہے اور معراج کی ایک بات بھی صحیح نہ مانی۔

(زاد المعاد صفحہ ۳۰۴ جلد اول)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ

پاک ہے وہ اللہ جو راتوں رات اپنے بندہ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا وہ مسجد اقصیٰ جس کے اردگرد ہم نے برکت اتاری ہے، ہم اس کو اس لئے لے گئے، تاکہ ہم اسے اپنی نشانیاں دکھائیں، تحقیق اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

(یہ آیت پڑھنے کے بعد بھی جو لوگ معراج کے قائل نہیں یقیناً بدبخت ہیں مترجم) اس معراج سے خدا کا مقصد یہ تھا کہ سب مسلمانوں اور کافروں کا امتحان لیا جائے کہ وہ اسے صحیح مانتے ہیں یا نہیں خدا نے اپنی قدرت و عظمت کا دکھانا تھا۔ اس میں اولی الالباب کے لئے عبرت ہے۔ مسلمانوں کے لئے ہدایت رحمت باعث ثبات ایمان خدا کو جس طرح منظور تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قدرت کے مناظر دکھائے صحیح عقیدہ یہی ہے۔ کہ حضور کو یہ معراج بحالت بیداری اپنے جسم کے ساتھ ہوا۔ مکہ سے بیت المقدس تک براق پر پھر وہاں سے بغیر براق کے کل آسمانوں کی سیر کی۔ عرش بریں تک یہ سب کچھ صرف ایک شب میں ہو گیا (عشاء کے بعد سے طلوع فجر سے پہلے تک) حضرت ابن مسعود رضہ فرماتے ہیں۔ حضورؐ کے پاس براق لایا گیا۔ یہ جانور خچر سے کسی قدر چھوٹا ہے۔ اس سے پہلے تمام انبیاء اس پر سوار ہوتے رہے ہیں یہ اپنا قدم منتہائے نظر پر رکھتا ہے مشہور مؤرخ ابن اسحٰق بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ہانی بنت ابی طالب کے مکان میں سوتے پڑے تھے کہ حضرت جبرئیل تشریف لائے آپ کو جگایا پہلے مسجد الحرام کے دروازہ پر سے گئے۔ پھر براق پر سوار کرایا۔ سوار ہوتے وقت براق جھکا حضرت جبرئیل نے ڈانٹا خبردار یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں براق ٹھہر گیا۔ حتی کہ پسینہ پسینہ ہو گیا۔ یہاں سے ان کو حضرت جبرئیل

Marfat.com

بیت المقدس لے گئے۔ یہاں حضرت ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ و دیگر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ موجود تھے، حضورؐ نے ان کو نماز پڑھائی۔ اس کے بعد حضورؐ کے سامنے دو بڑے کٹورے پیش کئے گئے۔ ایک میں دودھ تھا دوسرے میں شراب حضورؐ نے دودھ والا کٹورا پسند کیا، حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا تم نے اور تمہاری امت نے صحیح راستہ پا لیا۔ شراب تمہارے لئے حرام ہے" اس کے بعد براق کو مسجد اقصیٰ کے دروازہ پر باندھ دیا۔ اس کے بعد حضرت جبرئیلؑ حضورؐ کو آسمان پر لے گئے۔ ساتویں آسمان سے پانچ نمازیں لینے کے بعد زمین پر آئے، پھر حضورؐ براق پر سوار ہو کر فجر سے پہلے مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ صبح کو حضورؐ نے قریش کو ماجرا سنایا، اکثر لوگوں نے انکار کیا۔ بعض مرتد بھی ہو گئے۔ صالح مسلمانوں نے آمنّا وصدّقنا (ہم اس کو مانتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں) کی حضرت صدیق رضؓ نے فرمایا "میں صبح و شام حضورؐ کی ہر آسمانی خبر پر ایمان لاتا ہوں۔ بلا حیل و حجت آمنّا و صدقنا کہتا ہوں تو کیا حضورؐ کے معراج کی تصدیق نہیں کروں گا۔ حضورؐ بالکل سچے ہیں اور جس طرح بیان کرتے ہیں اسی طرح حضورؐ کو معراج ہوا ہے" اس روز سے حضرت ابوبکر رضؓ کا نام صدیق (بہت ہی سچا) پڑ گیا۔

حضرت ام ہانی رضؓ فرماتی ہیں:۔ حضورؐ میرے مکان میں عشاء کے بعد سوتے فجر سے پہلے ہم نے آپ کو جگایا جب حضورؐ فجر کی نماز پڑھ چکے تو ہم سے کہا" میں نے عشا کی نماز تمہارے ساتھ اس وادی میں پڑھی تھی اس کے بعد میں بیت المقدس گیا۔ اور اب فجر کی نماز تمہارے ساتھ ادا کی ہے جیسا کہ تم دیکھ رہی ہو" حضرت ام ہانی رضؓ (حضرت علی رضؓ کی ہمشیرہ) فرماتی ہیں۔ جب حضورؐ کھڑے ہو کر باہر جانے لگے تو میں نے آپ کی چادر پکڑی عرض کیا حضورؐ معراج کا واقعہ کسی کو مت سنائیے ورنہ سب جھٹلائیں گے، اور آپ کو ایذاء دیں گے" حضورؐ نے جواب دیا" میں ضرور بتاؤں گا" حضورؐ نے کافروں کو بتایا انہوں نے آپ کی تکذیب کی، حضورؐ نے فرمایا" میرے سچے ہونے کی نشانی یہ ہے کہ میں شب کو فلاں وادی میں فلاں قافلہ کے سامنے سے گزرا۔ وہ راستہ بھول گئے تھے، میں نے انہیں راستہ بتایا۔ اور جب میں واپس آیا۔ تو فلاں وادی میں فلاں قافلہ سے ملاقات ہوئی سب اہل قافلہ سوئے پڑے تھے انہوں نے اپنا پانی والا برتن ڈھانک رکھا تھا۔ میں نے ڈھکن اتارا اور اس میں سے پانی پیا۔ پھر میں نے اس کو اسی طرح ڈھانپ دیا۔ اب وہ قافلہ اس وقت تنعیم[1] کے ٹیلہ سے نیچے

---

[1] تنعیم مکہ سے دو فرسخ کے فاصلہ پر واقع ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کے دائیں جانب نعیم پہاڑ واقع ہے۔ بائیں جانب ناعم نامی پہاڑ ہے اور وادی کا نام نعمان ہے تنعیم میں بہت سی مساجد ہیں یہ سب مساجد حضرت عائشہ رضؓ کی مسجد کے ارد گرد واقع ہیں۔ یہاں سے اہل مکہ عمرہ کا احرام باندھتے ہیں محمد بن عبداللہ نعیری کہتا ہے

اُتر رہا ہے تمام قافلہ سے آگے ایک گندمی رنگ کا اونٹ ہے اس پر دو مشکیزے لٹک رہے ہیں ایک مشکیزہ (بڑی مشک جو اونٹ پر لدی ہوئی ہوتی ہے) سیاہ رنگ کا دوسرا مشکیزہ سیاہی و سفیدی رنگ رکھتا ہے۔ یہ سنتے ہی قوم اس قافلہ کی طرف دوڑی جیسا حضورؐ نے بیان کیا تھا اسی طرح اول اونٹ نکلا اس کے بعد ان لوگوں نے اہل قافلہ سے پانی کا حال پوچھا انہوں نے کہا "صحیح ہے ہمارا پانی کم تھا۔" حضورؐ فرماتے ہیں "جب ہم بیت المقدس کے تمام مشاغل سے فارغ ہو گئے تو معراج (سیڑھی) لائی گئی۔ میں نے آج تک ایسی خوبصورت سیڑھی نہیں دیکھی تھی، حضرت جبرئیل مجھے اس پر چڑھا کر اول آسمان کے دروازہ پر لے گئے اس کا نام باب الحفظہ ہے۔ یہاں اسمٰعیل نامی ایک فرشتہ مقرر ہے جس کے ماتحت بارہ ہزار فرشتے متعین ہیں جن میں سے ہر فرشتہ کے ماتحت پھر بارہ ہزار فرشتے مقرر ہیں، یہ بیان کرتے وقت حضورؐ نے یہ آیت پڑھی۔

وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ — تیرے رب کے لشکروں کا علم صرف خدا کو ہے۔

جب حضورؐ معراج سے فارغ ہو کر مکہ تشریف لائے۔ آپ مطمئن اور باوقار تھے پہلے ہی سے نظر آرہا تھا کہ کفار اس معراج کی تکذیب کریں گے۔ دوسرے روز ابوجہل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد الحرام میں خاموش حالت میں بیٹھا ہوا دیکھا دریافت کیا "کوئی خبر ہے" حضورؐ نے فرمایا "ہاں آج شب کو میں بیت المقدس گیا تھا" اس نے تعجب سے پوچھا "تم بیت المقدس گئے تھے" حضورؐ نے فرمایا "ہاں" ابوجہل نے کہا "کیا میں تمہاری قوم کو بلاؤں تم ان کو رات کا ماجرا سناؤ" حضورؐ نے فرمایا "ہاں بلاؤ" ابوجہل نے قریش کو بلایا حضورؐ نے معراج کا تمام واقعہ سنایا "میں بیت المقدس گیا وہاں نماز پڑھائی" یہ سنتے ہی کافروں نے سیٹیاں بجانی شروع کیں آناً فاناً سب مکہ میں خبر پھیل گئی، کافر حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے کہا "تمہارا محمدؐ کہتا ہے کہ میں نے آج شب کو یہ واقعات دیکھے ہیں" حضرت صدیقؓ نے جواب دیا "جو کچھ

فلم تر عینی مثل سرب رایتہ — خرجن من التنعیم معتمرات

میری آنکھوں نے آج تک اونٹوں کا ایسا قافلہ نہیں دیکھا جو عمرہ کا احرام باندھے ہوئے تنعیم سے نکلا

مررن بفخ ثم رحن عشیۃ — یلبین للرحمٰن مؤتجرات

یہ قافلہ مقام فخ سے گزرا پھر شام کو رحمٰن کا تلبیہ کرتے ہوئے اجر حاصل کرنے کے لئے روانہ ہو پڑا۔

لہ ارج بالعنبر الغض فاغمر — تطلع ریاہ من المکفرات

اس قافلہ سے عنبر کی تازہ خوشبو مہک رہی ہے یہ خوشبو مستورات کی آستینوں سے مہک رہی ہے۔

تضوع مسکا بطن نعمان ان مشت — بہ زینب فی نسوۃ عطرات

جب زینب دوسری عورتوں کے ساتھ جو عطر لگائی ہوئی تھیں یہاں سے چلی تو نعمان کی تمام وادی خوشبو سے مہک اٹھی

(معجم البلدان باب التاء والنون وما یلیہما)

Marfat.com

بیان کرتے ہیں سچ ہے تم کیوں جھٹلاتے ہو" اس کے بعد قریش نے بیت المقدس کی نشانیاں پوچھیں حضورؐ نے ایک ایک کرکے سب بتائیں حضورؐ فرماتے ہیں بعض نشانیاں میری آنکھوں سے اوجھل ہوگئی تھیں اللہ تعالیٰ نے سارا شہر میری آنکھوں کے سامنے کردیا۔ میں نے کفار کے سب سوالات کے صحیح جواب دئیے۔

(تاریخ ابن کثیر صفحات ۱۰۸ تا ۱۱۱ جلد ۳)

چاند کا معجزہ

قریش کے سرکردہ اشخاص ولید بن مغیرہ۔ ابوجہل، عاص بن وائل، نضر بن حارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہا "اگر تو خدا کا سچا رسول ہے تو چاند کے دو ٹکڑے کرے ایک ٹکڑا کوہ ابی قبیس دوسرا ٹکڑا کوہ قیقعان پر چلا جائے" حضورؐ نے فرمایا "اگر ایسا ہو جائے تو کیا تم سب مسلمان ہو جاؤ گے" انہوں نے کہا "ہاں" یہ مہینہ کی چودھویں شب تھی حضورؐ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی خدا کے حکم سے چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے۔ ایک ٹکڑا کوہ ابی قبیس پر دوسرا نصف حصہ کوہ قیقعان پر چلا گیا اور حضورؐ پکار رہے تھے "اے ابو سلمہ بن عبد الاسد اے ارقم بن ارقم تم گواہ ہو جاؤ" اس وقت چاند کے یہ دو ٹکڑے بلاد ہند میں بھی دیکھے گئے۔ تاریخ میں اس کا ذکر موجود ہے (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۱۲۰ جلد ۳)

حضورؐ کے مزید مصائب

بعثت کے دسویں سال ابو طالب اور حضرت خدیجہ رضؓ نے انتقال کیا دونوں کے وفات پا جانے سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تکلیفیں بڑھ گئیں۔ حضرت خدیجہ رضؓ حضورؐ کی زوجہ مبارکہ ہونے کے علاوہ آپ کی وزیر بھی تھیں، ہر تکلیف میں آپ کے لئے باعثِ آرام و تسکین ہوتیں ابو طالب جب تک زندہ رہے حضورؐ کو اپنی قوم سے بچاتے رہے ان کی وفات پاتے ہی کافر دلیر ہوگئے۔ اور آپ کو بہت تکلیفیں پہنچائیں سر راستہ میں چلتے وقت کافر آپ کے سر مبارک پر مٹی ڈالتے ایک روز مکان میں داخل ہوئے۔ تو آپ کا سر مٹی سے بھرا ہوا تھا، حضورؐ کی صاحبزادی اٹھی اور سر مبارک دھویا روتی تھیں، حضورؐ نے فرمایا؛

لَا تَبْكِي يَا بُنَيَّةُ فَإِنَّ اللّٰهَ مَانِعُ أَبَاكِ بیٹی مت رو۔ خدا تیرے باپ کی حفاظت کرے گا۔

بعض کافر حضورؐ کی ہنڈیا میں غلاظت پھینک دیتے، بعض کافر حضورؐ کے دروازہ پر نجاست پھیلا دیتے حضورؐ فرماتے "اے بنو عبد مناف کیا ہمسائیگی کے یہی حقوق ہیں"

ابوطالب کی وفات

جب ابو طالب بیمار ہوئے تو قریش نے کہا "حمزہؓ اور عمرؓ مسلمان ہو چکے ہیں قریش کے ہر قبیلہ میں اسلام پھیل چکا ہے آؤ ہم سب مل کر ابو طالب کے پاس چلیں تاکہ وہ ہمارے متعلق اپنے بھتیجے سے کوئی معاہدہ لے سکے۔ اور ہم سے بھی کوئی اقرار لے لے۔ کیونکہ اب ہمارا پیمانۂ صبر لبریز ہو چکا ہے" اس کے بعد تمام اشراف قریش عتبہ، شیبہ، ابوجہل، امیہ بن خلف اور ابوسفیان بن حرب ابو طالب کے پاس آئے کہا "آپ کو معلوم ہے کہ ایک عرصہ سے آپ کے بھتیجے کے ساتھ ہماری مخالفت چلی آ رہی ہے اب آپ وفات پا رہے ہیں آپ اپنے بھتیجے کو بلائے اور اس سے ہمارے متعلق اقرار لیجئے اور ہم سے بھی اقرار لیجئے کہ وہ ہم کو نہ چھیڑے، اور نہ ہم اُسے چھیڑیں وہ نہ ہم سے سروکار رکھے اور نہ ہم اس سے سروکار رکھیں، ابو طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طلب کیا کہا "میرے بھتیجے یہ تیری قوم کے اشراف اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ تم ان کو اپنا اقرار دو اور یہ تمہیں اپنا اقرار دیں" حضورؐ نے فرمایا "چچا میں ان سے صرف ایک ہی کلمہ کہلوانا چاہتا ہوں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ" ابوجہل نے کہا مثلاً اس کی تشریح حضورؐ نے فرمایا "بت پرستی چھوڑ دو اور مسلمان ہو جاؤ" یہ سنتے ہی سب نے تالیاں بجانی شروع کر دیں اور کہا "ہم بت پرستی چھوڑ دیں صرف ایک خدا کو مانیں یہ عجیب بات ہے" ابوطالب نے حضورؐ سے کہا "میں نے دیکھا کہ تم نے ان سے کوئی ناجائز مطالبہ نہیں کیا" چچا کے یہ کلمے سنکر حضورؐ کو ان کے مسلمان ہونے کی توقع ہوئی حضورؐ نے فرمایا۔ "قریش نے کلمۂ شہادت پڑھنے سے انکار کر دیا۔ آپ ہی یہ کلمہ پڑھ لیجئے۔ تاکہ میں آپ کے متعلق خدا سے سفارش کر سکوں" ابو طالب نے جواب دیا: میں قریش کے مذہب پر قائم ہوں اگر میں نے کلمۂ شہادت پڑھ لیا تو تمام قریش طعنہ دیں گے کہ ابو طالب موت سے گھبرا کر مسلمان ہو گیا" اللہ تعالے نے اُسی دم یہ آیت نازل کی :-

اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ	جس کو تم چاہو اس کو ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ خدا جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔

حضورؐ نے فرمایا "اگر مجھے منع نہ کیا گیا تو میں آپ کے لئے خدا سے دعا بخشش مانگوں گا۔

"خدا نے پھر یہ آیت نازل کی :-

مَا كَانَ لِلنَّبِىِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْۤا اُولِىْ قُرْبٰى	نبی اور مسلمانوں کو یہ جائز نہیں کہ مشرکین کے لئے دعائے بخشش مانگیں اگرچہ وہ ان کے قریبی رشتہ دار ہوں۔

(تاریخ ابن کثیر صفحہ ۱۲۳ جلد ۳)

Marfat.com

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات اور ان کے فضائل و مناقب

ابو طالب کی وفات کے تین روز بعد حضرت خدیجہ رض نے انتقال فرمایا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "حضرت جبرئیل میرے پاس تشریف لائے کہا یہ حضرت خدیجہ رض تشریف لا رہی ہیں ان کے ہاتھ میں کوئی برتن ہے جس میں کھانا ہے جب یہ آپ کے پاس پہنچیں تو آپ ان کو باخبر کریں کہ اللہ تعالےٰ اور جبرئیل آپ کو سلام کہتے ہیں، اور ان کو بشارت دیں کہ اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے جنت میں موتیوں کا ایک اعلیٰ محل تیار کیا ہے" ام المومنین حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں "مجھے حضور ص کی کسی بی بی پر اتنی غیرت نہیں آئی جتنی غیرت مجھے حضرت خدیجہ رض پر آئی، کیونکہ حضور ص بار بار ان کا تذکرہ کرتے تھے بکری ذبح کرنے کے بعد اس کا گوشت ان کی سہیلیوں میں بھجواتے ان کی وفات کے تین سال کے بعد حضور ص نے میرے ساتھ شادی کی ایک روز حضرت ہالہ رض حضرت خدیجہ رض کی ہمشیرہ مکان پر آئیں جب اندر آنے کی اجازت مانگی تو حضور آواز پہچان گئے لرزتے ہوئے اٹھے، فرمایا "آہ حضرت ہالہ تشریف لائی ہیں"، یہ دیکھ کر مجھے بڑی غیرت آئی۔ میں نے کہا: "آپ بار بار ایک بڑھیا کا ذکر کرتے ہیں جو مر چکی ہے، حالانکہ خدا نے اس سے بہتر نوجوان لڑکی آپ کو بی بی دی ہے" میں نے حضرت خدیجہ رض کا ذکر ناپسندیدہ الفاظ میں کیا حضور ص کو بہت غصہ آیا۔ حتیٰ کہ چہرہ سرخ ہو گیا۔ حضور ص نے فرمایا" مرحومہ بڑی برکت والی تھیں ان سے مجھے بہت فائدے پہنچے ہیں، اس سے بہتر خدا نے مجھے بی بی نہیں دی۔ جب سب طرف سے لوگ مسلمان ہونے سے انکار کر رہے تھے مرحومہ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اپنے مال سے میری امداد کی جبکہ کوئی شخص مجھے کچھ بھی نہیں دیتا تھا، خدا نے میری سب اولاد ان کے بطن سے پیدا کی جبکہ کسی بی بی سے میری کوئی اولاد نہیں ہوئی" (حضرت ماریہ رض سے بعد میں شادی ہوئی جس سے حضرت ابراہیم رض پیدا ہوئے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بہت سے مرد تکمیل کو پہنچے لیکن سب عورتوں میں صرف تین خواتین تکمیل کے درجہ کو پہنچی ہیں، حضرت مریم بنت عمران، حضرت آسیہ فرعون کی بی بی، حضرت خدیجہ رض بنت خویلد، حضرت عائشہ رض کی فضیلت دوسری عورتوں پر اس طرح ہے۔ جس طرح ثرید طعام کی فضیلت دوسرے کھانوں پر ہے (ثرید عربوں کی بہترین غذا ہے روٹی کو گوشت میں بھگو کر کھانا) جب تک حضرت خدیجہ رض زندہ رہیں حضور ص نے کسی عورت سے شادی نہیں کی۔

(تاریخ ابن کثیر صفحہ ۱۳۰ جلد ۳)

حضرت عائشہ رضؓ سے شادی

حضرت خدیجہ رضؓ کی وفات کے بعد حضرت عائشہ رضؓ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شادی ہوئی نکاح کے وقت حضرت عائشہ رضؓ کی عمر صرف سات سال تھی نکاح مکہ میں ہوا، ہجرت کے بعد مدینہ میں الوداع ہوئی اس وقت حضرت عائشہ رضؓ کی عمر صرف نو سال تھی (عرب میں عورتیں جلد بالغ ہو جاتی ہیں کیونکہ گرم ملک ہے) جب حضورؐ نے وفات پائی تو حضرت عائشہ رضؓ کی عمر صرف اٹھارہ سال تھی حضرت خولہؓ بنت حکم نے جو حضرت عثمانؓ بن مظعون کی بی بی ہیں، یہ رشتہ کرایا، عرض کیا " حضور اگر آپ کنواری لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہیں تو سب سے زیادہ اچھا رشتہ حضرت ابوبکر رضؓ کی بیٹی ہے" حضورؐ نے فرمایا " تجھے یہ رشتہ کرادو" حضرت خولہ رضؓ حضرت عائشہ رضؓ کی والدہ ماجدہ حضرت ام رومانؓ کے پاس آئیں کہا " خدا نے آپ کے گھر میں بڑی برکت بھیجی ہے " حضرت ام رومان نے دریافت کیا " کس طرح " فرمایا " میں حضور کی طرف سے حضرت عائشہ رضؓ کے ساتھ منگنی کا پیغام لائی ہوں " حضرت ام رومانؓ نے فرمایا " حضرت ابوبکر رضؓ کو آنے دو " حضرت ابوبکر رضؓ تشریف لائے اور یہ معاملہ طے پاگیا۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا " حضورؐ کو بلاؤ " حضرت خولہ رضؓ حضورؐ کو بلا لائیں اور نکاح ہو گیا "

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضؓ سے ارشاد فرمایا " حضرت جبرئیلؑ تم کو سبز ریشم میں لپیٹ کر تین دفعہ تمہاری صورت مجھے دکھاتی تھی۔ کہ یہ تمہاری بی بی ہے۔ جب میں نے کھولا تو تمہاری صورت نکلی، میں نے کہا " اگر یہ خواب خدا کی طرف سے ہے تو یہ شادی ہو جائیگی "

(تاریخ ابن کثیر صفحہ ۱۳۲ جلد ۳)

قبائل کے سامنے تبلیغ کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ سال تک مکہ میں تبلیغ کرتے رہے تین سال تک پوشیدہ طور پر چوتھے سال سے علانیہ تبلیغ شروع کردی، حج کے موقعہ پر تمام عرب سے قبائل کے نمائندے آتے حضورؐ ہر قبیلہ کو دعوت اسلام دیتے نیز عرب کے مشہور میلے عکاظ، مجنہ اور ذی المجاز میں عام لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی ترغیب دیتے، ہر قبیلہ سے یہی کہتے " تم مجھ کو اپنی حفاظت میں لے لو تاکہ میں آزادی کے ساتھ بلا کسی رکاوٹ کے تبلیغ کروں اس کے معاوضہ میں تم کو جنت ملیگی۔ تمہاری سلطنت قائم ہو جائے گی۔

قولوا لا الٰہ الا اللہ تملکوا بہا العرب وتدین لکم بہا العجم

لا الٰہ الا اللہ کہو عرب میں تمہاری حکومت قائم ہو جائیگی اور تمام عجم تمہاری اطاعت قبول کرلیں گے "

Marfat.com

(عرب اپنے سوا دنیا کی کل قوموں کو عجم کہتے ہیں یعنی یہ سب گونگے ہیں ان کو بولنا بھی نہیں آتا اور واقعہ بھی یہی ہے عربی نہ صرف بہترین زبان ہے بلکہ جنت کی اور اسلام کی زبان ہے حضورؐ نے صحیح فرمایا تھا اگر عرب مسلمان ہو جائیں تو تمام دنیا ان کی مطیع ہو جائیگی ایسا ہی ہوا۔ دنیا کا کون علاقہ ہے جہاں عرب نہ گئے بحرالکاہل عرب کی بستیوں سے بھرا پڑا ہے، اس سمندر کا نام بھی عربی ہے۔ مترجم)

ابولہب پیچھے سے کہتا "کوئی شخص اس کی تابعداری نہ کرے یہ بے دین ہے جھوٹا ہے" یہ دیکھ کر ہر قبیلہ آپ کو بُری طرح سے مسترد کر دیتا ذلت کے ساتھ ٹھکرا دیتا۔ آپ کو ایذاء پہنچاتا اور یہ کہتا "جب تیرے رشتہ دار ہی تیری تابعداری نہیں کرتے تو ہم کیوں تیرا حکم مانیں اس لئے کہ تیرے رشتہ دار تجھ سے بخوبی واقف ہیں" حضورؐ یہ جواب دیتے ہوئے واپس ہو جاتے:

اَللّٰھُمَّ لَوْ شِئْتَ لَمْ یَکُوْنُوْا ھٰکَذَا- یا اللہ اگر تو چاہتا تو ان کا رویہ یہ نہ ہوتا۔

اس کے بعد حضورؐ نے پوری سرگرمی اور جدوجہد سے تبلیغ شروع کر دی، اور ان قبائل کے سامنے اپنے نفس کو پیش کیا۔ بنو عامر بن صعصعہ محارب بن حفصہ، فزارہ، غسان، مرۃ، حنیفہ، سلیم، عبس، بنو النضر، بنو البکاء، کندہ، کلب، حارث بن کعب، عذرہ، حضارمہ۔ ان میں سے کسی قبیلہ نے لبیک نہ کہی اور نہ آپ کی امداد کرنے کے لئے طیار ہوئے۔

حضورؐ ایک روز قبیلۂ بنی عامر میں تبلیغ کر رہے تھے تو ایک شخص بحیرہ بن فراس بول اٹھا "اگر میں اسے گرفتار کر لوں تو تمام عرب اسے چبالیں" پھر اس نے حضورؐ سے خطاب کیا "اور اگر ہم آپ کے مطیع ہو جائیں اور خدا آپ کو آپ کے دشمنوں پر غلبہ عطا کرے تو کیا یہ سلطنت ہم کو مل جائے گی، حضورؐ نے جواب دیا "سلطنت خدا کی ہے جسے چاہے عطا کرے" اس نے کہا ہم تیرے لئے تمام عرب سے سرکیف ہوں جب تجھے غلبہ حاصل ہو تو سلطنت ہم کو نہ ملے۔ واپس چلا جا ہم تیرے تابع نہیں ہوتے"

جب یہ حج سے واپس آئے تو اپنی قوم کے عمر رسیدہ سے ملے اس قوم کی عادت تھی جب حج سے واپس آتے تو اس بوڑھے کو حج کے تمام حالات سناتے۔ اس نے دریافت کیا "کوئی نیا واقعہ رونما ہوا تھا" قوم نے جواب دیا" قریش کا ایک نوجوان ہمارے پاس آیا تھا۔ اس نے ہم کو مسلمان ہونے کی ترغیب دی کہا "مجھ کو اٹھا کر اپنی قوم میں لے جاؤ۔ اور دشمنان اسلام سے مجھے بچاؤ" ہم نے انکار کر دیا" بوڑھے نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا افسوس کے ساتھ کہا "تم نے نادر موقعہ کھو دیا۔ تم اس کا کہنا مان لیتے، اس وقت تمہاری عقل کہاں چلی گئی تھی، کیا اب اس کی کوئی تلافی ہو سکتی ہے"

Marfat.com

اسبابِ ہجرت

لیکن خدا نے یہ سعادت انصار کے حق میں لکھ دی تھی، مدینہ میں اوس، خزرج دو زبردست قبیلے تھے ابتداءً نسل میں یہ دونوں خاندان ایک ہی ماں باپ سے چلے ہیں مگر جب نسل زیادہ بڑھ گئی، تو یہ مستقل دو خاندان بن گئے، ان دونوں کے درمیان سخت عداوت ہو گئی، اور ان کی لڑائیاں بہت طوالت پکڑتی تھیں، حتیٰ کہ ایک جنگ برابر ایک سو بیس سال تک ہوتی رہی، جب اسلام کا ظہور ہوا تو ان کے درمیان لڑائیوں کا لامتناہی سلسلہ بند کیا، اور دونوں کے درمیان ایسی صلح کرا دی کہ یک جان و دو قالب ہو گئے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن مجید کہتا ہے:۔

وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝

اوس و خزرج کے مسلمانو! اس وقت کو یاد کرو جب تم دونوں قبیلے آپس میں سخت جانی دشمن تھے، اللہ نے تم پر اپنا فضل و انعام کیا اور تمہارے دلوں میں محبت پیدا کر دی اس کے بعد تم صرف اللہ کے فضل و انعام کی وجہ سے آپس میں بھائی بھائی بن گئے اسلام قبول کرنے سے پہلے تم دوزخ کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے (تم اس میں گرنے والے تھے کہ فوراً) خدا نے تم کو اس گڑھے سے دور ہٹا دیا اسی طرح اللہ اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم راہِ راست پا جاؤ۔

سوید بن صامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبد المطلب کی خالہ کے بیٹے تھے، یہ حج کرنے مکہ میں گئے جب حضور کو ان کی آمد کی خبر معلوم ہوئی تو آپ فوراً ان کے پاس آئے، اور اسلام کی دعوت پیش کی سوید نے کہا "شاید آپ کے پاس حکمت کا وہی ذخیرہ ہے جو میرے پاس موجود ہے" آپ نے پوچھا "تمہارے پاس کیا ہے" سوید نے جواب دیا "مجلات لقمان یعنی لقمان کی حکمتیں اور نصائح" حضور نے فرمایا "بیشک یہ کلام بھی پاکیزہ ہے لیکن میرے پاس اس سے بھی افضل و اعلیٰ ہے" یعنی قرآن مجید یہ کہہ کر آپ نے ان کو قرآن مجید کا کچھ حصہ سنایا۔ اور ان سے اسلام میں داخل ہونے کی استدعا کی سوید نے اپنا میلان ظاہر کیا اور کہا "یہ کلام تو خوب پاکیزہ ہے" یہ کہہ کر مدینہ منورہ واپس چلے گئے۔ تھوڑے دنوں بعد خزرج کی قوم نے بعاث کی لڑائی میں ان کو قتل کر دیا اوس نے کہا "سوید مسلمان ہو گئے تھے"، اس کے بعد قوم اوس کے چند افراد خزرج کے مقابلہ میں قریش سے امداد حاصل کرنے کے لئے مکہ میں آئے، ان کے نام یہ ہیں انس بن رافع، ابو الحیسر۔ خاندان عبد الاشہل کے متعدد افراد جن میں ایاس بن معاذ خاص طور پر قابل ذکر ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو آپ ان کے پاس آئے اور

Marfat.com

ان کے سامنے بیٹھ کر ارشاد فرمایا "جس مقصد کے لئے تم یہاں آئے ہو کیا اس سے بہتر ایک اور مقصد میں تمہارے سامنے پیش کروں" انہوں نے کہا "وہ کیا" آپ نے فرمایا "خدا نے مجھ کو تمام دنیا کی ہدایت کے لئے رسولؐ (قاصد) بنا کر بھیجا ہے، میں سب لوگوں سے یہ کہتا ہوں کہ تم خدا کے ساتھ کسی طرح کا شرک نہ کرو خدا نے مجھ پر قرآن مجید نازل کیا ہے" آپ نے ان کو قرآن مجید کا ایک حصہ پڑھ کر سنایا اور اسلام قبول کرنے کو کہا ایاس بن معاذ اس وقت کم عمر تھے، انہوں نے اپنی قوم سے خطاب کر کے کہا "جس مقصد کے لئے تم یہاں آئے ہو خدا کی قسم یہ اسلام قبول کرنا اس سے بدرجہا بہتر ہے" ابوالحیس کو غصہ آیا، اور کنکریوں کی ایک مٹھی بھر کر ان کے چہرہ پر ماری کہا "چپ رہ ہم اسلام قبول کرنے نہیں آئے" ایاس چپکے ہو گئے، اور حضورؐ اٹھ کر تشریف لے گئے آپ کے چلے آنے کے بعد یہ لوگ مدینہ واپس آ گئے تھوڑے دنوں بعد ایاس ہلاک ہو گئے۔"

عقبۂ اولیٰ

سلسلہ نبوت میں قوم خزرج کے چند معزز افراد عقبہ[له] میں وارد ہوئے ان کے اسماء مبارک یہ ہیں،

اسعدؓ بن زرارہ	رافعؓ بن مالک عجلانی	عقبہؓ بن عامر رضؓ
عوفؓ بن عفراء	قطبہؓ بن عامر رضؓ	جابر رضؓ بن عبد اللہؓ۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی آپ ان کے پاس دریافت کیا "تم کون ہو" انہوں نے عرض کیا "قوم خزرج کے چند افراد" فرمایا "یہودیوں کے حلیف" عرض کیا "جی ہاں" فرمایا "کیا میں تم سے کچھ مکالمہ کر سکتا ہوں" انہوں نے عرض کیا "شوق سے" آپ نے ان کو خدا کی وحدانیت سے آگاہ فرمایا اسلام پیش کیا۔ اور قرآن مجید کا کچھ حصہ پڑھ کر سنایا۔

مدینہ کے یہودی

اوس و خزرج کے لوگ بت پرست تھے مدینے کے یہودیوں سے جب ان کا کوئی جھگڑا ہوتا تو یہودی دھمکیاں دیتے کہ عنقریب خدا کا ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے ہم ان کی فوج میں شامل ہو کر تمہارا خوب قتل عام کریں گے" حضورؐ کا موثر وعظ سن کر انہوں نے آپس میں کہا "خدا کی قسم یہ وہی نبیؐ ہے، جس کے متعلق یہودی ہم کو خوف زدہ کرتے تھے ہم کو فوراً انکی دعوت اسلام قبول کر لینا چاہیے تاکہ یہودی ہم سے سبقت نہ لے جائیں"

له عقبہ اس طویل پہاڑ کو کہتے ہیں جو سڑک کے عین وسط میں واقع ہو اور چلنے کا راستہ اس سے بمشکل نکالا جائے جس عقبہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں، یہ منیٰ اور مکہ کے درمیان مکہ سے تقریباً دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے یہیں ایک مسجد بھی ہے جو یہیں کھڑے ہو کر جمرۃ العقبہ کو کنکریاں مارتے ہیں

Marfat.com

اہل مدینہ آپ کو کس نظر سے دیکھتے تھے

اس مشورہ کے بعد سب نے آپ کی دعوت اسلام پر لبیک کہا اور بلا پس و پیش اسی وقت مسلمان ہو گئے اور عرض کیا " ہماری قوم مدینہ میں رہتی ہے آج کل ہماری قوم میں انتہائی اختلاف رونما ہے اور ان کے (اوس و خزرج کے) دلوں میں آتش عداوت و بغض ساری دنیا سے زیادہ بھڑکی ہوئی ہے! شاید خدا آپ کے ذریعہ ہماری قوم کا اتحاد کرا دے، ہم مدینہ واپس جاتے ہیں اور آپ کی دعوت اسلام ان کے سامنے پیش کریں گے۔ اگر انہوں نے بالاتفاق اسلام قبول کر لیا۔ تو دنیا میں آپ سے زیادہ کوئی معزز اور شریف آدمی نہیں " یہ کہہ کر مدینہ واپس چلے گئے اور اپنی قوم کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کیا، اور اسلام پیش کیا اللہ کے حکم سے دفعتہً چاروں طرف اسلام پھیل گیا اور انصار کے ہر محلہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ہونے لگا۔

عقبۂ ثانیہ

آئندہ سال یعنی ۱۲ سنہ نبوت میں حج کے موسم میں اسی عقبہ میں اسی قوم کے بارہ ارکان پھر حاضر ہوئے، چھ پہلے اور چھ دوسرے جن کے نام یہ ہیں:-

عبادہؓ بن صامت، ذکوانؓ بن عبد القیس
زیدؓ بن ثعلبہ، معاذؓ بن عفراء
} قبیلہ خزرج سے

ابو الہیثمؓ بن عبادہ
تیہانؓ
عویمؓ بن ساعدہ
} از قبیلہ اوس

ان سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی اور مدینہ واپس چلے گئے،

اسلام کا پہلا مبلغ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعبؓ بن عمیر کو ان کے ساتھ کر دیا، حکم دیا " انصار کو قرآن مجید سکھاؤ " دینی تعلیم دو، نماز جمعہ بھی پڑھاؤ " حضرت مصعب رضی قریشی ہیں اور حضرت اسعدؓ بن زرارہ کے مکان پر مقیم تھے۔

حضرت کعبؓ بن مالک فرماتے ہیں، جب میرے والد ماجد کی بینائی ختم ہو گئی، تو نماز جمعہ کے لئے میں ان کو لے جاتا تھا۔ جب مسجد میں پہنچتے اور اذان سنتے تو حضرت ابو امامہ رضی اسعد بن زرارہ کے حق میں دعاء مغفرۃ

کرتے، بہت عرصہ تک میں نے اپنے والد سے اس کا سبب نہ پوچھا ایک دن میں نے اپنے دل میں کہا "اگر میں اپنے والد سے اس کا سبب نہ پوچھوں تو میرے لئے مناسب نہ ہوگا" میں نے عرض کیا ابا جان! جب آپ جمعہ کے روز اذان سنتے ہیں تو حضرت ابو امامہ رضہ کے حق میں دعاء مغفرۃ ضرور کرتے ہیں" فرمایا "بیٹا سب سے پہلے نماز جمعہ کے لئے حضرت ابو امامہ رضہ نے ہم کو بقیع خضمات میں جمع کیا" میں نے عرض کیا "اس وقت تم لوگوں کی تعداد کتنی تھی" فرمایا "چالیس مسلمان"

مدینہ میں اسلام کس طرح پھیلا

ایک روز حضرت مصعبؓ اور اسعدؓ بن زرارہ بنی ظفر کے ایک محلہ میں گئے اس محلہ کے سب مسلمان ان کے پاس آکر جمع ہوگئے تھے یہ دیکھ کر سعد بن معاذ نے اسید بن حضیر سے کہا "یہ دو شخص ہماری قوم کے کم عقل اور سادہ لوح آدمیوں کو بہکانے آتے ہیں تم جاکر ان کو ڈانٹو اور یہاں سے نکال دو مشکل یہ آ پڑی ہے کہ اسعد بن زرارہ میرا خالہ زاد بھائی ہے ورنہ میں خود ہی اٹھ کر ان کو زجر و توبیخ کرتا" سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر اپنی قوم بنی عبدالاشہل کے سردار تھے اسید نے اپنا نیزہ پکڑا اور ان کی طرف روانہ ہوا، حضرت ابو امامہ رضہ نے حضرت مصعبؓ سے عرض کیا "یہ شخص جو سامنے سے آرہا ہے اپنی قوم کا سردار ہے آپ اس کو مسلمان کیجئے" مصعبؓ نے فرمایا "اگر یہ میرے پاس بیٹھے تو میں ضرور ان کو سمجھاؤں گا" اسید نے آتے ہی ان کو گالیاں دینی شروع کیں اور غضبناک لہجہ میں کہا "تم یہاں کیوں آئے ہو ہماری قوم کے بیوقوف اور سادہ لوح آدمیوں کو بہکانے آئے ہو اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو ابھی یہاں سے چلے جاؤ" ایک نوجوان لڑکے نے کہا "تو ہمارے مکان میں آکر ہم کو یہ دھمکیاں دیتا ہے، ہم تیری دھمکی کی پرواہ نہیں کرتے" مصعبؓ نے فرمایا "آپ تھوڑی دیر بیٹھ کر اطمینان سے ہماری گفتگو سن لیجئے۔ اگر میری باتیں آپ کو پسند آئیں تو قبول کر لیجیئے گا۔ اور اگر آپ کو ناپسند ہوئیں تو ہم یہاں سے چلے جائیں گے" اسید نے کہا "ہاں یہ معقول بات ہے" یہ کہا اور اپنا نیزہ زمین میں گاڑ کر بیٹھ گئے مصعبؓ نے اسلام پیش کیا اور قرآن مجید سنایا آیات سن کر ان کی کیفیت بدلنے لگی اور چہرہ سے قبولیت کے آثار نمودار ہونے لگے۔ اسید نے فرمایا "کلام بہت ہی پاکیزہ اور نہایت ہی اچھا ہے اگر کوئی شخص مسلمان ہونا چاہے، تو تم اس کو کس طرح مسلمان بناتے ہو" انہوں نے فرمایا "غسل کر کے نئے کپڑے پہنئے یا اپنی کپڑوں کو دھو لیئے۔ کلمہ شہادت پڑھ لیجیئے۔ اور دو رکعتیں ادا فرمائیے بس" اسید نے ایسا ہی کیا سلام پھیر کر فرمایا "صرف ایک شخص باقی ہے اگر وہ بھی مسلمان ہوگیا تو پھر ہماری قوم کا کوئی فرد بھی غیر مسلم نہ رہیگا"

Marfat.com

اور میں اس کو آپ کے پاس بھیجتا ہوں" یہ کہا اور اپنا نیزہ اٹھا کر واپس چلے گئے۔ سعد بن معاذ اپنی محفل میں ان کے منتظر تھے دور سے ان کو آتا ہوا دیکھ کر کہا "اسید کا چہرہ بدلہ ہوا ہے"۔ اسید نے بیٹھتے ہی فرمایا "میں نے ان دونوں سے گفتگو کی اور ان کا عندیہ معلوم کر لیا ہے میرے خیال میں یہ خطرناک آدمی نہیں ہیں میں نے ان سے کہا آپ صاحبان کو یہاں سے چلے جانا چاہیئے انہوں نے میری بات قبول کر لی۔ مگر وہاں تو معاملہ ہی کچھ اور ہو رہا ہے، مجھ کو اطلاع دی گئی ہے کہ بنو حارثہ اسعد بن زرارہ کو قتل کرنے آ رہے ہیں" یہ سنتے ہی سعد بن معاذ غصہ کی حالت میں اُٹھے اور نیزہ لے کر اپنے خالہ زاد بھائی کو چھڑانے چل پڑے۔ پشت پھیرتے ہوئے اسید سے کہا "تم سے کچھ بھی نہ ہو سکا" سعد نے ان دونوں کو اطمینان کی حالت میں دیکھا تو اپنے دل میں کہا "اب میں سمجھا، اسید نے مجھ کو بہانہ سے یہاں بھیجا ہے تاکہ میں ان کی گفتگو سے مستفید ہو سکوں" کھڑے ہوتے ہی ان کو صلواتیں سنانے لگے۔ اسعد بن زرارہ سے خطاب کیا "اگر تم سے میری رشتہ داری نہ ہوتی تو تم ہمارے محلہ میں قدم ہی نہ رکھ سکتے تھے" حضرت مصعبؓ نے فرمایا "آپ غصہ کو تھوک کر تھوڑی دیر بیٹھ کر اطمینان سے ہماری گفتگو سُنئے، اگر میری گفتگو آپ کے حسب منشا ہو تو قبول فرمائیگا ورنہ ہم آپ کو ناراض کرنا نہیں چاہتے اور یہاں سے اُٹھ کر چلے جائیں گے" سعد بن معاذ نے جواب دیا "آپ نے خوب انصاف کیا" یہ کہا اور زمین میں نیزہ گاڑ کر بیٹھ گئے حضرت مصعبؓ نے اسلام پیش کیا اور قرآن مجید کا کچھ حصہ سنایا آیات ربانی سُنتے ہی سعد بن معاذ پر وجد کی سی کیفیت طاری ہونے لگی اور چہرہ سے قبولیت کے آثار نمایاں ہوئے کہا "جب کوئی شخص اسلام قبول کرنا چاہے تو آپ اس کو کس طرح داخل کرتے ہیں" فرمایا "غسل کر لیجئے نئے کپڑے پہنئے یا یہی کپڑے دھو ڈالئے کلمہ شہادت پڑھیئے اور دو رکعتیں ادا کیجئے بس" حضرت سعدؓ بن معاذ نے ایسا ہی کیا نیزہ اٹھایا اور اپنے محل میں واپس آئے اسید کو ساتھ لے کر قوم کے بڑے مجمع میں کھڑے ہو کر کہا "اے میری قوم اے بنی عبد الاشہل میرا کیا رتبہ ہے" قوم نے یک زبان ہو کر کہا "آپ ہمارے سردار ہیں" صائب الرائے اور آپ کے احکام کے سامنے سر اطاعت خم کرنا ہمارے لئے باعث فخر ہے" سعدؓ بن معاذ نے فرمایا "تو پھر کان لگا کر سن لو جب تک تم سب کے سب اسلام قبول نہ کر لو تم سے اور تمہاری عورتوں سے میرے لئے بات کرنا قطعاً حرام ہے" اس تقریر سے اتنا اثر ہوا کہ شام تک بنی عبد الاشہل کے سب افراد کیا مرد اور کیا عورتیں سبھی مسلمان ہو گئے۔ اور حضرت مصعبؓ اسعدؓ بن زرارہ کے ساتھ خوش و خرم اپنے گھر واپس چلے آئے۔

Marfat.com

عقبۂ ثالثہ (۳)

حفاظتِ اسلام کے لئے سربکف ہونے کا حتمی اقرار

آئندہ سال یعنی ۱۳؁ نبوت میں حضرت مصعبؓ مکہ معظمہ تشریف لے آئے اور انصار کے ستر مرد اور دو عورتیں (امِ عامرؓ امِ منیعؓ) آپ کے ہمراہ تھیں چونکہ حج کا موسم تھا اس واسطے قوم خزرج و اوس کے غیر مسلم بھی رسم قدیم کے مطابق حج کرنے کے لئے ان کے ہمرکاب تھے مکہ معظمہ میں پہنچکر انصار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہلا بھیجا "فلاں روز ہم اسی عقبہ میں شب کے آخری حصہ میں پہنچ جائینگے آپ تشریف لائیے گا" حضرت کعبؓ بن مالک فرماتے ہیں "میں بھی اس عقبہ میں حاضر تھا حج سے فارغ ہونے کے بعد ہم موعودہ شب کو تین بجے عقبہ میں پہنچے منزل میں ہمارے ساتھ مدینہ کے مُشرک بھی تھے ہم ان سے چھپ کر آہستہ آہستہ اپنے بستروں سے اٹھ کر عقبہ کی طرف روانہ ہوئے حضرت براءؓ بن معرور ہمارے افسر تھے ہم پہاڑ کی گھاٹی میں پہنچے، اور حضور کا انتظار کرنے لگے تھوڑی دیر بعد آپ اپنے چچا عباسؓ (یہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) کے ساتھ نزول فرما ہوئے۔

انصار کہتے ہیں "ایک روز ہم نے مدینہ میں جمع ہو کر آپس میں مشورہ کیا ہم کب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں چھوڑ سکتے ہیں کہ آپ مکہ کے پہاڑوں میں دھکے کھاتے پھریں اور ہر وقت آپ کو اپنی جان کا خطرہ ہو" یہ مشورہ کرنے کے بعد ہم مکہ معظمہ روانہ ہوئے"

بیٹھتے ہی عباسؓ نے کہا۔

حضرت عباسؓ کی دلآویز تقریر

"قوم خزرج کے مسلمانو! (اس وقت چونکہ زیادہ تعداد خزرجیوں کی تھی اس واسطے اغلبیت کا لحاظ کر کے خزرج ہی کا نام لیا) آپ کو معلوم ہے کہ قریش اور تمام عرب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سخت جانی دشمن اور خون کے پیاسے ہیں ہم نے اب تک اس کو دشمنوں سے اچھی طرح بچا رکھا ہے کچھ عرصہ سے یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اصرار کر رہے ہیں کہ وہ انصار کے پاس جانا چاہتے ہیں اور ان پر اعتماد کر کے مدینہ میں ان کے پاس ہمیشہ کے لئے سکونت اختیار کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں، اگر فی الواقع آپ ان کو اپنی حفاظت میں لینا چاہتے ہیں تو آپ ان کو مخالفوں سے بچانے کا اور ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں سربکف ہونے کا حتمی اقرار اور پکا عہد کریں اور اگر آپ

Marfat.com

صاحبان کا یہ جوش و خروش عارضی ہے، اور مدینہ میں جا کر ان کو تنہا چھوڑنے کا ارادہ ہے تو مہربانی کر کے آج ہی چھوڑ دیجئے۔ بفضلہٖ تعالیٰ یہ ہمارے پاس ہر طرح سے محفوظ اور کسی شخص کو اس کی طرف نظر اٹھانے کی جرأت بھی نہ ہوگی" انصارؓ نے جواب دیا:۔

"ہم آپ کا مدعا سمجھ گئے مہربانی کر کے آپ خاموش ہو جائیے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تقریر کرنے دیجئے" (حضورؐ سے خطاب کر کے) حضورؐ آپ آزادی سے اپنا مافی الضمیر ظاہر کیجئے، اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے جس طرح حکم دیا ہے، بلا پس و پیش بیان کیجئے"

مجاہدانہ کارروائیوں کے لئے اہم شرائط

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کا کچھ حصہ سنا کر خدا کا خوف دلاتے ہوئے اسلام پیش کر کے فرمایا "جس طرح تم اپنے بال بچوں کو اپنے دشمنوں سے بچاتے ہو اسی طرح مجھ کو میرے دشمنوں سے بچاؤ گیا تم اس شرط پر مجھ سے بیعت کرنے کو تیار ہو" حضرت براء بن معرور رضی انصارؓ نے عرض کیا "قسم ہے اُس ذات پاک کی جس نے آپ کو برحق نبیؐ بنا کر بھیجا ہے۔ ہم جس طرح اپنے بال بچوں کی حفاظت کرتے ہیں اُسی طرح آپ کو کفار سے بچائیں گے ہم میدان جنگ میں دشمنوں سے لڑنے کے لئے مشہور ہیں اور شمشیر زنی میں لاثانی ہیں یہ بہادری اور شجاعت ہم کو وراثت میں ملی ہے"

ابوالہیثم بن تیہان نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا "حضورؐ کافروں سے ہمارے معاہدے اور صلحنامے ہو چکے ہیں صرف آپ کے خاطر ہم کو یہ سب اقرار نامے پھاڑنے پڑینگے اور آپ کی حفاظت کے لئے سر بکف ہو کر میدان جنگ میں آجائیں گے۔ اور جب آپ کے دشمن زیر ہو جائیں اور آپ کو فتح عظیم حاصل ہو جائے تو کیا آپ اُس وقت ہم کو چھوڑ کر اپنی قوم (قریش) میں واپس چلے جائیں گے"

یہ سُن کر حضورؐ نے تبسم فرمایا ___ کہا "زندگی اور موت تمہارے ساتھ ہے جس سے تم جنگ کرو، میں بھی اُس سے جنگ کروں گا اور جس سے صلح کرو گے اُس سے میری بھی صلح ہے"

دوسری روایت میں ہے: جب ہم جمع ہو گئے تو ہم نے عرض کیا "حضورؐ کن شرطوں پر ہم آپ سے بیعت کریں" حضورؐ نے فرمایا "ان شرائط پر (۱) تم ہر حالت میں خوش ہو یا غم، میرا حکم مانو گے میری اطاعت بجا لاؤ گے (۲) ہر حالت میں تنگی ہو یا خوش حالی تم کو میرے لئے اپنا مال خرچ کرنا ہو گا (۳) لوگوں کو نیک کام کرنے کا حکم دو گے، بُرے کاموں سے روکو گے۔ (۴) حق بات پہنچانے میں کسی کا لحاظ نہ کرو گے (۵) ہر حال میں تم میری مدد کرو گے۔ جب میں تمہارے پاس چلا آؤں تم میری اُسی طرح حفاظت کرو گے جس طرح تم اپنی

Marfat.com

عورتوں اور بال بچوں کی حفاظت کرتے ہو اگر تم نے یہ شرطیں پوری کر دیں تو معاوضہ میں جنت ملیگی، جس طرح حواریوں نے حضرت عیسیٰ ؑ کو اپنی قوم کے بارہ اشخاص ضمانت میں پیش کئے تھے۔ اسی طرح تم بھی اپنی قوم کے بارہ نقیب، (سرگردہ اور ممتاز افراد) پیش کرو"

انصار نے اُسی وقت نو نقیب (افسر) خزرج اور تین نقیب اوس کے پیش کر دئے پھر بیعت کی کارروائی شروع ہوئی۔ عباس بن عبادہ نے اپنی قوم انصار سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا "تمہیں اس بیعت کی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہئے۔ اس بیعت کے نتائج یہ ہیں ساری دنیا کنفسِ واحدہ" تمہارے استیصال کے لئے طیار ہو جائیگی تمہارے مال لوٹ لئے جائیں گے تمہارے نوجوان قتل کر دئے جائینگے اور تمہاری عورتیں اور بچے قید کر لئے جائیں گے اگر تم نے اُس وقت حضور ؐ کو تن تنہا چھوڑ دیا اور ان کی امداد کرنے سے قاصر رہے تو پھر یاد رکھو دنیا و آخرت دونوں جگہ تمہاری رسوائی ہوگی ہاں اگر تم ہر طرح کے مصائب برداشت کرنے کے لئے طیار اور اپنی جان و مال کو حضور ؐ پر قربان کرنے کے لئے مستعد ہو تو پھر بخوشی یہ بیعت کرو؟

جنّت کا سودا

انصار نے بالاتفاق کہا "ہم ہر طرح کے مصائب برداشت کرنے کو طیار ہیں اگر ہم نے اپنے وعدہ کا ایفا کیا۔ تو پھر ہم کو معاوضہ میں کیا ملیگا" حضور ؐ نے فرمایا "جنت" یہ سنتے ہی انصار نے کہا "تو پھر اپنا ہاتھ بڑھائیے ہمیں یہ سودا منظور ہے" آپ نے ہاتھ بڑھایا، تمام انصار بیعت کے لئے جھک گئے سب سے پہلے حضرت براء ؓ بن معرور نے بیعت کی اس مجلس میں حضرت اسعد بن زرارہ سب سے چھوٹے تھے انہوں نے حضور ؐ کا ہاتھ پکڑ لیا کہا "اے اہل مدینہ! ہم اُسی وقت حضور ؐ کے پاس حاضر ہوتے جب ہمیں یقین ہو گیا کہ آپ اللہ کے رسول ؐ ہیں آج ان کو یہاں سے نکال کرنے جانا تمام عرب سے مقابلہ کرنا ہے ان لڑائیوں میں تمہاری قوم کے بہترین افراد اور بڑے بڑے افسر قتل ہوں گے" اور دشمن کی تلواریں تمہارا قتل عام کرینگی اگر تم یہ مصائب برداشت کرنے کو طیار ہو تو حضور ؐ سے بیعت کر لو۔ خدا تم کو اجر دے گا" اگر تم کو اپنی جانیں عزیز ہیں تو یہ بیعت نہ کرو خدا تمہارا یہ عذر قبول کر لیگا (کہ چونکہ ہم لاتناہی لڑائیوں کے مصائب برداشت کرنے کو طیار نہ تھے اس واسطے ہم نے بیعت نہ کی) قوم نے کہا "تم پرے ہٹ جاؤ ہم یہ بیعت نہیں چھوڑینگے اور یہ زریں موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دینگے" اس کے بعد ہم بیعت کرنے کھڑے ہوئے حضور ؐ ہم سے ایک ایک شرط منواتے آخر میں ہم سے وعدہ کرتے "اس کے معاوضہ میں خدا تم کو جنت دیگا"

تیسری روایت میں ہے۔ جب قوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے جمع ہوئی تو حضرت

Marfat.com

عباس بن عبادہ رضنے کہا "اے قوم خزرج! تمہیں معلوم ہے کہ تم کس لئے اس شخص سے بیعت کر رہے ہو"
قوم نے جواب دیا "ہمیں معلوم ہے" عباس بن عبادہ نے کہا "تم اس لئے بیعت کر رہے ہو کہ تم کو دنیا کی تمام سیاہ و سفید اقوام سے جنگ کرنی پڑے گی اگر تمہارا خیال ہے کہ جب لامتناہی لڑائیوں کا سلسلہ جاری ہوگا تمہارے سب مال ختم ہو جائیں گے اور تمہارے سب بڑے بڑے افسر قتل کر دئیے جائیں گے تم اس وقت حضورؐ کو دشمنوں کے حوالے کر دو گے تو تم اس وقت حضورؐ کو چھوڑ دو ورنہ دنیا و آخرت دو نو جگہ تمہاری رسوائی ہوگی اور اگر تمہارا خیال ہے کہ تم یہ سب مصائب پوری استقامت کے ساتھ برضا و خوشی برداشت کر لوگے اپنے مال ختم ہونے کی پرواہ نہ کرو گے۔ اور پلٹ کر نہ دیکھو گے کہ تمہارے سب بڑے بڑے افسر قتل ہو چکے ہیں تو پھر یہ بیعت قبول کر لو۔ تم کو دنیا و آخرت دو نو جگہ ثواب ملیگا" انصار نے کہا "ہمیں یہ بیعت منظور ہے" اگرچہ ہمارے سب مال جہاد میں خرچ ہو جائیں اور ہمارے تمام بڑے بڑے افسر قتل ہو جائیں حضورؐ اگر ہم نے ایسا کیا تو ہمیں کیا اجر ملیگا" حضورؐ نے فرمایا "جنّت" انصار نے کہا "پھر اپنا ہاتھ پھیلائیے ہم آپ سے یہ بیعت کرتے ہیں"

نقیب

حضورؐ نے فرمایا تم اپنے بارہ نقیب (افسر) دو جو اپنی قوم کی طرف سے پوری نمائندگی کریں۔
انصار نے حضورؐ کو انتخاب کا اختیار دیا حضرت جبرئیلؑ حضورؐ کو اشارہ کرتے جاتے کہ یہ نقیب چنو، نو نقیب خزرج کے اور تین نقیب اوس کے تھے۔

شیطان کو اعلانِ جنگ

جب یہ کارروائی ختم ہو چکی، تو ابلیس (شیطانوں کے بادشاہ) نے عقبہ کی چوٹی سے بلند آواز سے کہا "قریش! تمام انصار مسلمان ہو گئے اور تم سے جنگ کرنے کے لئے جمع ہو رہے ہیں" حضورؐ نے ارشاد فرمایا "اس آواز کا کچھ خیال نہ کرو یہ شیطان ہے تم سب مدینہ واپس چلے جاؤ" حضورؐ نے شیطان سے کہا "اے دشمن خدا! اب تیرے مقابلہ کے لئے فارغ ہو گیا ہوں" حضرت عباسؓ بن عبادہ نے عرض کیا "اگر آپ کا حکم ہو تو ہم ابھی اپنی تلواروں کے ساتھ قریش پر پل پڑیں" آپ نے فرمایا "ابھی مجھ کو جہاد کا حکم نہیں ہوا، تو اسی وقت مدینہ واپس چلے جاؤ"

Marfat.com

ایک نیک فال

حسب ارشاد ہم سب انصار عقبہ سے واپس ہو کر اپنی قیامگاہ میں چلے گئے اور بستروں پر دراز ہو گئے۔ صبح ہوتے ہی قریش کے افسر ہمارے پاس آئے کہا "ہم کو معلوم ہوا ہے کہ تم محمدؐ کو یہاں سے لے جانا چاہتے ہو اور ہمارے خلاف ہتھیار اُٹھانے کے لئے اس سے بیعت کر رہے ہو دنیا میں ہم سے زیادہ لڑنے میں کوئی بہادر قوم نہیں ہے اگر فی الواقع تم نے ایسی سازش کی ہے تو ہم میدان جنگ میں تم کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھدیں گے" ہمارے ساتھ مدینہ کے جو بت پرست تھے انہوں نے کھڑے ہو کر کہا "تم کو غلط اطلاع ملی ہے ہماری آنکھوں کے سامنے اس قسم کی کوئی کارروائی عمل میں نہیں آئی" ہم مسلمان ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے مشرکین مدینہ کے الفاظ سن کر قریش کو اطمینان ہو گیا اور واپس جانے لگے، حضرت کعبؓ بن مالک فرماتے ہیں قریش کے افسروں میں ایک نوجوان حرث بن ہشام تھا اس نے نئی جوتی پہن رکھی تھی میں نے اپنی قوم کے سردار ابو جابر عبد اللہ سے کہا "آپ بھی تو ہمارے سردار ہیں آپ کو اس قریشی نوجوان کی طرح اپنے پیروں میں نئی جوتیاں ڈالنی چاہئے" اس قریشی نوجوان نے میرے یہ الفاظ سن لئے اور اپنے پیروں سے جوتیاں نکال کر میری طرف پھینکدیں "لو یہ تم پہن لو" حضرت ابو جابرؓ نے مجھ سے کہا "تم ان کی جوتیاں واپس کرو" میں نے جواب دیا "میں اب تو واپس نہیں کروں گا" ابو جابرؓ نے فرمایا "اگر یہ فال صحیح نکلی تو میں ان سے اکا فروں سے ایمان کا ملک ضرور چھین لوں گا"

(تفسیر خازن ص۲۵۹ جلد ا تاریخ ابن کثیر صفحہ ۱۶۴ جلد ۳)

ایک اہم واقعہ

یہ سب انصار مدینہ واپس گئے اور علانیہ اپنے مسلمان ہونے کا اظہار کیا قوم میں کچھ لوگ بوڑھے تھے جو ابھی تک بت پرستی کرتے تھے، انہی میں عمرو بن جموح ہیں ان کا بیٹا معاذؓ بن عمرو مسلمان ہو گیا تھا اور عقبہ میں بھی شامل تھا۔ عمرو بن جموح اپنی قوم بنی سلمہ کا سردار تھا اس نے لکڑی کا ایک بت بنا رکھا تھا جیسا کہ دوسرے اشراف بنایا کرتے تھے اس بت کا نام مناۃ تھا جب بنی سلمہ کے نوجوان اور اس کا بیٹا معاذؓ اور معاذ بن جبل مسلمان ہو گئے۔ تو یہ شب کے آخری حصہ میں اس بت کو اٹھا کر ان گڑھوں میں ڈال دیا کرتے تھے۔ جہاں گندگی اور غلاظت پھینکتے ہیں، صبح کو اٹھ کر عمرو بن جموح کو بہت غصہ آتا اور گالیاں دیتا کہ کس کمبخت نے میرے معبود کی بے حرمتی کی ہے اس کو اٹھا کر لاتا اس کی غلاظت دور کرتا اور دھوتا دوسرے روز پھر ایسا ہی ہوا۔

یہ گالیاں دیتا۔ تیسرے دن پھر ایسا ہوا۔ جب بہت دفعہ ایسا ہوا

تو اس نے اپنی تلوار مناۃ کی گردن میں لٹکادی اور کہا" جب تیرے دشمن آئیں تو اس تلوار سے ان کی گردن اڑا دیجیو" اس شب کو یہ نوجوان آئے تلوار اٹھالی اور ایک مردار کتا اس کی گردن میں باندھ دیا پھر غلاظت والے گڑھے میں پھینکدیا اس نے مسلمانوں سے تذکرہ کیا انہوں نے اسے سمجھایا اور یہ بوڑھا مسلمان ہوگیا،

(تاریخ ابن کثیر صفحہ ۱۶۶ - جلد ۳)

قریش کی شرارت

حضرت براءؓ بن معرور اپنی قوم کے ساتھ بطن یاجج (مکہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر) کو چل پڑے قریش نے ان کا تعاقب کیا اور حضرت سعدؓ بن عبادہ کو پکڑ لیا ان کی سواری کے تنگ ستور کو کھول کر ان کے ہاتھ ان کی گردن سے باندھ دیئے اور مارنا شروع کیا ان کے بالوں کو پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے مکہ میں لے آئے مطعم بن عدی اور حرث بن حرب بن امیہ کو خبر پہنچی یہ دونو آئے اور ان کو چھڑایا۔ یہ دیکھ کر انصار نے شہر پر حملہ کرنا چاہا دفعۃً حضرت سعدؓ بن عبادہ رونما ہوئے اور سب انصار مدینہ چلے آئے۔

ہجرت کی ابتداء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" مدینہ دار الامن ہے۔ وہاں تمہارے مسلمان بھائی موجود ہیں سب مسلمان وہاں ہجرت کر جائیں" حضورؐ کا حکم سنتے ہی مسلمان آہستہ آہستہ ہجرت کرنے لگے، سب سے پہلے بیعت عقبہ سے ایک سال قبل حضرت ابو سلمہ بن عبد الاسد قریشی اور ان کی زوجۂ محترمہ حضرت ام سلمہ رضؓ نے ہجرت کے لئے قدم اٹھایا۔ حضرت ام سلمہ رضؓ فرماتی ہیں۔ جب میرے خاوند حضرت ابو سلمہ رضؓ نے ہجرت کا عزم کرلیا تو میری سواری کے لئے ایک اونٹ مہیا کیا میرا بچہ سلمہ میری گود میں تھا حضرت ابو سلمہ رضؓ نے میرے اونٹ کی نکیل پکڑی اور مدینہ کا رخ کیا جب میرے رشتہ داروں کو خبر ہوئی۔ تو وہ آئے اور حضرت ابو سلمہ رضؓ سے کہا،" تو ہماری بیٹی کو اپنے ہمراہ نہیں لے جا سکتا" یہ کہہ کر ان کے ہاتھ سے نکیل چھین لی۔ اور مجھے واپس لے آئے۔ اس کے بعد میرے خاوند کے رشتہ داروں کو غصہ آیا اور میری گود سے میرا بچہ چھین لیا۔ میرا بچہ میرے خاوند کے رشتہ دار لے گئے اور مجھے میرے رشتہ داروں نے اپنے گھر میں قید کردیا حضرت ابو سلمہ رضؓ مدینہ چلے گئے۔ اب غم کے مارے میرا برا حال تھا۔ میں ہر روز صبح کے وقت اپنے مکان سے نکل کر اس جگہ (ابطح) چلی آتی جہاں مجھے میرے خاوند سے علیحدہ کیا گیا تھا یہاں بیٹھ جاتی اور شام تک روتی تھی، تقریباً ایک سال میرا یہی حال رہا، حتی کہ ایک روز

میرے چچازاد بھائیوں کے رشتہ داروں میں سے ایک وہاں سے گزرا۔ مجھے روتا دیکھ کر اُسے ترس آیا اُس نے میرے رشتہ داروں کو سمجھایا "تم اس مسکین عورت پر رحم کرو۔ تم نے اس کا بچہ چھینا اور اس کے خاوند کو یہاں سے نکال دیا" اس کے سمجھانے سے میرے رشتہ داروں کو مجھ پر رحم آیا۔ مجھ سے کہا "اگر تو اپنے خاوند کے پاس جانا چاہتی ہے تو ہماری طرف سے اجازت ہے" یہ سن کر میرے خاوند کے رشتہ داروں نے میرا بچہ میرے حوالے کر دیا۔ میں اپنے اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ روانہ ہوئی کوئی متنفس میرے ہمراہ نہ تھا۔ تن تنہا اتنے دور دراز سفر کے لئے چل پڑی۔ جب تنعیم پہنچی۔ تو عثمانؓ بن طلحہ ملے یہ کعبہ کے کلید بردار ہیں۔ واقعہ حدیبیہ کے بعد مسلمان ہو گئے۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا "تم اس وقت تن تنہا کہاں جا رہی ہو" میں نے جواب دیا "مدینہ کو اپنے خاوند حضرت ابو سلمہؓ کے پاس" اس نے کہا "تمہارے ہمراہ کوئی شخص نہیں" میں نے کہا "میرا بچہ اور خدا کے سوا کوئی شخص میرے ہمراہ نہیں" اس نے کہا "تم جیسی شریف خاتون کو اس طرح جنگل میں تن تنہا نہیں چھوڑنا چاہیئے" یہ کہ کر میرے اونٹ کی نکیل پکڑلی اور کھینچ کر آگے چلے جب کسی منزل میں اُترتے تو اونٹ کو بٹھا دیتے اور دور کھڑے ہو جاتے۔ جب میں اونٹ سے اُتر جاتی۔ یہ اُونٹ کو دور لے جا کر اس کا رخت و سامان اُتارتے اور اونٹ کسی درخت سے باندھ دیتے۔ اور اُسی درخت کے نیچے لیٹ جاتے جب کوچ کا وقت آتا اونٹ پر سامان لاد کر میرے پاس لاتے اُسے بٹھاتے دور کھڑے ہو جاتے مجھے کہتے "سوار ہو جاؤ" جب میں اُونٹ پر سوار ہو جاتی اونٹ کی نکیل پکڑ کر اس کو کھینچ کر لے چلتے۔ بخدا میں نے اپنی تمام عمر میں اس سے زیادہ شریف کسی رفیق سفر کو نہیں دیکھا حتیٰ کہ ہم مدینہ کی حدود میں داخل ہو گئے جب قُباؔ[1] میں بنی عمرو بن عوف کی بستی

---

[1] قبا مدینہ سے دو میل کے فاصلہ پر مشہور بستی ہے یہاں سب سے پہلے انصار نے مسجد بنائی حضورؐ جب مکہ سے ہجرت کر کے آئے تو اس مسجد میں سلمانوں کو نماز پڑھاتے تھے اس بستی میں حضورؐ نے دوشنبہ سے پنجشنبہ تک قیام کیا پھر جمعہ کو مدینہ روانہ ہوئے۔ اور بنو سالم بن عوف کی مسجد میں جمعہ پڑھایا۔ فرغانہ کے نواح میں شاش کے قریب ایک بڑا شہر قبا[ن] کے نام سے ہے۔ یہاں ہر فن کے ماہر بڑے بڑے عالم گزرے ہیں ابراہیم بن علی ابو اسحٰق قبائی صوفیہ کے شیخ اسی شہر کی طرف منسوب ہیں۔ ان کا بڑا درس قرآن تھا ہر وقت خاموش رہتے بہت اچھے اخلاق رکھتے تھے ورار النہر میں پیدا ہوئے تھے بچپن میں علم حاصل کرنے نکلے خراسان، عراق، حجاز کا سفر کیا۔ پھر شہر صور میں مستقل رہائش اختیار کرلی۔ چالیس برس سکونت رکھی۔ سن ولادت ۳۹۵ھ اور سن وفات ۴۷۱ھ ہے بڑے محدث تھے۔ (معجم البلدان باب القاف والباء وبالیہما)

نظر آئی تو مجھ سے کہا "تمہارا خاوند اسی بستی میں ہے۔ اللہ کا نام لے کر اس بستی میں داخل ہو جاؤ" یہ کہہ کر خود مکہ واپس آ گئے؛ حضرت ام سلمہ رض فرماتی ہیں "میرے علم میں جتنے مصائب ابو سلمہ رض کے گھر والوں کو اسلام کی راہ میں اٹھانے پڑے ہیں کسی مسلمان گھرانے کو اتنے مصائب سے واسطہ نہیں پڑا" حضرت ابو سلمہ رض کے بعد حضرت عامر رض بن ربیعہ رض ... مع اپنی اہلیہ لیلیٰ بنت ابی حثمہ حضرت عبداللہ بن جحش مع اپنے بھائی حضرت ابو احمد مع اپنے کل گھرانے مدینہ کو ہجرت کر گئے۔ حضرت ابو احمد نابینا تھے۔ یہ ابو سفیان بن حرب کے داماد ہیں ان کی والدہ کا نام امیمہ ہے۔ جو حضور کے دادا عبدالمطلب کی بیٹی ہیں، چونکہ سارا گھرانہ ہجرت کر گیا تھا اس واسطے حویلی کا دروازہ بند تھا ایک روز عتبہ بن ربیعہ، عباس بن عبدالمطلب اور ابو جہل بن ہشام وہاں سے گزرے۔ عتبہ نے جب حویلی کو خالی دیکھا تو ایک لمبا سانس بھرا اور غمگین لہجہ میں یہ شعر پڑھا۔

وکل دار وان طالت سلامتها یوماً ستدرکها النکباء والحوب

"اگرچہ حویلی بہت عرصے سلامت ہے آخر ایک روز اس کو ضعف اور زوال دیکھنا پڑے گا"

پھر اس نے کہا "یہ حویلی اپنے رہنے والوں سے خالی ہو گئی" ابو جہل نے کہا "تم کیوں اس کا نوحہ کر رہے ہو" پھر ابو جہل نے عباس سے خطاب کیا "یہ سب تمہارے بھتیجے کی کرتوت ہیں، اسی نے ہمارے شیرازہ کو منتشر کیا ہے اور ہم کو قطع و برید کر کے رکھ دیا" اس حویلی کے کل رہنے والوں کے نام یہ ہیں، اور حضرت عبداللہ رض بن جحش ان سب کو اپنے ہمراہ مدینہ لے گئے عبداللہ[1] بن جحش، ابو احمد[2]، عکاشہ بن محصن[3]، شجاع[4]۔ عقبہ[5] (یہ دونوں وہب کے بیٹے ہیں) اربد[6] بن حمیرہ۔ منقذ[7] بن نباتہ۔ سعید[8] بن رقیش، محرز[9] بن نضلہ۔ زید[10] بن رقیش، قیس[11] بن جابر۔ عمرو[12] بن محصن۔ مالک[13] بن عمرو، صفوان[14] بن عمرو۔ ثقف[15] بن عمرو۔ ربیعہ[16] بن اکثم۔ زبیر[17] بن عبیدہ۔ تمام[18] بن عبیدہ۔ سخبرہ[19] بن عبیدہ۔ محمد[20] بن عبداللہ بن جحش، زینب[21] بنت جحش، حمنہ[22] بنت جحش، ام حبیب[23] بنت جحش، جدامہ[24] بنت جندل۔ ام قیس[25] بنت محصن۔ ام حبیب[26] بنت ثمامہ۔ سخیرہ[27] بنت تمیم، آمنہ[28] بنت رقیش، یہ سارا گھرانہ اور حضرت ابو سلمہ رض و عامر رض بن ربیعہ قبا میں حضرت مبشر رض بن عبدالمنذر کے پاس ٹھیرے۔

عیاش کا واقعہ

حضرت عمر رض بن الخطاب فرماتے، عیاش بن ربیعہ، ہشام بن عاص اور میں ہم تینوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا۔ آپس میں قول و اقرار کیا کہ ہمیں صبح اٹھتے ہی مقام اضاءت بنی غفار میں پہنچ جانا چاہیے جو شخص صبح کو وہاں نہ پہنچ سکا گرفتار ہو جائے گا۔ میں اور عیاش وقت پر وہاں پہنچ گئے ہشام گرفتار ہو گیا۔

Marfat.com

ہم مدینہ میں آکر قبا وہیں بنو عمرو بن عوف کی حویلی میں مقیم ہوئے ابوجہل بن ہشام اور حارث بن ہشام عیاش کے تعاقب میں نکلے۔ یہ دونوں عیاش کے سوتیلے اور چچا زاد بھائی تھے یہ دونوں مدینہ پہنچے اور عیاش سے کہا "تمہاری والدہ کی بُری حالت ہے اس نے عہد کیا ہے کہ جب تک وہ تم کو نہ دیکھ لیگی نہ اپنے بال دھوئیگی اور نہ سایہ میں بیٹھیگی تم اس بڑھیا پر رحم کرو" یہ حال سُن کر عیاش کو اپنی والدہ پر ترس آیا اور مکہ جانے کا ارادہ کیا میں نے کہا "یہ دھوکہ ہے یہ اس بہانہ سے تم کو یہاں سے لے جانا چاہتے ہیں" اور تم کو قید کر دیں گے، تم ان کے دھوکہ میں نہ آؤ۔ جب تمہاری والدہ کے سر میں جوئیں پڑینگی وہ خود بخود کنگھی کر کے غسل کرے گی، اور جب مکہ کی دھوپ اُسے ستائیگی سایہ میں آکر بیٹھ جائیگی" عیاش نے کہا "مجھے جانے دو میرا وہاں مال ہے وہ بھی لیتا آؤں گا" میں نے کہا "تم کو معلوم ہے کہ میں قریش میں سب سے زیادہ مالدار ہوں، تم میرا نصف مال لے لو اور ان کے ہمراہ نہ جاؤ" اُس نے جانے پر اصرار کیا میں نے کہا "اگر تم جانے پر اصرار کر رہے ہو تو میری یہ اونٹنی لے جاؤ یہ بہت تیز رفتار ہے اس پر سوار ہو جاؤ جب تم کو راستہ میں خطرہ لاحق ہو اور تم دیکھو کہ یہ تمہارے ساتھ دھوکہ کرنا چاہتے ہیں تو یہ اُونٹنی تم کو بچا کر لے آئیگی" عیاش میری اونٹنی پر سوار ہو گیا راستہ میں ابوجہل نے کہا "بھائی صاحب تمہاری اونٹنی نے ہمارے اُونٹ تھکا دئے ہیں، تم مجھ کو اپنے پیچھے سوار کر لو" عیاش نے کہا "اچھا" یہ کہہ کر اپنی اونٹنی بٹھائی، دونوں نے بھی اپنے اونٹ بٹھائے۔ جب عیاش اپنی اونٹنی سے نیچے اُترا دونوں نے اس کو رسیوں سے مضبوط باندھ دیا اور اس کو مکہ لے گئے، اور فتنہ میں مبتلا کیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پھر ولید بن مغیرہ نے خفیہ طور پر ان کو مکہ سے نکالا اور دونوں عیاش بن ربیعہ و ہشام بن عاص) کو اپنے اونٹ پر سوار کیا اور خود پیادہ پا چل کر ان کو مدینہ میں لایا۔

حضرت صہیب رضؓ

جب حضرت صہیبؓ رومی نے ہجرت کا ارادہ کیا تو قریش نے کہا "جب تو مکہ میں آیا تو فقیر تھا اب تو مالدار ہو گیا ہے تو یہ سب مال مدینہ لے جانا چاہتا ہے ہم یہ مال نہیں لے جانے دیں گے" حضرت صہیبؓ نے فرمایا "اگر میں اپنا یہ سب مال تمہارے حوالہ کر دوں تو پھر مجھے جانے دو گے، قریش نے کہا "ہاں" حضرت صہیبؓ نے سب مال ان کے حوالہ کیا اور خود مدینہ روانہ ہو گئے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا۔ تو فرمایا "صہیب نے نفع کیا یا صہیبؓ نے فائدہ اٹھایا"

(تاریخ ابن کثیر صفحات ۱۶۸ تا ۱۷۳ جلد ۳)

Marfat.com

حضورؐ کو قتل کرنے کی سازش

اس کے بعد آہستہ آہستہ سب مسلمان مدینہ کو روانہ ہو گئے اب مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکرؓ اور حضرت علیؓ کے سوا اور کوئی مسلمان باقی نہ رہا صرف وہ مسلمان رہ گئے جن کو اُن کے رشتہ داروں نے مکہ میں قید کر رکھا تھا حضورؐ اور حضرت ابو بکرؓ نے اپنی طیاری مکمل کر لی تھی، کہ کب ہجرت کا اذن ہوتا ہے۔ جب کفار نے دیکھا کہ مسلمان اپنے بال بچوں عورتوں اور اپنے مال جمع کر کے مدینہ جا رہے ہیں اور مضبوط مرکز میں جمع ہو رہے ہیں اور انصار بڑی بہادر اور شجاع قوم ہے تو ان کو ڈر ہوا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے اور ان کے پاس جا پہنچے تو پھر مسلمانوں کا مقابلہ کرنا ہمارے لئے مشکل ہو گا اس پر غور کرنے اور اس کے متعلق باہم مشورہ کرنے کے لئے قریش کے سرکردہ اشخاص اور افسران اعلیٰ دار الندوہ میں جمع ہوئے قریش کا کوئی ذی رائے اس مجلس شوریٰ سے غیر حاضر نہ تھا یہ جلسہ ابلیس کی صدارت میں ہوا۔ جو ایک بوڑھے نجدی کی شکل میں بیٹھا ہوا تھا سرکردہ اشخاص کے نام یہ ہیں:-

عتبہ } یہ دونو ربیعہ کے	طعیمہ بن عدی	امیہ بن خلف
شیبہ } بیٹے ہیں۔	نضر بن حرث	حکیم بن حزام۔
ابو جہل	ابو البختری بن ہشام	شیبہ } یہ دونو حجاج کے بیٹے ہیں
ابو سفیان	زمعہ بن اسود	منبہہ }

ابلیس (شیطانوں کا بادشاہ) ایک بوڑھے کی صورت میں آیا قریش نے پوچھا تم کون ہو اس نے جواب دیا، "میں نجد کا نمائندہ ہوں مجھ کو تمہارے اجتماع کے متعلق خبر ملی تھی، اس واسطے میں نے اس مجلس میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا تاکہ میں تم کو صحیح رائے اور اچھا مشورہ دوں" قریش نے کہا "اچھا اندر آ جاؤ" جلسہ کا آغاز ہوا۔ ابو البختری نے کہا "میری رائے ہے کہ تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایک کوٹھڑی میں بند کر دو اس کو بیڑیوں میں باندھ دو روشندان میں سے پانی اور روٹی پھینک دو، حتیٰ کہ وہ اسی طرح گھٹ گھٹ کر ختم ہو جائے" بڈھا نجدی بول اٹھا "یہ رائے غیر صحیح ہے، اس لئے کہ جس وقت مسلمانوں کو اس کے قید ہونے کی خبر ملے گی تو وہ فوراً مقابلہ کر کے اس کو تم سے چھین لیں گے" سب نے کہا "شیخ نجدی ٹھیک کہتا ہے" ہشام بن عمرو نے کھڑے ہو کر رائے دی "یہ میرا خیال ہے کہ تم اس کو ایک اونٹ پر بٹھا کر اپنے شہر سے نکال دو۔ جس وقت یہ تمہاری نظروں سے غائب ہو جائے گا تم اس سے مطمئن ہو جاؤ گے اس کے بعد یہ تم کو کسی

Marfat.com

طرح سے ضرر نہیں پہنچا سکیگا تمہاری بلا سے یہ کہیں جائے" نجدی بوڑھے نے کہا " یہ مشورہ بھی ٹھیک نہیں اگر تم اس کو یہاں سے نکال دوگے تو یہ دوسری قوموں کو اپنی طرف مائل کر کے تم سے انتقام لیگا تم اس کی فصاحت شیریں گفتگو اور طلاقت لسانی سے بخوبی واقف ہو یہ شخص دوسرے کے دل پر فوراً قبضہ کر لیتا ہے اس وقت یہ لشکر جرار لا کر تم کو تمہارے وطن سے خارج کر دے گا" سب بول اٹھے "شیخ نجدی درست کہتا ہے" اس کے بعد ابو جہل نے کہا " میں ایک صحیح رائے پیش کرتا ہوں قریش کے ہر خاندان سے ایک ایک نوجوان اور سب کے ہاتھوں میں ایک ایک تلوار دو پھر یہ سب نوجوان ملکر ایک ہی وار میں اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں ایسا کرنے سے اس کے رشتہ داروں کے ہوش اُڑ جائینگے پھر تم سب مل کر اس کی دیت (معاوضہ قتل) بصورت زر ادا کر دینا" شیخ نجدی چلا کر بولا " اس نوجوان نے بالکل صحیح رائے پیش کی ہے اس پر عمل ہونا چاہیے" بالاتفاق یہ تجویز منظور ہوئی اور اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے سب منتشر ہو گئے۔ حضرت جبرئیل؏ فوراً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اس سازش سے مطلع کیا حکم دیا " آج رات کو تم اپنے بستر سے غائب رہنا" پھر خدا نے آپ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا"

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عین دوپہر کے وقت اپنے منہ پر ڈھاٹا باندھے حضرت ابوبکرؓ کے مکان پر پہنچے، حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا " میرے ماں باپ آپ پر قربان حضور اس وقت کبھی میرے مکان پر تشریف نہیں لائے آج کوئی اہم کام ہوگا جس کے لئے حضورؐ اس غیر معمولی وقت میں تشریف لائے ہیں" حضورؐ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی حضرت صدیقؓ نے اجازت دی اور حضور داخل ہوئے فرمایا "سب کو گھر سے نکال دو" حضرت صدیقؓ نے عرض کیا " حضورؐ صرف آپ کی اہلیہ گھر میں ہیں، دوسرا کوئی نہیں، حضورؐ نے فرمایا "خدا نے مجھے ہجرت کی اجازت مرحمت فرمادی ہے" حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا " حضورؐ کیا مجھے بھی رفیقِ سفر بننے کی سعادت حاصل ہوگی" فرمایا " ہاں" عرض کیا " میرے ماں باپ آپ پر قربان میری ان دو سواریوں میں سے ایک سواری لے لیجئے" فرمایا " قیمت کے ساتھ لونگا" اس کے بعد حضورؐ اپنے مکان میں تشریف لائے۔ قریش نے مکان کا محاصرہ کر لیا، دروازہ کے شگاف سے جھانکتے رہے۔ اور انتظار کرتے رہے کہ کب باہر نکلتے ہیں اور کونسا بدبخت سب سے پہلے اپنا وار کرتا ہے۔

حضورؐ نے حضرت علی رضؓ کو حکم دیا " آج رات کو تم میرے بستر پر میری چادر تان کر بے فکر ہو کر سو جانا دشمن تم کو قتل کرنے پر قادر نہ ہو سکیگا" حضورؐ نے زمین سے مٹی کی ایک مٹھی بھری کافروں کے سروں پر یہ خاک پھینکتے ہوئے اور یہ آیت پڑھتے ہوئے باہر نکل گئے۔

اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِہِمْ اَغْلٰلًا ہم نے ان کی گردنوں میں بھاری طوق ڈال دئے ہیں

Marfat.com

فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُقْمَحُونَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ

اور وہ ٹھوڑیوں تک پھنسے ہوئے ہیں اور ان کے سر اُونچے ہو گئے ہیں۔ وہ اس واسطے ان کو رستہ دکھائی ہی نہیں دیتا۔ اور ہم نے ایک دیوار اُن کے آگے اور ایک دیوار اُن کے پیچھے بنائی۔ اور اوپر سے ان کو ڈھانپ دیا پس یہ دیکھ ہی نہیں سکتے۔

حضور سیدھے حضرت ابو بکرؓ کے گھر پر آئے۔ اور دونوں رات کو مکان کے روشن دان سے باہر نکل گئے۔

ہجرت کا مفصل بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں :۔ جس وقت مجھ کو ہوش آیا تو میرے ماں باپ مسلمان ہو چکے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ صبح و شام ہمارے گھر پر تشریف لاتے تھے۔

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا تو سب مسلمان طیاریوں میں مصروف ہو گئے، میرے والد ماجد بھی طیاری کرنے لگے، حضورؐ نے فرمایا جلدی نہ کرو امید ہے کہ مجھ کو بھی خدا کی طرف سے ہجرت کی اجازت حاصل ہو گی" والد نے عرض کیا " میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا آپ کو اس کی اُمید ہے" فرمایا " ہاں" یہ سُن کر میرے والد نے طیاری ملتوی کر دی اور حضورؐ کی رفاقت کے منتظر رہے، والد کے پاس دو سواریاں تھیں ہجرت کے لئے چار ماہ سے ان کو خوب موٹا تازہ کر رہے تھے، جب حضورؐ ایک دن دوپہر کے قریب ہمارے مکان پر آئے تو خوشخبری سنائی ہجرت کی اجازت مل گئی ہے ہم نے اسی وقت دونوں کے لئے سفر کا ضروری سامان باندھا اور ایک تھیلی میں زادِ راہ (سفر کا کھانا) بھر دیا اُس کا منہ بند کرنے کے لئے سردست کوئی چیز نہ تھی، حضرت اسماء رضہ (ہمشیرہ) نے اپنا ازار بند توڑ کر اس کا منہ بند کر دیا۔ اس واسطے میری ہمشیرہ کا نام ذات النطاقین (ازار بند والی) پڑ گیا۔

جب حضورؐ محاصرہ کے وقت اپنے مکان سے نکل گئے تو ایک شخص آیا تو قریش کے نوجوانوں کو حضورؐ کے دروازہ پر کھڑے ہوئے دیکھ کر دریافت کیا "کس کا انتظار کر رہے ہو" کہنے لگے "محمد کا" اُس نے کہا "تم سب بڑے بدبخت ہو وہ تمہارے سروں پر مٹی پھینکتا ہوا باہر نکل گیا ہے" انہوں نے کہا "ہم نے نہیں دیکھا" یہ کہنے کے بعد اپنے سروں سے مٹی جھاڑنے لگے، اس واقعہ کی طرف اللہ تعالےٰ اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے :۔

Marfat.com

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یاد کر اس وقت کو جبکہ یہ کافر تم سے مکر کرنا چاہتے تھے تاکہ تم کو گرفتار کرلیں یا تم کو جلا وطن کردیں یا تم کو قتل کردیں یہ کافر اپنا داؤ کر رہے تھے اور اللہ اپنا داؤ کر رہا تھا اور اللہ سب داؤ کرنے والوں سے بہتر داؤ کرنے والا ہے۔

محاصرہ کرنے والوں کے نام یہ ہیں :-

ابوجہل	نضر بن حارث	ابولہب
حکم بن عاص	امیہ بن خلف	ابی بن خلف
عقبہ بن ابی مُعیط	زمعہ بن اسود	نبیہ } دونوں حجاج کے
	طعیمہ بن عدی	منبہ } بیٹے ہیں۔

صبح کو حضرت علی رض بستر سے اُٹھے۔ ان کافروں نے حضور کے متعلق سوال کیا حضرت علی رض نے جواب دیا "مجھے علم نہیں"۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رض غار ثور میں داخل ہوئے مکڑی نے دروازہ پر جالا تان دیا۔ اب کافروں نے حضور کا تعاقب کیا۔ اور آپ کو گرفتار کرنے کے لئے سوار دوڑائے جب غار پر پہنچے تو مکڑی کا جالا دیکھا کہنے لگے "اگر اس میں داخل ہوتا تو یہ مکڑی کا جالا نہ ہوتا" صحیحین میں ہے "حضرت ابوبکر رض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ اگر ان میں سے کسی نے اپنے قدموں کی طرف دیکھا تو یقیناً وہ ہمیں دیکھ لیگا حضور نے جواب دیا۔

یا ابا بکر ما ظنک باثنین اللہ ثالثھما اے ابوبکر کیا خیال ہے تمہارا ان دو اشخاص سے متعلق جن کا تیسرا خدا ہے مت غم کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے لا تحزن فان اللہ معنا۔

حضور اور حضرت ابوبکر رض دشمنوں کی باتیں سن رہے تھے لیکن اللہ تعالٰے نے ان کو حضور اور آپ کے ساتھی سے اندھا کر رکھا تھا۔

حضرت صدیق رض کی اعلٰی خدمات

ایک روز حضرت عمر رض فاروق کے سامنے حضرت صدیق رض کا تذکرہ ہوا۔ حضرت عمر رض نے فرمایا۔ کاش میری تمام عمر کے عمل حضرت صدیق رض کے صرف ایک دن اور ایک رات کے عمل کے برابر ہوجائیں وہ رات یہ ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق رض کے ساتھ غار ثور پر گئے تو دونوں غار

کے مُنہ پر پہنچے، حضرت صدیق رضؓ نے عرض کیا۔ "حضورؐ ابھی آپ اس میں داخل نہ ہوں پہلے میں داخل ہوتا ہوں، اگر اس میں کوئی زہریلا جانور ہوگا تو وہ مجھ کو کاٹ لیگا آپ محفوظ رہینگے" حضرت صدیق رضؓ اُس کے اندر گھسے اور اُسے صاف کیا سب سوراخ اپنی تہبند پھاڑ پھاڑ کر بند کر دیئے کپڑا سب ختم ہو چکا تھا ابھی دو سوراخ باقی تھے اُن کے منہ پر اپنے دونو قدم رکھ دیئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا" حضورؐ اب اندر تشریف لے آیئے" حضورؐ اندر تشریف لے گئے۔ اور اپنا سر مبارک حضرت صدیق رضؓ کی گود میں رکھ کر اطمینان سے سو گئے۔ اُس بل میں سے کسی زہریلے جانور نے حضرت صدیق رضؓ کے پیر میں کاٹا تکلیف ہوئی مگر حرکت نہ کی اس وجہ سے کہ حضورؐ کی نیند میں فرق نہ آئے درد کی وجہ سے آنسو حضورؐ کے چہرے مبارک پر گرے حضورؐ کی آنکھ کھل گئی پوچھا "ابوبکر رضؓ کیا ہوا" عرض کیا "میرے ماں باپ آپ پر قربان کسی زہریلے جانور نے کاٹا ہے" حضورؐ نے اپنا لعاب دھوک، حضرت صدیق رضؓ کے پیر پر لگا دیا درد فوراً جاتا رہا لیکن حضرت صدیق رضؓ کی موت کا باعث یہی زہر تھا۔

وہ دن یہ ہے جب یہ دونو غار کی طرف جا رہے تھے تو حضرت صدیق رضؓ کبھی حضورؐ کے آگے چلتے اور کبھی پیچھے چلتے تھے حضورؐ نے فرمایا "ابوبکر رضؓ تم ایسا کیوں کرتے ہو؟" عرض کیا "جب مجھ کو یہ خیال آتا ہے کہ شاید دشمن پیچھے سے آ جائے تو میں آپ کو بچانے کے لئے پیچھے چلنے لگتا ہوں اور جب مجھے یہ خیال آتا ہے کہ شاید دشمن آگے سے آ جائے تو میں آپ کو اس سے بچانے کے لئے آگے چلنے لگتا ہوں" حضورؐ نے فرمایا "ابوبکر تمہاری نظر میں مجھ سے بڑھ کر کوئی قیمتی چیز نہیں" عرض کیا "جی ہاں" نیز یہ بھی عرض کیا" اگر میں قتل ہو گیا تو کوئی حرج نہیں صرف ایک مسلمان ہی قتل ہوگا اور اگر خدا نخواستہ آپ قتل ہو گئے تو ساری اُمت ختم ہو جائیگی" (تفسیر خازن صفحہ ۲۲۴ جلد ۲ - زادالمعاد صفحہ ۲۱۸ جزو اوّل)

اس کے بعد یہ دونو تین دن اسی غار میں چھپے رہے، مکہ سے روانہ ہونے سے پہلے دونو نے عبداللہ بن اریقط لیثی کو اُجرت پر رہنما مقرر کیا تھا کیونکہ یہ راستہ کا بڑا ماہر تھا باوجودیکہ یہ مسلمان نہیں تھا لیکن دونو کو اس پر اعتماد تھا اور اپنی دونو سواریاں اس کے حوالہ کر دی تھیں اس کو یہ کہہ دیا تھا" تین روز بعد دونو سواریاں لے کر غارِ ثور پر آ جانا"

تین روز بعد قریش کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا اور عبداللہ بن اریقط دونو سواریاں لے آئے۔

حضرت عامرؓ بن فہیرہ (حضرت صدیق رضؓ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابوبکر رضؓ کی بکریاں چراتے تھے۔ دن بھر مکہ میں کافروں کی باتیں سُن کر شام کو غار میں آ کر سُنا دیا کرتے تھے دونو بکریوں کا دودھ پیتے پھر سحری کے وقت حضرت عامر رضؓ بکریاں لے کر چلے جاتے۔

Marfat.com

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں " روانگی کے وقت ہم نے سامان سفر کی اچھی طرح طیاری کر دی تھی اور زاد راہ ایک تھیلے میں بھر دیا تھا حضرت اسماء رضؓ نے اپنا کمر بند توڑ کر ایک قطعہ سے تھیلے کا منہ بند کیا دوسرے قطعہ سے مشک کا منہ باندھا اس واسطے ان کا لقب ذات النطاقین پڑ گیا جب غار سے کوچ کرنے لگے تو حضرت ابوبکر رضؓ نے حضرت عامرؓ بن فہیرہ کو اپنا ردیف بنالیا (سواری پر پیچھے بیٹھنے والے کو ردیف کہتے ہیں) رہنما (عبداللہ بن اریقط) آگے چلتا تھا اللہ تعالیٰ دونوں کی حفاظت کر رہا تھا۔ خدا کا فضل دونوں سواریوں کو شامل حال تھا۔

حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں " جس دن دوپہر کو حضور ہمارے مکان پر آئے تھے اور اباجان نے دریافت کیا۔ کیا مجھے بھی سفر میں رفاقت حاصل ہوگی اور حضورؐ نے جواب دیا " ہاں " تو خوشی کے مارے اباجان کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ اور اباجان نے اسی وقت عبداللہ بن اریقط کو دونوں سواریاں حوالہ کر دیں کہ تیسرے روز ان کو غار ثور پر لے آنا۔

جب حضور کافروں کے محاصرہ سے صاف بچکر نکل آئے تو یہ کافر حضرت ابوبکر رضؓ کے مکان پر آئے حضرت اسماء رضؓ سے دریافت کیا " تیرا باپ کہاں ہے " حضرت اسماء رضؓ نے جواب دیا " مجھے علم نہیں " ابوجہل نے بڑے زور سے ان کے رخسارے پر طمانچہ رسید کیا اور کانوں سے بالی گر پڑی حضرت ابوبکر رضؓ نے اپنے چھوٹے بیٹے عبداللہ کو حکم دیا " تم دن بھر کافروں کی خبریں فراہم کر کے شام کو ہمیں اس غار میں آکر سنا جانا " اپنے غلام عامرؓ بن فہیرہ کو حکم دیا " تم دن بھر بکریاں چرانے کے بعد شام کو یہ بکریاں غار میں لے آنا " جب حضرت عامر رضؓ شام کو بکریاں لاتے دونوں بکریوں کا دودھ پیتے اور ایک بکری ذبح کر لیتے تھے حضرت اسماء رضؓ دونوں کا کھانا طیار کر کے اس غار میں پہنچا دیا کرتیں جب صبح کو عامر وہاں سے بکریاں لے کر چلتے تو حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضؓ کے قدم بکریوں کے قدموں سے مٹا دیتے تھے۔

حضور اور حضرت ابوبکر رضؓ مکہ سے غار کی طرف جا رہے تھے جب حضورؐ راستہ میں تھک جاتے تو حضرت ابوبکر رضؓ آپ کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیتے تھے۔

گرفتار کرنے والا مطیع ہو جاتا ہے

المختصر تیسرے روز علی الصبح غار ثور سے روانہ ہوئے۔ رہنما ساحل سمندر کے کنارے کنارے ان کو لے جا رہا تھا قریش نے اعلان کیا " جو شخص ان دونوں کو گرفتار کر کے لائیگا اسے دو سو اونٹ انعام دئے جائینگے " یہ منادی سن کر عام لوگ حضورؐ اور حضرت ابوبکر رضؓ کو گرفتار کرنے کے لئے باہر نکلے اللہ تعالیٰ سب پر غالب ہے جب یہ دونوں سرزمین مدلج کے سامنے پہنچے تو ایک شخص نے ان کو دیکھ لیا اس نے مجمع

ہیں آکر بیان کیا "میں نے ابھی ساحل پر چند شخصوں کو گزرتے دیکھا ہے میرا یقین ہے کہ یہ محمدؐ اور اس کے ساتھی ہیں" سراقہ بن مالک فرماتے ہیں "میں سمجھ گیا میں نے چاہا کہ یہ انعام صرف میں حاصل کروں میں نے ان کو ٹالنے کے لئے کہا" بلکہ یہ فلاں فلاں شخص ہیں جو میرے سامنے اپنے گم شدہ اونٹ کی تلاش میں گئے ہیں" یہ کہنے کے بعد میں تھوڑی دیر مجمع میں بیٹھا رہا۔ پھر یہاں سے اُٹھ کر اپنے گھر آیا اپنے خادم کو حکم دیا "میرا گھوڑا تیار کرکے اُس ٹیلے کے پیچھے لے جاؤ۔ میرے آنے تک اُس کی لگام پکڑے رہنا اس کے بعد میں نے اپنا نیزہ لیا اور لوگوں سے چھپ کر مقررہ ٹیلہ کے پیچھے پہنچا، اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اس کو ہنکا دیا (فوراً میں گھوڑے سے گر گیا پھر اُٹھا) اور گھوڑے پر سوار ہوا۔ میں نے اپنے ترکش میں ہاتھ ڈالا اور تیر نکالے۔ جب میں نے فال نکالی تو منافی تیر نکلا، لیکن میں نے اس بدفال کی پرواہ نہ کی۔ اور ناک کی سیدھ بڑھنا شروع کیا۔ حتیٰ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گیا، حضورؐ قرآن مجید پڑھ رہے تھے اور مجھے قرأت صاف سنائی دے رہی تھی، حضورؐ میری طرف دیکھتے ہی تھے اور اطمینان سے آگے بڑھے چلے جارہے تھے لیکن حضرت ابوبکرؓ بار بار میری طرف دیکھ رہے تھے اور عرض کیا "حضور یہ سراقہ بن مالک ہمارے سر پر آپہنچا ہے" حضورؐ نے بددعا کی، اور میرے گھوڑے کی اگلی ٹانگیں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئیں میں گھوڑے سے اُترا اور اس کو باہر نکالنے کی کوشش کی لیکن وہ باہر نہ نکلا، میں نے تیروں کی پھر فال نکالی اس دفعہ بھی بری فال نکلی میں نے ایک غبار آسمان کی طرف بڑھتے دیکھا، میں نے وہیں کھڑے ہو کر آواز دی " مجھے یقین ہوگیا ہے کہ مجھے تم دونوں کی بددعا لگی ہے میں نے تم کو امان دی، تم خدا سے دعا مانگو کہ میرا گھوڑا زمین سے صحیح وسالم نکل آئے میں تم سے عہد کرتا ہوں کہ آپ کے تمام دشمنوں کو جو آپ کا تعاقب کر رہے ہیں روکوں گا اور ان کو آپ تک نہیں پہنچنے دوں گا" حضورؐ نے خدا سے دعا مانگی اور میرا گھوڑا نکل آیا میں اُس پر سوار ہوا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مجھے یقین ہوگیا کہ عنقریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عروج ہونے والا ہے پھر میں نے حضورؐ کو باخبر کیا کہ آپ کی قوم نے آپ کی گرفتاری یا قتل کے لئے سو اونٹوں کا انعام مقرر کیا ہے "اگر دونوں کو پکڑ لاؤ تو دو سو اونٹ انعام ہے" میں نے درخواست کی "آپ مجھ کو امان نامہ لکھ دیجئے (تاکہ بعد میں میرے کام آئے) حضورؐ نے عامرؓ بن فہیرہ کو امن نامہ لکھنے کا حکم دیا انہوں نے ایک چمڑے پر امن نامہ لکھ کر میرے حوالہ کیا۔ میں نے یہ امن نامہ فتح مکہ کے روز حضورؐ کے سامنے پیش کیا۔ حضورؐ نے یہ کہہ کر کہ آج تم سے وفا کرنے اور تم سے نیک سلوک کرنے کا دن ہے مجھے انعام دیا،

Marfat.com

امان لینے کے بعد میں نے زادِ راہ اور سواری پیش کی دونوں نے فرمایا "ہم کو اس کی ضرورت نہیں ہمیں صرف اس بات کی ضرورت ہے کہ کسی شخص کو ہم تک نہ پہنچنے دو" میں نے عرض کیا "آپ بالکل مطمئن رہیں" یہ کہہ کر میں واپس چلا آیا۔ راستہ میں لوگوں کو ان کے تعاقب میں آتے دیکھا میں نے ان سے کہا "میں بہت دور تک دیکھ آیا ہوں محمد ادھر نہیں گئے" سراقہ شروع دن میں حضور کا دشمن تھا دن ختم ہونے سے پہلے نہ صرف حضور کا مطیع ہوا بلکہ آپ کا محافظ اور نگہبان بن گیا۔

اُمِّ معبد کے خیمہ میں

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راستہ میں ام معبد کے خیمہ سے گزرے یہ قبیلہ خزاعہ کی خاتون تھی بڑی بہادر جفاکش اور نیک طبع ہر وقت اپنے خیمہ کے سامنے بیٹھی رہتی جو مسافر گزرتا اسے کھانا کھلاتی ٹھنڈا پانی پلاتی جب یہ دونوں اس کے سامنے پہنچے تو دریافت کیا "تمہارے پاس ہمارے کھانے کے لئے کچھ ہے"؟ اس نے جواب دیا "اگر میرے پاس کچھ ہوتا تو میں تمہارے دریافت کرنے سے پہلے تمہاری مہمان نوازی کرتی، میری تمام بکریاں باہر چرنے گئی ہوئی ہیں اور اس سال قحط پڑا ہوا ہے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمہ کے ایک گوشہ میں ایک بکری دیکھی فرمایا "اے ام معبد یہ بکری کیسی ہے" عرض کیا "کم طاقت اور لاغر ہونے کی وجہ سے اپنے ریوڑ کے ساتھ چلنے سے قاصر رہی" فرمایا "اس کے تھنوں میں کچھ دودھ ہے" عرض کیا "اس کمزور بکری کے تھنوں میں دودھ کہاں" فرمایا "اگر تمہاری اجازت ہو تو میں اس کے تھنوں سے دودھ دوہ لوں" عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان اگر آپ کو دودھ نظر آتا ہے تو شوق سے دوہ لیجیے" حضور نے بسم اللہ پڑھ کر اس کے تھنوں کو ہاتھ لگایا خدا سے دعا مانگی تھنوں میں دودھ آگیا، حضور نے بڑا برتن مانگا جس میں اتنا دودھ آ جائے کہ ایک جماعت سیر ہو جائے حضور نے اس برتن میں دودھ دوہا جھاگ آگیا حضور نے پہلے ام معبد کو دودھ پلایا حتی کہ وہ سیر ہو گئی۔ اس کے بعد اپنے ساتھیوں کو پلایا حتی کہ وہ بھی خوب سیر ہو گئے۔ آخر میں حضور نے پیا۔ پھر دوسری دفعہ دودھ دوہا حتی کہ برتن بھر گیا اور اسے اسی طرح بھرا ہوا چھوڑ کر اپنا سفر شروع کرنا شروع کیا تھوڑی دیر بعد اس کا خاوند ابو معبد بکریاں لے کر آ گیا اس کی بکریاں بالکل دبلی پتلی تھیں، کیونکہ قحط سالی کی وجہ سے چارہ نہیں ملتا تھا دودھ سے بھرا ہوا برتن دیکھ کر تعجب کیا پوچھا "تمہیں یہ دودھ کہاں سے ملا۔ حالانکہ سب بکریاں میں لے گیا تھا" ام معبد نے جواب دیا "ابھی یہاں سے ایک برکت والا آدمی گزرا ہے اتنی دیر ہمارے خیمہ میں ٹھہرا رہا" اور یہ ماجرا گزرا" خاوند نے کہا "واللہ یہ وہی شخص ہے جس کے تعاقب میں قریش سرگرداں و پریشان ہیں اے ام معبد مجھے اس کا حلیہ بتاؤ"—

حضورؐ کا حلیہ

ام معبد نے کہا:-

ظاہر الوضاءة، أبلج الوجہ، حسن الخلق لم تعبہ نجلة ولم تزر بہ صعلة وسیم قسیم فی عینیہ دعج وفی اشعارہ وطف وفی صوتہ صحل وفی عنقہ سطع احور اکحل ازج اقرن شدید سواد الشعر اذا صمت علاہ الوقار وان تکلم علاہ البہاء اجمل الناس وابہاہم من بعید واحسنہ واحلاہ من قریب حلو المنطق فصل لا نزر ولا ہذر کان منطقہ خرزات نظم یتحدرن ربعۃ لا تقحمہ عین من قصر ولا تشنؤہ من طول غصن بین غصنین فہو انضر الثلاثۃ منظرا واحسنہم قدرا لہ رفقاء یحفون بہ اذا قال استمعوا لقولہ واذا امر تبادروا الی امرہ محفود محشود لا عابس ولا مفند

پاکیزہ رو، کشادہ چہرہ، پسندیدہ عادت، نہ توند نکلی ہوئی اور چندیائے بال گرے ہوئے خوبصورت صاحب جمال آنکھیں سیاہ فراخ بال لمبے اور گھنے آوازیں بھاری پن، بلند گردن، روشن مردمک سرگیں چشم باریک و پیوستہ ابرو سیاہ گھنگروالے بال، خاموش وقار کے ساتھ گویا دلبستگی لئے ہوئے دور سے دیکھنے میں خوبصورت و دلفریب قریب سے نہایت شیریں و کمال حسین، شیریں کلام، واضح الفاظ کلام کمی و بیشی الفاظ سے مبرا، تمام گفتگو موتیوں کی لڑی جیسی پروئی ہوئی، میانہ قد کوتاہی سے حقیر نظر نہیں آتا، نہ طویل کہ آنکھ اس سے نفرت کرتی ہو، زیبندہ جیسا کہ شاخ کی تازہ شاخ، اچھا منظر والا قد، اس کے رفقاء ایسے ہیں جو ہر وقت ان کے گرد و پیش موجود رہتے ہیں جب وہ فرماتے ہیں تو یہ سب سکوت اختیار کر لیتے ہیں اور نہایت توجہ سے ان کی گفتگو سنتے ہیں جب وہ کوئی حکم صادر فرماتے ہیں تو یہ سب تعمیل کے لئے دوڑتے ہیں مخدوم مطاع، نہ کوتہ سخن اور نہ فضول گو۔

ابو معبد نے کہا "یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اب میں نے اس کی صحبت اختیار کرنے کا عزم کر لیا ہے، میں اپنی باقی زندگی اس کے زیر سایہ گزارنے کی کوشش کروں گا۔"

ہاتف کی آواز

صبح کو لوگوں نے مکہ میں یہ آواز سنی اور شعر گانے والے کو دیکھ نہیں سکتے تھے۔

جزی اللہ رب العرش خیر جزائہ — اللہ رب العرش اپنی بہترین جزا دے
رفیقین حلا خیمتی ام معبد — ان دو نو رفیقوں پر جو ام معبد کے خیمہ میں اترے

Marfat.com

فما نزلا بالبر دار تحلا بہ	یہ دونوں جنگل میں اُترے پھر وہاں سے رحلت کر گئے
وافلح من امسٰی رفیق محمد	جو شخص محمد کا رفیقِ سفر ہے وہ خوش نصیب ہے۔
فیا لقصی ما زوی اللہ عنکم	اے قصی والو! تمہاری بدبختی کہ خدا نے تم سے ایسا بے نظیر
بہ من فعال لایجازی وسردد	شریف اور سردار چھین لیا۔
لیھن بنی کعب مکان فتاتھم	بنو کعب کے جوانوں کو مبارک ہو
ومقعدھا للمؤمنین بمرصد	ان کے مکان صالح مسلمانوں کی جائے رہائش کے لئے وقف ہو گئے
سلوا اختکم عن شانھا وانائھا	تم اپنی بہن سے ان کا اور اس کے برتنوں کا ماجرا دریافت
فانکم ان تسالوا الشاء تشھد	کرو۔ اگر تم بکری سے سوال کرو گے وہ گواہی دے گی۔

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں "ہمیں معلوم نہ تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کس طرف کا رُخ کیا ہے دفعۃً مکہ کے زیریں حصہ میں ایک جن نمودار ہوا اور یہ ابیات سنائیں لوگ ہیں کہ اس کی آواز کی طرف دوڑ رہے ہیں لیکن وہ نظر نہیں آتا حتیٰ کہ وہ جن یہ اشعار گاتا ہوا مکہ کے بالائی حصہ میں نکل گیا یہ شعر سننے کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ حضور مدینہ کی طرف جا رہے ہیں۔ (زاد المعاد صفحہ ۱۳ جلد اول)

اچھے نام سے نیک فال لینا

حضرت اوسؓ اسلمی فرماتے ہیں، ہمارے اونٹ مقام حُجفہ ذکر سے مدینہ کی طرف چار منزلوں پر ایک مقام ہے۔ یہاں سے مدینہ چھ منزلوں پر ہے اور ساحل سمندر سے تین منزلوں پر واقع ہے) میں تھے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہاں سے گزرے دریافت فرمایا "یہ کس کے اونٹ ہیں، عرض کیا گیا" قبیلہ اسلم کے ایک شخص کے" حضور حضرت صدیقؓ کی طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا "۔ . . . .

. . . . صحیح وسالم اپنی منزلِ مقصود پر پہنچ گیا انشاءاللہ"

(کیونکہ لفظ اسلم سلامت سے ہے) پھر حضورؐ نے دریافت فرمایا "تمہارا کیا نام ہے" عرض کیا "مسعود" حضورؐ نے حضرت صدیقؓ کی طرف التفات کر کے فرمایا "ہم کامیاب ہو گیا انشاءاللہ" (مسعود کے معنے ہیں جو کامیاب ہو) حضرت مسعودؓ فرماتے ہیں "اس کے بعد میرے والد ماجد تشریف لائے اور حضورؐ کو اپنے اُونٹ ابن رداء پر سوار کرایا"

سلہ ھجری

حضور کا داخلہ مدینہ میں

انصار کو خبر پہنچ چکی تھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ روانہ ہو چکے ہیں وہ ہر روز فجر کے وقت

شہر سے باہر سنگلاخ اور چٹیل میدان میں نکل آتے اول نمازتک انتظار کرتے جب دھوپ تیز ہو جاتی شہر چلے جاتے حسب معمول ایک روز انتظار کرنے کے بعد شہر چلے آئے بارہ ربیع الاول دوشنبہ کا دن کا تھا کہ ایک یہودی اپنے کسی کام کے لئے مدینہ کے ایک ٹیلہ پر چڑھا اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چند رفقاء کے ساتھ آتے دیکھا جب اُسے یقین ہو گیا کہ یہ سراب نہیں ہے تو بہت ہی بلند آواز سے چلایا "اے بنو قیلہ! جس کا تم انتظار کر رہے تھے یہ آ گیا" یہ سنتے ہی انصار اپنے ہتھیاروں کی طرف دوڑے حضور کا استقبال کرنے کے لئے نکلے، عمرو بن عوف کے محلہ میں شور اٹھا اور نعرۂ تکبیر بلند ہونے لگے چاروں طرف مسلمان خوشی میں اللہ اکبر کہہ رہے تھے اور حضور کی طرف دوڑ رہے تھے، حتیٰ کہ حضور کے سامنے پہنچے سلام کیا چاروں طرف سے آپ کو گھیر لیا خاموشی اور وقار چھایا ہوا ہے وحی نازل ہو رہی ہے۔

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ

اللہ، جبریل اور صالح مسلمان حضور کے حامی و مددگار ہیں ان کے علاوہ فرشتے بھی حضور کے حامی و مددگار ہیں۔

حضور آگے بڑھے اور قبا میں عمرو بن عوف کے محلہ میں کلثوم بن ہرم کے مکان پر اترے یہاں آپ نے چودہ روز قیام کیا۔ مسجد قبا کی بنا ڈالی، اس کے بعد اللہ کے حکم سے جمعہ کے روز سوار ہوئے بنو سالم بن عوف کے محلہ میں جمعہ کا وقت آ گیا آپ نے وہاں جمعہ پڑھایا جہاں آج مسجد ہے۔ اس کے بعد سوار ہو گئے۔ ہر محلہ کے لوگ اونٹنی کی نکیل پکڑ کر یہ کہتے تھے۔

هلم الى العدد والعدة والسلاح والمنعة

"ہمارے پاس آئیے ہماری تعداد زیادہ ہے ہم ہر طرح سے دشمنانِ اسلام سے مقابلہ کرنے کو تیار ہیں ہمارے پاس اسلحہ کافی ہیں ہم آپ کی اچھی طرح حفاظت کریں گے"۔

حضور جواب دیتے "اسے چھوڑ دو یہ اللہ کے حکم سے چل رہی ہے" اونٹنی برابر آگے بڑھتی رہی، ہر محلہ والے کی یہی خواہش ہوتی کہ حضور ہمارے پاس ٹھیریں، اور حضور یہ جواب دیتے، "اسے چھوڑ دو۔ یہ خدا کے حکم سے چل رہی ہے" اونٹنی برابر آگے بڑھتی رہی حتیٰ کہ اس جگہ پہنچی جہاں آج مسجد النبی ہے۔ اونٹنی بیٹھ گئی۔ حضور ابھی نیچے نہیں اترے حتیٰ کہ اونٹنی پھر کھڑی ہوئی تھوڑی دور چلی پھر اسی جگہ پلٹ آئی آپ نیچے اتر آئے یہ آپ کے ماموں بنو نجار کا محلہ ہے خدا کا یہی حکم تھا کہ وہ اپنے نبی کو یہاں ٹھیرا کر آپ کی ننہیال کی عزت افزائی کرے، یہ دیکھتے ہی حضرت ابو ایوب انصاری دوڑے اور آپ کی سواری پکڑ کر اپنے مکان میں لے گئے۔ حضرت اسعد بن زرارہ نے نکیل پکڑ لی اس کے بعد حضرت قیس بن صرمہ نے فرمایا:-

ثوی فی قریش بضع عشرۃ حجۃ	حضورؐ قریش کے درمیان تیرہ برس ٹھیرے رہے
یذکر لو یلقی حبیبا مواتیا	یاد کرتے کہ کاش کوئی سچا دوست ملتا۔
ویعرض فی اھل المواسم نفسہ	ہر سال حج کے موقعہ پر اپنے نفس کو ہر قبیلہ کے سامنے پیش کرتے
فلم یر من یؤوی ولم یر داعیا	آپ نے کوئی ایسا شخص نہ دیکھا جو آپ کو جگہ دیتا اور آپ کو بلاتا
فلما اتانا واستقرت بہ النوی	جب حضورؐ ہمارے پاس آئے اور ہمارے درمیان مستقل سکونت اختیار کی
واصبح مسرورا بطیبۃ راضیا	اور مدینہ میں آکر مسرور اور راضی ہوگئے،
واصبح لا یخشی ظلامۃ ظالم	آپ کو اس شہر میں کسی ظالم کا ڈر نہیں ہے
بعید ولا یخشی من الناس باغیا	اور نہ آپ کو کسی باغی کا خوف ہے۔
بذلنا لہ الاموال من جل مالنا	تو ہم نے اپنے سب مال آپ پر خرچ کر دئے
وانفسنا عند الوغی والتآسیا	اور لڑائی میں اپنی محبوب جانیں آپ پر نثار کردیں۔
نعادی الذی عادی من الناس کلھم	ہم نے آپ کے تمام دشمنوں سے اعلانِ جنگ کر دیا۔
جمیعا وان کان الحبیب المصافیا	اگرچہ وہ دشمن اس سے پہلے ہمارا سچا دوست تھا۔
ونعلم ان اللہ لا رب غیرہ	ہم جانتے ہیں کہ خدا کے سوا کوئی رب نہیں اور اللہ
وان کتاب اللہ اصبح ھادیا	کی کتاب ہماری ہادی و رہنما ہے۔

حضورؐ نے حضرت جبریلؑ سے دریافت کیا "میرا رفیقِ سفر کون ہوگا" حضرت جبرئیلؑ نے جواب دیا "ابوبکر صدیق" حضرت براءؓ فرماتے ہیں "سب سے پہلے ہمارے پاس مدینہ میں حضرت مصعبؓ بن عمیر و ابنِ ام مکتوم رضؓ مبلغ اسلام آئے یہ ہم کو قرآن مجید قرآن مجید اور احکامِ اسلام سکھاتے تھے اس کے بعد حضرت عمار رضؓ بلال رضؓ اور سعد رضؓ تشریف لائے۔ اور آخر میں حضرت عمر رضؓ بیس آدمیوں کے ساتھ نزول فرما ہوئے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ جتنی خوشی انصار کو حضور کے دیکھنے سے ہوئی اتنی خوشی کسی اور کے آنے سے نہ ہوئی حتیٰ کہ میں نے دیکھا عورتیں لونڈیاں اور بچے خوشی کے مارے پھولے نہیں سماتے اور کہتے تھے "آہا! حضورؐ تشریف لے آئے ہیں!"

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں "جس روز حضورؐ مدینہ میں داخل ہوئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے دیکھا کہ تمام شہر چمک اٹھا ہے چاروں طرف روشنی پھیلی ہوئی ہے میں نے آج تک اتنا منور شہر نہیں دیکھا اور جس دن حضورؐ نے وفات پائی سارے شہر میں تاریکی چھا گئی

اندھیرا ہی اندھیرا ہو گیا "

جب تک مسجد النبی کی تعمیر مکمل نہ ہوئی حضور حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مکان پر مقیم رہے ، (حضرت ابو ایوب انصاری رضؓ کی قبر قسطنطنیہ کی فصیل کے باہر ہے یہ اس فوج میں گئے تھے جس نے یزید کے زمانہ میں قسطنطنیہ پر حملہ کیا تھا مترجم)

اس کے بعد رسول اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ بن حارثہ اور حضرت ابو رافع رضؓ کو دو اونٹ اور پانچ سو درہم (ایک درہم چالیس پائی کے قریب ہوتا ہے) دیکر مکہ بھیجا تاکہ یہ حضرت فاطمہ رضؓ حضرت ام کلثوم رضؓ (حضورؐ کی صاحبزادیاں) حضرت سودہؓ بنت زمعہ (حضورؐ کی بی بی) حضرت اسامہؓ بن زیدؓ اور ان کی والدہ حضرت ام ایمن رضؓ کو لے آئیں حضرت زینبؓ (حضورؐ کی بڑی صاحبزادی) کو ان کے خاوند ابوالعاص بن ربیع نے نہیں آنے دیا۔

حضرت عبداللہؓ بن ابی بکر رضؓ حضرت صدیق رضؓ کے سب گھرانے کو لے آئے انہیں میں حضرت عائشہ رضؓ موجود تھیں، حضرت ابوبکر رضؓ کے تمام اہل وعیال حضرت حارثہؓ بن نعمان کے مہمان تھے۔

مسجد النبی کی تعمیر

یہ قطعۂ اراضی جہاں اونٹنی بیٹھی تھی انصار کے دو یتیم بچوں سہل وسہیل کی ملکیت میں تھا۔ جو حضرت اسعدؓ بن زرارہ کے گھر میں پرورش پا رہے تھے حضورؐ نے ان سے کہا مجھ سے اس قطعہ کا سودا کرلو میں یہاں مسجد بناؤں گا۔ دونوں بچوں نے عرض کیا "ہم آپ کو یہ قطعہ ہبہ کرتے ہیں" (مفت میں دیتے ہیں) حضورؐ نے مفت لینے سے انکار کیا دس دینار رقم ادا کردی پہلے یہاں انصار نماز پڑھتے تھے۔ حضرت اسعدؓ بن زرارہ جمع پڑھایا کرتے تھے صرف چار دیواری تھی اس کی کوئی چھت نہ تھی نیز اس قطعہ میں غرقد کے درخت اور مشرکین کی قبریں تھیں حضورؐ نے حکم دیا قبریں کھدوا کر باہر پھینکدو تمام درخت کاٹ ڈالو" اس کا طول اور عرض برابر تھا سو ذراع۔ بنیاد تین ذراع کھودی۔ حضورؐ بنفس نفیس پتھر، اینٹیں اور گارا اٹھا رہے تھے اور زبان سے یہ کہہ رہے تھے۔

اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَه	"یا اللہ عیش تو صرف آخرت میں ہے۔ تمام انصار
فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَه	اور مہاجرین کو بخش دے "

اور مسلمان اینٹیں اٹھاتے وقت یہ گا رہے تھے۔

لئن قعدنا والرسول یعمل	ہم بیٹھے رہیں اور رسولؐ کام کرے
لذاك منا العمل المضلل	تو ایسا کرنا ہمارے لئے گمراہ کن ثابت ہوگا۔

Marfat.com

اس کے تین دروازے بنائے ایک دروازہ کا نام باب الرحمۃ رکھا یہی وہ دروازہ ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوتے تھے، تنہ درخت کھجور ستون تھے اور چھت کھجور کے پتوں سے پٹی ہوئی تھی عرض کیا گیا "باقاعدہ چھت ڈال لیں" فرمایا نہیں یہ ویسا ہی چھپر ہے جیسا کہ حضرت موسیٰؑ اور بنی اسرائیل کا چھپر تھا، حضورؐ نے مسجد کے ایک جانب ازواج مطہرات کے گھر بنائے حضورؐ کا حجرہ اینٹوں سے بنایا گیا۔ چھت کی کڑیاں تنہ درخت کھجور تھیں اس پر کھجور کے پتے بچھا دئے گئے، جب مسجد سے فارغ ہوگئے تو اپنے نئے گھر میں حضرت عائشہ رضؓ کی ڈولی لائے اور شب عروسی سرانجام دی۔ حضرت عائشہ رضؓ کا یہ حجرہ مسجد کے شرقی جانب تھا یہی وہ حجرہ ہے جہاں آج حضورؐ مدفون ہیں۔

جذبات

مکہ سے حضورؐ کے روانہ ہونے کے بعد تین روز تک حضرت علی ٹھیرے رہے اور جب لوگوں کو ان کی امانتیں ادا کردیں جو انہوں نے حضورؐ کے پاس جمع کرا رکھی تھیں تو اس کے بعد مدینہ تشریف لے آئے۔

حضورؐ نے انصار سے دریافت کیا "تم کو مجھ سے محبت ہے"، انہوں نے عرض کیا "جی ہاں حضورؐ بخدا ہمیں آپ سے محبت ہے"۔

حضورؐ نے تین دفعہ فرمایا:-

وانا واللہ اُحبکم "بخدا میں بھی تم سے محبت رکھتا ہوں"

حضرت ابوایوب انصاریؓ کی فضیلت

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابوایوبؓ کے مکان میں مقیم ہوئے حضرت ابوایوبؓ مکان کے بالائی حصہ میں تھے اور حضورؐ زیریں حصہ میں عرض کیا "میرے ماں باپ آپ پر قربان میں یہ ناپسند کرتا ہوں اور اسے بہت بڑی گستاخی سمجھتا ہوں کہ آپؐ نچلی منزل میں ہوں اور میں آپ کے اوپر بالائی منزل میں حضورؐ نے فرمایا "تمہاری بڑی مہربانی ہوگی اگر مجھے نیچے ہی رہنے دو"۔

حضرت ابوایوبؓ فرماتے ہیں، بالائی منزل میں ہمارا حوض پھٹ گیا میں اور اُم ایوب دو لحاف لیکر کھڑے ہوئے اور ہمارے پاس اس لحاف کے سوا دوسرا لحاف نہیں تھا اس پانی کو لحاف سے نچوڑنا شروع کیا اس خوف سے کہ مبادا حضورؐ پر پانی کے قطرے گریں۔ اور آپ کو اذیت پہنچے ہم روزانہ صبح وشام کا کھانا پکا کر پہلے حضورؐ کے پاس بھیجتے جب حضورؐ کا بچا ہوا کھانا آتا تو میں اور اُم ایوب دونو اس کو کھاتے ہم اس جگہ ہاتھ ڈالتے جہاں سے حضورؐ نے چھوڑا تھا تاکہ ہمیں برکت حاصل ہو، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سات ماہ تک حضرت ابوایوب کے مکان پر مقیم رہے۔

Marfat.com

حضرت سلمان رضؓ فارسی کا اسلام

حضرت سلمان فارسی رضؓ ارشاد فرماتے ہیں:۔ میں ایران کے شہر اصبہان[۱] کا باشندہ ہوں میرے والد زمیندار تھے

[۱] اصبہان کی آب و ہوا بہت اچھی ہے اس شہر میں کسی قسم کا کیڑا مکوڑا نہیں ہوتا۔ ایک شاعر کہتا ہے:۔

لستُ آسی من اصبهان علی شئ ‌ ‌ ‌ سوی ماءها الرحیق الزلالی

میں اصبہان کی نعمتیں کبھی نہیں بھولوں گا ‌ ‌ ‌ اس کا خالص شیریں پانی

ونسیم الصبا ومنخرق الریح وجو صافٍ علی کل حال

نسیم صبح ہوا کی اٹکھیلیاں ‌ ‌ ‌ اور ہر وقت مطلع کا صاف رہنا

ولها الزعفران والعسل الماذیّ والصافنات تحت الجلال

وہاں کی زعفران، سفید شہد ‌ ‌ ‌ اور عمدہ گھوڑے جن پر زین پڑی ہوئی ہیں

حجاج بن یوسف نے اپنے ایک ماتحت سے کہا: میں نے تم کو اس شہر کا حاکم بنایا اس کے پتھر سرمہ ہیں۔ اس کی مکھیاں شہد کی مکھیاں ہیں اس کی گھاس زعفران ہے۔ دوسرا شاعر کہتا ہے:۔

لستُ آسی من اصبهان علی شئٍ ‌ ‌ ‌ انا ابکی علیه عند رحیلی

میں اصبہان کی کوئی چیز نہیں بھولوں گا ‌ ‌ ‌ میں یہاں سے کوچ کرتے وقت روتا ہوں

غیر ماءٍ یکون بالمسجد الجامع صافٍ مرارق مبذول

اس کی جامع مسجد کا صاف ستھرا ‌ ‌ ‌ اور خالص و شفاف پانی

اس شہر کی آبادی زیادہ تر یہودیوں پر مشتمل تھی۔ ایک حضرت حسن بصریؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت کیا "تم کہاں سے آئے ہو" اس نے جواب دیا "اصبہان سے" حضرت حسن بصری رحمہ نے فرمایا "تم یہودیوں، مجوسیوں اور سود کھانے والوں سے بھاگ کر آئے ہو" ایک شخص نے منصور بن باذان اصبہانی سے کہا۔

فما انا من مدینة اهل جیّ ‌ ‌ ‌ ولا من قریة القوم الیهود

میں اہل جی کا باشندہ نہیں ‌ ‌ ‌ اور نہ یہودیوں کے شہر کا باشندہ ہوں

وما انا عن رجالهم براضٍ ‌ ‌ ‌ ولا لنسائهم بالمستزید

میں اس شہر کے مردوں سے راضی نہیں ‌ ‌ ‌ اور نہ اس شہر کی عورتوں کا خواہشمند ہوں

لعن الله اصبهان بلداً ‌ ‌ ‌ ورماها بالسیل والطاعون

اللہ تعالیٰ اصبہان پر لعنت کرے ‌ ‌ ‌ اور اس میں سیلاب اور طاعون بھیجے

(باقی صفحہ ۱۰۶ پر)

اور مجھے بہت ہی محبت رکھتے تھے اور مجھ پر اس طرح فدا رہتے تھے جس طرح بٹیا کو گھر میں چھپا کر رکھا جاتا ہے

بقیہ حاشیہ:- لبثت فی الصیف فیہ خیمتی فیھا ورھنت الکانون سنے الکانون
میں نے گرمیوں میں وہاں اپنا خیمہ نصب کر دیا اور یکے بعد دیگرے سب دکانیں رہن رکھ دیں

پہلے اصبہان شہر تامہ جی میں واقع تھا جو آج شہرستان کے نام سے مشہور ہے، جب بخت نصر بیت المقدس پر قبضہ کر چکا اور وہاں سے بہت سے یہودی قید کر کے لایا تو ان کو اصبہان میں رکھا یہودیوں نے جی کی طرف اپنا محلہ بنایا جو محلہ یہودیہ کے نام سے مشہور ہے اس کے بہت عرصہ بعد جی ویران ہو گیا پھر یہودیوں نے اصبہان آباد کیا، منصور بن باذان کہتے ہیں "اگر تم اصبہان کے بڑے بڑے تاجر اور اہل تول کے نسب کی تفتیش کرو گے تو یقیناً کسی یہودی نسل سے اس کا نسب ملتا ہو گا۔ ایک سیاح کہتا ہے "میں نے اصبہان سے زیادہ کوئی بدکار اور بے حیا شہر نہیں دیکھا یہاں زانیہ اور زانی بہت بستے ہیں۔ کہتے ہیں:- اس شہر کی خاصیت ہے کہ انسان یہاں رہ کر بخیل بن جاتا ہے سارے شہر میں کوئی سخی تم کو نظر نہیں آئے گا۔

اس کے باوجود اس سرزمین سے بڑے بڑے علماء پیدا ہوئے ہیں اور ہر فن کے ماہر نکلے ہیں بڑے بڑے محدث پیدا ہوتے ہیں ان کی عمریں بہت لمبی تھیں بڑے بڑے حفاظ حدیث پیدا ہوئے تھے تاریخ کے اوراق پر اس شہر کے بڑے بڑے کارنامے درج ہیں لیکن اب یہ شہر خراب ہو چکا ہے باشندے آپس کی خانہ جنگی میں مبتلا رہتے ہیں، شافعیوں اور حنفیوں میں بہت تعصب پھیلا ہوا ہے دونوں فریقوں کے درمیان مسلسل لڑائیوں کا سلسلہ قائم ہے جب ایک فریق غالب ہوتا ہے تو وہ دوسرے فریق کے تمام محلہ کو لوٹ لیتا ہے، اس کو خراب کر دیتا ہے اور نذر آتش کر دیتا ہے سب باشندے بے دریغ لڑتے ہیں اور قانون ہاتھ میں لے لیتے ہیں، حکومت بے بس ہے، کوئی سلطان اس فساد کو مٹا نہیں سکتا،

یہ شہر حضرت عمر رضہ کے عہد خلافت سنہ ۱۹ھ میں فتح ہوا۔ حضرت عمر رضہ نے حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان کو فوج کا بڑا افسر بنا کر بھیجا ان کی طرف سے مقدمۃ الجیش کا افسر حضرت عبداللہ بن ورقاء ریاحی تھے اور لشکر کے بازو کے افسر حضرت عبداللہ بن اسدی تھے (یعنی چھوٹے بڑے سب افسر عبداللہ کے نام سے تھے لطف یہ ہے کہ قائد اعظم کے والد کا نام بھی عبداللہ ہے مترجم)
اب حضرت عبداللہ بن عتبان اپنا لشکر لیکر جی کی طرف بڑھے اس وقت اس شہر کا حاکم فاذوسفان تھا۔ جب طرفین کے لشکر آمنے سامنے ہوئے تو فاذوسفان نے حضرت عبداللہ رضہ سے خطاب کیا "ہم دونوں اپنی فوجوں کا کیوں خون کریں آپ میرے مقابلہ میں میدان میں آئیے ہم دونوں شمشیر زنی کریں۔ اگر میں آپ کو قتل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں تو آپ کا لشکر واپس چلا جائے اور اگر آپ نے مجھے قتل

Marfat.com

اسی طرح مجھے ہر وقت گھر میں رکھتے باہر نہ جانے دیتے ہم مذہباً مجوسی تھے میں آگ کا بڑا پجاری تھا حتیٰ کہ میں ہر وقت اس آگ کے پاس بیٹھا رہتا تھا۔ جو کبھی بھی ایک لمحہ کے لئے نہ بجھی تھی میرے والد

بقیہ حاشیہ:- گرویا تو میرا سارا لشکر آپ کے سامنے ہتھیار پھینک دیگا" یہ سُنکر حضرت عبداللہ رضہ ان کے مقابلہ میں آئے حضرت عبداللہ رضہ نے فرمایا "یا تم مجھ پر حملہ کرو یا میں تم پر حملہ کروں" اس نے کہا "میں تم پر حملہ کروں گا تم سیدھے کھڑے رہو" حضرت عبداللہ رضہ سیدھے کھڑے ہوگئے قاذوسقان نے حملہ کیا۔ اس کی تلوار ان کی زین پر لگی نہ صرف زین کے ٹکڑے ہوگئے بلکہ بند اور تسمے سب کٹ گئے۔ یہ دیکھ کر حضرت عبداللہ ننگے گھوڑے پر کھڑے ہوگئے اور حملہ آور سے کہا "اب میری باری ہے تم سیدھے کھڑے ہو جاؤ" قاذوسقان نے کہا "میں تمہارا مقابلہ کرنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ تم بڑے بہادر ہو، بلکہ میں آپ کے ساتھ آپ کے لشکر میں چلتا ہوں اور آپ سے صلح کرتا ہوں اور شہر آپ کے حوالہ کرتا ہوں اس شرط پر کہ جو شخص یہاں اقامت اختیار کرنا چاہتا ہوں وہ مسلمانوں کو جزیہ ادا کرے۔ اور جو شخص جزیہ دینا نہیں چاہتا وہ یہاں سے چلا جائے آپ اس کی زمین کے مالک ہیں حضرت عبداللہ نے منظور کیا اسی دوران میں حضرت ابوموسیٰ اشعری اہواز کی جانب سے رونما ہوئے تم سارے شہر نے اطاعت قبول کر لی۔ صرف تیس افراد نے جزیہ دینے سے انکار کیا۔ اور کرمان چلے گئے اس کے بعد حضرت عبداللہ رضہ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضہ دونوں اصبہان میں داخل ہوئے حضرت عبداللہ رضہ نے حضرت عمر رضہ کو فتح کی خبر بھجوائی۔ حضرت عمر رضہ نے جواب لکھا حضرت سہیل بن عدی کی مدد کے لئے کرمان روانہ ہو جاؤ۔ حضرت عبداللہ رضہ نے حضرت سائب بن اقرع کو اصبہان میں اپنا نائب مقرر کیا اور کرمان کو کوچ کر گئے۔ صلح نامہ کا مضمون یہ ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ تحریر عبداللہ کی طرف سے قاذوسقان اور اصبہان کے شہر اور اس کے نواح میں آباد ہونے والے کل باشندوں کے نام جب تک تم جزیہ ادا کرتے رہو گے تمہاری جان اور مال محفوظ ہیں مسلمان ہر طرح تمہاری حفاظت کریں گے۔ تم ہر سال اپنی استطاعت کے مطابق اس شہر کے حاکم کو جزیہ ادا کرتے رہو گے نیز تمہارا فرض ہوگا مسلمان کی رہنمائی کرنا راستہ ٹھیک کرنا سڑک بنانا، ایک روز ہر مسلمان کی مہمان نوازی کرنا ہر مسلمان پیادہ کا بوجھ اس کی سواری پر لادنا اگر تم نے اس معاہدہ میں کوئی تغیر کیا کسی دفعہ کی خلاف ورزی کی تو پھر تمہیں کوئی امان نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عتبان اس فتح کے متعلق فرماتے ہیں۔

من مبلغ الاحیاء عنی فاننی	تمام قبائل کو میری طرف سے یہ پیغام پہنچاؤ کہ میں نے جی پر
نزلت علی جی وفیہا تفاقم	فوجیں اتاریں اور اس میں ایک بڑا کارنامہ ظاہر ہوا۔

Marfat.com

بہت سی زمین کے مالک تھے۔ ایک روز میرے والد کسی تعمیر میں مصروف تھے۔ مجھ سے کہا "بیٹا میں آج اس کے بعض حصّہ کی تعمیر میں مشغول ہوں تم وہاں جاؤ اور دیکھ آؤ کہ کام حسب منشا ہو رہا ہے یا نہیں، اور یہ کام بھی کرتے آنا دیکھو مطلقاً دیر نہ لگانا اگر تم نے کسی قدر تاخیر کی تو مجھے اضطراب ہوگا۔ اور میں سب کام چھوڑ کر تمہاری تلاش میں نکلوں گا" میں ان کی ہدایت کے مطابق روانہ ہوا۔ راستہ میں ایک گرجا کے قریب سے گزرا، میں نے اس میں عیسائیوں کی نماز پڑھنے کی آواز سنی میں ان کی نماز دیکھنے کے لئے گرجا میں چلا گیا۔ ان کی حرکات و سکنات دیکھ کر مجھے ان کے مذہب کی طرف رغبت ہوئی میں نے اپنے دل میں کہا "یہ مذہب ہمارے مذہب سے اچھا ہے" میں آفتاب غروب ہونے تک وہاں رہا اور باپ کا کام ترک کر دیا۔ میں نے عیسائیوں سے کہا "تمہارے مذہب کا مرکزی مقام کہاں ہے؟" انہوں نے جواب دیا "شام[1]" اب میں اپنے والد کی طرف روانہ ہوا اور انہوں نے

بقیہ حاشیہ حصرناهم حتى انسر واثمت انتزوا — ہم نے ان کا محاصرہ کیا حتی کہ وہ وسط میں آ گئے پھر

فصدهم عنا القنا والصوارم — ان کو ہمارے نیزوں اور تلواروں نے روکا۔

وحاد لها القاذوسقان بنفسه — اس لڑائی میں قاذوسقان نے اپنے نفس کو پیش کیا

وقد دهمت بين الصفوف الجماجم — اور صفوں کے درمیان کھوپڑیاں لڑھک رہی تھیں،

فبادرته حتى اذا ما علوته — میں اس کے مقابلے میں آیا۔ حتی کہ جب میں اس پر چڑھ

تنادر وقد صارت اليه العزائم — گیا۔ اس نے کہا جیرماں باپ تجھ پر قربان اور تمام کارگزاریوں کا ذکر

وعادت لقوها اصبهان باسرها — دی۔ اس کے بعد تمام اصبہان ہمارے ہاتھ میں تھا۔

يدرلنا منها القرى والدراهم — ہر چیز اور کل مال ہمارے قبضہ میں آ گیا!

واني على عهد قبلت جزاءهم — میں نے قصداً ان کا جزیہ قبول کیا۔ جس نے انہوں نے کہا

فداة نقادوا والعجاج خوائم — ہمارے ماں باپ تم پر قربان اور گرد و غبار اڑا رہا تھا۔

ايذكرلنا عند الحروب جهادنا — تاکہ لڑائیوں میں ہمارا جہاد فوقیت لے جائے۔

اذا انتطحت في المازقين الجماجم — جبکہ اس سختی میں بڑی بڑی ہمت والوں کے سانس پھول جاتے ہیں!

(معجم البلدان باب الہمزة والصاد وما يليہما)

[1] ملک شام مشہور ہے۔ حلب۔ حماة، حمص، دمشق اور بیت المقدس اس کے مشہور شہر ہیں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص فرماتے ہیں:۔ نیکی کے دس حصے ہیں نو حصے شام میں صرف ایک حصہ باقی دنیا میں۔ برائی کے بھی دس حصے ہیں برائی ... بن محمد بن یزید صنعانی فرماتے ہیں:۔ میں بہت سی کتابیں مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ خدا

(باقی صفحہ ۱۰۹ پر)

میری تلاش میں بہت سے آدمی چھوڑ رکھے تھے۔ جب میں اُن کے سامنے آیا تو کہا "بیٹا تم کہاں ٹھہر

بقیہ حاشیہ:۔ کو صرف ملک شام پسند ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ ملک شام خدا کا پسندیدہ ملک ہے اللہ کے خاص بندے اسی ملک کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اے اہل یمن تم شام میں سکونت اختیار کرو۔

ایک شخص زائل اپنی ننہیال کلب میں فروکش تھا۔ بنو لقیین بن جسر نے اس پر غارت ڈالی اس کا مال چھین کر لے گئے۔ اس نے اپنے ننہیال سے امداد مانگی انہوں نے انکار کیا یہ اونٹ پر سوار ہوا۔ اور ملک شام چلا آیا یہاں ایک باغ میں اُترا۔ اُس کے پھل کھائے۔ اپنے اونٹ کو باندھ دیا اور لیٹ گیا دفعتہً ایک سوار کے آنے سے جو قریب ہی اُترا تھا۔ اس کی آنکھ کھل گئی۔ سوار نے اس سے کہا "تم کون ہو" زائل نے اپنا نام بتا کر اپنا قصہ سنایا سوار نے کہا "تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے میں کل سے بھوکا ہوں" زائل نے کہا آپ کو کھانے کا فکر ہے اور یہ اتنا بڑا گوشت سامنے پڑا ہے یہ کہہ کر کود ا اور بہت جلد اپنا اونٹ ذبح کیا لکڑیاں جمع کیں اور گوشت بھونا۔ اور سوار کو کھلایا تھوڑی دیر گزرنے کے بعد گرد و غبار اٹھا سوار دستہ اس سوار کی طرف متوجہ ہُوا۔ اور ادب سے سلام کیا۔ جس طرح رعایا اپنے بادشاہ کو سلام کرتی ہے اس کے بعد سوار اپنے گھوڑے پر سوار ہوگیا۔ اور ہدایت کی اس شخص کو پیچھے بٹھا کر ساتھ لے آؤ" یہ سوار حارث غسانی تھا حارث نے اپنے خادم کو ہدایت کر دی تھی "اس کی اچھی طرح خدمت کرنا" خادم غافل ہوگیا زائل کو اندیشہ لاحق ہوا۔ کہ حارث اسے بھول چکا ہے زائل نے حارث کے حاجب (پہرہ دار) سے کہا تم حارث کو میری ابیات پہنچا دو

ابلغ الحارث المرددنی المــــکرمات والمجد حبذا المجدا

حارث کو جس نے اپنے بزرگوں سے یہ شرافت وراثت میں حاصل کی ہے میرا یہ پیغام پہنچا دو۔

وابن ارباب واطئ الخفر والادر حب والمالکین غورا ونجدا

یہ حارث ان بادشاہوں کا بیٹا ہے جنہوں نے تمام ملک کو پامال کر دیا ہے اور تمام نشیب و فراز کے مالک ہیں

انّنی ناظر الیک ودونی عاتقات غادرن قربا وبعدا

میں تیری طرف دیکھ رہا ہوں اور میرے سامنے ایسے پردے ہیں جنہوں نے قرب و بعد سب کو برے کر دیا ہے

ازل نازل بمثوی کریم ناعم البال فی مراح ومغدا

مصیبت زدہ ہوں ایسے شریف انسان کی پناہ میں اترا ہوں جو صبح و شام سب کے دلوں کو آرام پہنچاتا ہے

غیر ان الاوطان یجتذب المر ءالیھا الھوی وان عاش کدا

یہ بات ہے کہ انسان کو وطن کی محبت کھینچتی ہے ۔ اگرچہ وہ وطن میں رنج اور سختی اٹھاتا ہو

وثنائی بالشام مفسدی حسرات یقدون قلبی قدا

شام میں میرا رہنا مفسد نہیں یہاں مجھے اتنا نقصان پہنچ رہا ہے کہ میرا دل کٹ رہا ہے

Marfat.com

میری تلاش میں بہت سے آدمی چھوڑ رکھے تھے۔ جب میں ان کے سامنے آیا تو کہا " بیٹا! تم کہاں

بقیہ حاشیہ۔ لیس یستعذب الغریب مقاما فی سوی ارضہ وان نال جدا

مسافر کو اپنے وطن کے سوا کوئی مقام پسند نہیں - اگرچہ اس کو سفر میں فائدے پہنچیں

جب حارث نے یہ ابیات پڑھیں تو کہنے لگا " افسوس یہ شریف ہے ہم بُرے ہیں۔ یہ بیدار ہے اور ہم سوئے پڑے ہیں اس نے ہمارے ساتھ اچھا سلوک کیا اور ہم نے اس کے ساتھ بُرا سلوک کیا ہے " اس کے بعد اس کو طلب کیا جب ■ سامنے آیا تو حارث نے کہا " ملک شام کا وجہ آپکی قت ڈھل سکتی ہے۔ کہیں تم کو وسیع انعامات دے کر راضی کروں " یہ کہہ کر حکم دیا " اس کو سو اونٹنیاں ایک ہزار بکریاں دس غلام دس لونڈیاں دس عمدہ نسل کے گھوڑے اور ایک ہزار دینار (اشرفیاں) دو " اس کے بعد حارث نے کہا " زائل تم سچ کہتے ہو وطن کی محبت بہت ہوتی ہے لیکن اگر تم میرے اس شہر میں سکونت اختیار کرو تو ہم ہر طرح تمہاری خدمات بجالائیں گے " زائل نے جواب دیا " بادشاہ سلامت میں آپ پر اپنے وطن کو فوقیت نہیں دیتا میں آپ کے زیر سایہ زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں " یہ کہہ کر شام میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

جبلہ بن ایہم حضرت عمرؓ سے بھاگ جانے کے بعد جب عیسائی ہوگیا اور وطن کی محبت یاد آئی تو کہا

تنصرت الاشراف من اجل لطمۃ وما کان فیھا لو صبرت لھا ضرر

صرف ایک طمانچہ کی وجہ سے اشراف عیسائی ہو گئے اگر میں طمانچہ کھا لیتا تو اس میں میرا کچھ نقصان نہ تھا۔

تکنفنی فیھا لجاج حمیۃ فبعت لھا العین الصحیحۃ بالعور

میری حمیت یعنی میں اتنا بڑا آدمی ہو کر معمولی شخص کا طمانچہ کھاؤں مجھ کو میری اچھی آنکھ کے بدلے یک چشم بننے پر مجبور کیا

فیالیت امی لم تلدنی ولیتنی رجعت الی القول الذی قال عمر

کاش میری ماں نے مجھے نہ جنا ہوتا کاش میں حضرت عمرؓ کی بات مان لیتا

ویالیت لی بالشام ادنی معیشۃ اجاور قومی ذاھب السمع والبصر

کاش میں شام میں ادنیٰ معیشت اختیار کرتا اپنی قوم کے پاس رہتا۔

ادین حیا دا اذا بر من شریجۃ وقد یصیر العود المسن علی الدبر

جو دین (اسلام) انہوں نے قبول کرلیا میں بھی قبول کرلیتا بوڑھے اونٹ کی پشت پر بال اُگ آتے ہیں

حضرت عبداللہ بن حرام فرماتے ہیں ہم ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے مسلمانوں نے شکایت کی کہ ہم فقیر ہیں ننگے بدن ہیں ہمارے پاس کچھ مال نہیں حضور نے فرمایا " تم کو آنے والی

Marfat.com

ٹھیر گئے تھے، میں نے تمہیں تاکید کر دی تھی کہ بہت جلدی آنا میں نے جواب دیا "ابا جان میں ایک گرجا سے گزرا

بقیہ حاشیہ فتوحات مبارک ہوں، مجھ کو تمہارے فقیر ہونے کا اندیشہ نہیں مجھ کو یہ خوف لاحق ہے کہ جب تم مالدار بن جاؤ گے تمہاری حالت خراب ہو جائیگی بخدا تمہاری حکومت اتنی وسیع ہو جائیگی کہ تم سارا ایران ساری عیسائی حکومت اور حمیر کی پوری سلطنت پر قبضہ کرو گے حتیٰ کہ تمہارے تین زبردست لشکر ہوں گے ایک لشکر شام میں دوسرا لشکر عراق میں تیسرا لشکر یمن میں حتیٰ کہ جب سپاہی کو سو دینار بھی دئے جائیں گے تو وہ ناراض ہوگا کہ مجھے اتنے کم دینار کیوں ملے (ایک دینار د) ابن حوالہ فرماتے ہیں: "میں نے عرض کی حضورؐ شام پر کون قبضہ کر سکتا ہے وہاں عیسائیوں کی اتنی زبردست طاقت موجود ہے" حضورؐ نے جواب دیا "بخدا! اللہ تعالےٰ اس پر تمہارا قبضہ کرا دیگا حتیٰ کہ عیسائیوں کے بڑے بڑے افسر جو سفید قمیص پہنے ہوئے ہوں گے، ان کی گدیوں کے بال منڈے ہوئے ہوں گے (جیسا کہ آج کل عیسائیوں میں رواج ہے مترجم) معمولی مسلمان سپاہی جس کا رنگ سیاہ ہوگا کے سامنے ادب سے کھڑے ہوں گے۔ حالانکہ آج عیسائی تم کو بندروں سے بھی زیادہ حقیر سمجھتے ہیں" احمد بن محمد کاتب شام کی فضیلت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

احبّ الشام فی یسر و عسر — والمغض ماحییت بلاد مصر

میں ہر حالت خوشی و ناخوشی میں شام سے محبت رکھتا ہوں جبتک میں زندہ رہوں گا مجھے مصر سے نفرت رہیگی۔

وکم بالشام من شرف و فضل — و مرتقب لدی بر و بحر

شام کو بہت سے شرف اور فضیلتیں حاصل ہیں بری و بحری دونوں طرح کی خصوصیتیں اس میں موجود ہیں

بلاد بارك الرحمٰن فیها — فقدسها علی علم وخبر

اس ملک میں خدا نے بہت برکت دی ہے۔ علم اور حدیث کی وجہ سے اس کو مقدس بنایا ہے۔

بحتری شام کی فضیلت بیان کرتا ہوا کہتا ہے۔

فلم ار مثل الشام دار اقامة — لراح اغادیها و کأس ادیرها

میں نے شام سے اچھی کوئی قیام گاہ نہیں دیکھی صبح و شام میں اس میں عیش اڑاتا ہوں۔

مصحّة ابدان و نزهة اعین — ولهو نفوس دائم و سرورها

یہ ملک بدن ملک کے لئے صحت افزا ہے آنکھوں کی تروتازگی ہے یہاں طبیعتیں ہر وقت خوش رہتی ہیں۔

مقدسة جاد الربیع بلادها — ففی کل ارض روضة وغدیرها

مقدس ہے سارے ملک میں موسم بہار اچھا ہوتا ہے ہر علاقہ میں باغات اور تالاب ہیں۔

تباشر قطراها و اضعف حسنها — بان امیر المؤمنین یزورها

سارا ملک اچھا ہے اور بہت ہی خوبصورت ہے اس لئے کہ امیر المؤمنین یہاں تشریف لاتے ہیں ۔

(معجم البلدان باب الشین والالف وما یلیہا)

Marfat.com

جس میں عیسائی نماز پڑھ رہے تھے مجھے ان کی نماز پسند آئی میں غروب آفتاب تک انہی کے پاس رہا۔"
باپ نے کہا، بیٹا عیسائی مذہب اچھا نہیں تمہارا مجوسی مذہب اس سے اچھا ہے" میں نے کہا "آپ
غلط کہتے ہیں عیسائی مذہب ہمارے مذہب سے اچھا ہے" یہ سن کر میرے باپ نے مجھے دھمکایا اور
میرے پیروں میں بیڑیاں ڈال دیں پھر مجھے مکان میں قید کر دیا میں نے عیسائیوں کو پیغام بھیجا جب شام
سے کوئی قافلہ آئے مجھے مطلع کرنا شام سے ایک قافلہ آیا عیسائیوں نے مجھے اطلاع دی میں نے کہا جب
اہل قافلہ اپنے کام پورے کر چکیں اور واپس جانے کو طیار ہوں تو مجھے باخبر کرنا" جب یہ قافلہ واپس جانے
لگا تو مجھے خبر دی گئی میں نے اپنے پیروں سے بیڑیاں اتار کر پھینک دیں۔ اور ان کے ساتھ روانہ
ہوگیا۔ حتیٰ کہ شام پہنچا، میں نے وہاں دریافت کیا۔ سب سے بڑا پادری کون ہے مجھے بتایا گیا۔
"بڑے گرجا میں" میں اس کے پاس آیا میں نے کہا، میں عیسائی ہونا چاہتا ہوں اور اسی گرجا میں سکونت
اختیار کروں گا۔ اور آپ ہی کی خدمت کرتا رہوں گا۔ آپ سے مذہبی تعلیم حاصل کروں گا اس نے کہا
بہت اچھا اندر آجاؤ" یہ بدترین شخص تھا، عیسائیوں کو صدقہ و خیرات دینے کی ترغیب دیتا تھا۔
جب وہ اس کو مال دیتے تو یہ اپنے خزانہ میں جمع کر دیتا۔ کسی مسکین کو ایک حبہ بھی نہ دیتا۔ حتیٰ کہ سونے
وچاندی سے سات ٹھلیاں بھر گئیں میں اس کی یہ حرکات دیکھ کر اس سے سخت متنفر ہو گیا پھر اسے
موت آگئی اور تمام عیسائی اسے دفن کرنے کے لئے جمع ہوتے میں نے ان سے کہا یہ بدترین شخص تھا
تم کو صدقہ و خیرات کرنے کا حکم دیتا تھا۔ اور خود کسی مسکین کو ایک حبہ بھی نہ دیتا تھا، صدقات و خیرات
کا جتنا مال اسے دیتے تھے، یہ سب اپنے پاس جمع کر لیتا تھا،" انہوں نے کہا "تم کو اس کا کیا علم"
میں نے جواب دیا" میں تم کو اس کا خزانہ بتاتا ہوں" جب میں نے ان کو وہ دفینہ دکھایا تو انہوں نے
سونے وچاندی سے بھری ہوئی سات ٹھلیاں نکالیں یہ دیکھ کر عیسائیوں کو بہت غصہ آیا انہوں نے
کہا ہم اسے دفن نہیں کریں گے، اس کے بعد انہوں نے اس کی نعش سولی پر چڑھا دی پتھر مارے دوسرے
شخص کو اس کی جگہ مقرر کر دیا یہ پادری بہت ہی دیندار اور نہایت صالح تھا میں نے اس سے زیادہ زاہد
کسی عیسائی کو نہیں دیکھا یہ دنیا کو لات مارتا آخرت کی طرف رغبت رکھتا تھا اس سے مجھے بھی بہت
محبت ہوگئی، میں ایک عرصہ تک اس کے پاس رہا۔ حتیٰ کہ اس کی وفات کا وقت آیا میں نے کہا میں
ایک عرصہ سے آپ کی خدمت میں رہتا ہوں اور مجھے آپ سے بہت ہی محبت ہے اب آپ
دوسرے عالم کو سدھار رہے ہیں اب آپ مجھے کس کے حوالہ کرتے ہیں" کہا "اے بیٹا بخدا میرے علم میں
کوئی ایسا شخص نہیں جو میری طرح دین کا خادم اور مذہب کا پابند ہو، سب نیک لوگ ہلاک ہو چکے ہیں،

Marfat.com

اور عیسائیوں نے اپنے مذہب میں بہت سی تبدیلیاں کرلی ہیں، ہاں صرف ایک شخص ہے جو موصل[۱] میں رہتا ہے اس کا یہ نام ہے تم اس کے پاس جاؤ" جب یہ فوت ہوگیا اور جب یہ دفن ہوچکا — تو میں

---

[۱] موصل اہل اسلام کے بڑے شہروں میں سے ہے۔ یہ عراق کا دروازہ ہے۔ خراسان کی کنجی ہے قافلوں کی بڑی زبردست منزل ہے یہاں سے آذربائیجان کو سڑک جاتی ہے۔ دنیا میں صرف یہ تین بڑے شہر ہیں نیشاپور کیونکہ یہ مشرق کا دروازہ ہے دمشق کیونکہ یہ مغرب کا دروازہ ہے موصل کیونکہ یہاں سے دونوں جانب جاسکتے ہیں۔ اس کا نام موصل اس واسطے ہے کہ یہ الجزیرہ اور عراق کو ملاتا ہے بعض کہتے ہیں دجلہ اور فرات کو ملاتا ہے بعض کہتے ہیں بلکہ جس بادشاہ نے اس کی بنا ڈالی تھی۔ اس کا نام موصل تھا یہ قدیمی شہر دجلہ کے ایک طرف ہے اس کے بالمقابل جانب شرقی نینوا تھا۔ موصل شہر کے عین وسط میں حضرت جرجیسؑ نبی کی قبر واقع ہے۔ بنی امیہ کے آخری خلیفہ مروان بن محمد بن مروان بن حکم جو مروان حمار کے نام سے مشہور ہے نے اس شہر کی فصیل بنائی تھی۔ اس زمانہ میں اس شہر کا خراج ایک کروڑ ساٹھ لاکھ درہم تھا (ایک درہم چالیس پائی کے قریب ہوتا ہے) بعد میں اس کی آبادی بڑھ گئی۔ اور خراج میں بھی اضافہ ہوگیا تھا، پرانی کتابوں میں درج ہے اگر کوئی مسافر ایک سال موصل ہی سکونت اختیار کرے اس کی جسمانی طاقت بڑھ جاتی ہے اور اگر ایک سال بغداد میں اقامت اختیار کرے تو اس کی عقل بڑھ جاتی ہے اور اگر ایک سال اہواز میں سکونت اختیار کرے تو اس کے جسم وعقل دونوں میں نقص پیدا ہوتا ہے اور اگر بیت المقدس میں ایک سال سکونت رکھے تو ہمیشہ خوش وخرم رہے گا اس کا سبب یہ ہے کہ موصل کی آب و ہوا بہت اچھی ہے۔ اس کا پانی شیریں ہے اور اہواز کی آب وہوا خراب ہے۔ اور بغداد کی آب وہوا بہت ہی لطیف ہے موصل میں صرف یہی عیب ہے۔ کہ اس میں باغات کم ہیں۔ کوئی نہر جاری نہیں، موسم گرما میں شدت کی گرمی پڑتی ہے۔ اور موسم سرما میں سخت جاڑا شہر کی عمارات بہت پختہ اور شاندار ہیں سنگ مرمر و دیگر قیمتی پتھروں سے بنی ہوئی ہیں۔ فصیل کے اندر دو جامع مسجد ہیں دونوں میں جمعہ ہوتا ہے ایک کو نورالدین محمود زنگی نے تعمیر کیا تھا یہ عین بازار کے وسط میں واقع ہے دوسری مسجد ایک گوشہ میں بلند جگہ پر واقع ہے۔ مروان بن محمد نے اس کو بنوایا تھا۔ سری بن احمد رفا شاعر موصل کا اشتیاق ظاہر کرتے ہوئے کہتا ہے

سقی ربی الموصل الفیحاء من بلد   جودٌ من المزن یحکی جود أهلها

موصل جیسے فراخ شہر کے جانوروں پر ابر سفید سے خوب بارش برسے جو اس شہر کی سخاوت کی نقل کررہا ہو

ءاندبُ العیش فیها ام النوح علی   ایامها ام اُعزّی فی لیالیها

کیا میں اس کے عیش گنواؤں یا اس کے دنوں پر نوحہ کروں۔ یا اس کی راتوں کی تعزیت کروں۔

Marfat.com

اس کے وصیت کے مطابق موصل چلا آیا۔ مطلوبہ شخص کے پاس پہنچا میں نے کہا فلاں بزرگ نے وفات پاتے وقت مجھ سے آپ کے متعلق وصیت کی تھی کہ میں آپ کی خدمت میں پہنچ جاؤں" اس نے کہا میرے پاس اقامت اختیار کرو" میں اس کے پاس ٹھیر گیا، میں نے اسے بہترین شخص پایا تھوڑے دنوں بعد وہ بھی فوت ہونے لگا میں نے کہا " میں فلاں بزرگ کی وصیت کے مطابق آپ کے پاس آیا اب آپ بھی آخرت کا رُخ کر رہے ہیں اور مجھے کس کے حوالے کرتے ہیں" اس نے کہا " بیٹا میرے علم میں کوئی ایسا دیندار شخص نہیں ہاں ایک شخص نصیبین[1] میں رہتا ہے۔ اس کا یہ نام ہے۔ تم اس کے پاس چلے جاؤ

ارض حین الیھا من یفارقھا ۔ ویحمد العیش فیھا من یدانیھا

یہ ایسی زمین ہے کہ جو شخص اس سے جدا ہو جائے پھر اس کا آرزو مند ہوگا اور جو شخص اس میں سکونت اختیار کریگا اس کی زندگی اچھی گزرے گی۔

بغداد سے موصل تک چوہتر فرسخ ہیں (ایک فرسخ مساوی ہے تین میل کے اور ایک میل چلنے والے اُونٹ کے چار ہزار قدم کا ہوتا ہے، برہان کتاب میں ہے ایک میل چار ہزار گز اور ایک گز چھ مشت کا ہوتا ہے) موصل میں بڑے بڑے عالم گزرے ہیں ان کی تعداد شمار میں نہیں آتی ہے (معجم البلدان باب المیم والواو وما یلیہا)

[1] نصیبین علاقہ الجزیرہ کا مشہور آباد شہر ہے اس سڑک پر واقع ہے جو موصل سے شام کو جاتی ہے اس علاقہ میں چالیس ہزار باغات ہیں سنجار سے نو فرسخ پر واقع ہے اور موصل سے چھ دن کا فاصلہ ہے اس شہر میں بچھو بہت ہوتے ہیں باغات اور پانی کی کثرت کی وجہ سے یہ شہر وبائی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "جس شب کو مجھے معراج ہو تو مجھے ایک شہر دکھایا گیا تو مجھے پسند آیا میں نے حضرت جبرئیل سے دریافت کیا " یہ کونسا شہر ہے" جواب دیا " نصیبین" میں نے کہا اللھم عجل فتحھا واجعل فیھا برکتہ للمسلمین یا اللہ یہ شہر جلد ہی فتح کرا دے۔ اور اس کو مسلمانوں کے لئے باعث برکت بنائے حضرت عیاض رضہ بن غنم اپنا لشکر لے کر وارد ہوئے شہر کے فتح ہونے میں دیر لگی انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ دشمن ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو گیا۔ حضرت عثمان غنی کی طرف سے شام والجزیرہ کے حاکم تھے نصیبین کے عامل نے ان کو لکھا " میرے ساتھ جتنے مسلمان تھے ان میں سے کچھ افراد بچھوؤں کے ڈسنے سے شہید ہو گئے۔" حضرت امیر معاویہ رضہ نے حکم دیا۔ شہر کے ہر حصہ کے لوگوں کو حکم دو کہ وہ ہر رات اتنی تعداد میں بچھو مار دیا کریں۔" اس حکم کی تعمیل کی گئی اور بہت بچھو گھٹ گئے۔

مشہور مؤرخ سیف بیان کرتا ہے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے سنہ ۱۷ھ میں کوفہ سے حضرت عیاض بن غنم کو الجزیرہ فتح کرنے کے لئے مامور کیا۔ (باقی صفحہ ۱۱۵ پر)

"جب یہ انتقال کر گئے۔ اور دفن ہو چکے تو میں نصیبین میں اس بزرگ کے پاس آیا میں نے اُسے خبر دی کہ میں فلاں بزرگ کی وصیت کے مطابق آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور اس سے پہلے مجھے ان دو بزرگوں سے واسطہ پڑا ہے اس نے کہا میرے پاس رہو میں اس کے پاس رہنے لگا واقع میں یہ بزرگ بھی فرشتہ سیرت نکلے تھوڑے ایام گزرنے کے بعد ان کی اجل بھی آپہنچی میں نے کہا میں فلاں بزرگ کی وصیت کے مطابق آیا ہوں آپ سے پہلے مجھے تین شخصوں سے واسطہ پڑا ہے اب آپ بھی سفر آخرت اختیار کر رہے ہیں آپ مجھے کس کے حوالہ کرتے ہیں کہا " بیٹا میرے علم میں کوئی شخص باقی نہیں جو صحیح مذہب پر قائم ہو ارض روم کے ایک شہر عموریہ[1] میں ایک شخص اس نام کا رہتا ہے اگر تمہاری خواہش ہو تو اس کے پاس

بقیہ حاشیہ:۔ دوسرے مؤرخ کہتے ہیں بلکہ حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح نے شام سے یہ مہم روانہ کی حضرت عبد اللہؓ بن عبد اللہؓ بن عتبان لشکر لیکر وجلہ کے کنارے آئے موصل پہنچکر شہر بلا عبور کیا جب نصیبین کے سامنے پہنچے تو شہر کے باشندے صلح کی درخواست لے کر حاضر ہوئے حضرت عبد اللہ رضہ نے حضرت عیاض رضہ کو لکھا انہوں نے منظوری عطا کی اس کے متعلق ابن عتبان ارشاد فرماتے ہیں۔

أَلا من مبلغ عنی بجیراً　　فما بینی و بینك من تعادی

کون شخص ہے جو بجیر کو میرا یہ پیغام پہنچا دے کہ اب میرے اور تیرے درمیان کوئی دشمنی نہیں۔

فان تقبل تلاقی العدل فینا　　فأنسی ما لقیت من الجهاد

اگر تم میرے پاس آ جاؤ تو ہم سے انصاف پاؤ گے پھر میں جہاد کی کلفتوں کو بھول جاؤں گا۔

وان تدبر فمالك من نصیب　　نصیبین فتلحق بالعباد

اور اگر تم نے پیٹھ موڑی تو پھر تم کو نصیبین کی غنیمت سے کوئی حصہ نہ ملیگا جیسا کہ دوسروں کو ملا ہے۔

وقد القت نصیبین الینا　　سواد البطن بالخرج الشداد

نصیبین شہر نے ہم کو بہت بڑا خراج ادا کیا۔

لقد لقیت نصیبین الدواهی　　بدهم الخیل والجرد الوراد

نصیبین نے ہمارے اعلیٰ گھوڑوں کی سوار فوج سے بہت سختی اٹھائی ہے　　نصیبین میں بڑے بڑے عالم گذرے ہیں ان کی فہرست لمبی ہے

(معجم البلدان باب النون والصاد وما یلیہما)

[1] عموریہ کو خلیفہ معتصم نے ۲۲۳ھ میں فتح کیا۔ چونکہ علویوں نے سر اٹھایا تھا اس کے بعد علویہ کے قید ہونے سے انقرہ بھی فتح ہو گیا۔ اس کا بہت لمبا قصہ ہے یہ فتح اسلام کی عظیم الشان فتوحات میں سے ہے۔

(معجم البلدان باب العین والمیم وما یلیہما)

Marfat.com

چلے جاؤ۔ جب یہ بھی وفات پاگئے اور دفن ہو چکے تو میں عموریہ میں اس شخص کے پاس چلا آیا، میں نے اُسے باخبر کیا کہ میں فلاں بزرگ کی وصیت کے مطابق آپ کے پاس آیا ہوں اُس نے کہا میرے پاس سکونت اختیار کرو۔ میں اُس کے پاس رہ پڑا۔ واقعہ میں بہت ہی دیندار اور صالح مرد تھا یہاں میں نے کچھ کسب کرنا بھی شروع کر دیا، حتیٰ کہ میرے پاس بہت سی گائیں اور بکریاں ہو گئیں اس کے بعد یہ بزرگ بھی سفر آخرت کا سامان طیار کرنے لگے۔ میں نے کہا میں فلاں بزرگ کی ہدایت کے مطابق آپ کے پاس آیا ہوں آپ سے پہلے مجھے اتنے بزرگوں سے واسطہ پڑا ہے اب آپ مجھے کس کے حوالہ کرتے ہیں کہا "پیارے بچے میرے علم میں روئے زمین پر کوئی شخص ایسا نہیں جو صحیح معنوں میں مذہب پر قائم ہو اب عرب میں آخری نبی کے مبعوث ہونے کا وقت قریب آگیا ہے۔ وہ مدینہ میں ہجرت کر جائیں گے ان کی علامت یہ ہے کہ وہ صدقہ و خیرات بالکل نہیں کھائیں گے۔ البتہ تحفے قبول کرلیں گے۔ ان کے دونو کندھوں کے درمیان مہر نبوت موجود ہے۔ جس طرح بھی تم سے ہو سکے تم بہت جلد اس ملک میں پہنچو" یہ وصیت کر کے وہ انتقال فرما گئے ان کو دفن کر دیا گیا پھر میں کچھ دن عموریہ میں مقیم رہا۔ عرب تاجروں کا ایک قافلہ جو قبیلہ کلب سے تعلق رکھتا تھا وہاں سے گزرا، میں نے ان سے کہا "تم مجھے سرزمین عرب میں پہنچا دو میں اپنا یہ سب مال گائیں اور بکریوں کا ریوڑ تمہارے حوالہ کر دوں گا، انہوں نے کہا "اچھا" اس کے بعد انہوں نے مجھے اپنے قافلہ میں شامل کرلیا۔ جب وہ وادئ قرایٰ[1] میں پہنچے تو انہوں نے مجھ پر ظلم کیا مجھے غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر ڈالا، اب میں اس یہودی کا غلام تھا میں اس کے کھجوروں کے باغات کی نگرانی کرتا تھا۔ میرے دل میں خیال گزرا شاید یہ وہی متبرک شہر ہو جس کا ذکر مرحوم نے وفات پاتے وقت کیا تھا۔ لیکن میرے دل میں یقین نہ تھا۔ کہ یہ وہی شہر ہے ایک روز کا ذکر ہے کہ میں اپنے آقا کے پاس تھا کہ اس کا چچازاد بھائی جو قبیلہ قریظہ سے تھا اُس کے پاس آیا، اُس نے مجھے خرید لیا۔ اور مدینہ لے گیا۔ اب وہ تمام علامات اس شہر میں پائی جاتی تھیں مجھے یقین آگیا کہ یہی وہ مقدس شہر ہے میں اس شہر میں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوتے حضورؐ مکہ میں مقیم تھے میں اپنی غلامی کی وجہ سے آپ کے حالات معلوم کرنے سے قاصر تھا اس کے بعد حضورؐ نے مدینہ منورہ میں ہجرت کی ایک روز کا ذکر ہے کہ میں اپنے آقا کے باغ میں ایک کھجور کے درخت کا خوشہ درست کر رہا تھا میرا آقا درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا دفعتہً اس کا چچازاد بھائی آیا، آتے ہی کہا بنی قبلہ کو خدا ہلاک کرے وہ اس وقت قبا میں ہے لوگ اُس کے پاس جمع ہو رہے ہیں، وہ آج ہی مکہ سے آیا ہے، لوگوں کا خیال ہے کہ یہ نبیؐ ہے" حضرت سلمان رضؓ ارشاد فرماتے ہیں یہ سنتے ہی میرا بدن کانپنے لگا حتیٰ کہ مجھے خیال گزرا کہ میں

---

[1] وادی قریٰ شام اور مدینہ کے درمیان مشہور وادی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے بعد ۷ھ میں اسے فتح کیا۔ ایک شاعر کہتا ہے:- الا لیت شعری ھل ابیتن لیلۃً ÷ بوادی القریٰ انی اذاً لسعید ÷ کاش میں ایک شب وادی قرایٰ میں گزارتا تو میں خوش نصیب رہتا۔ (معجم البلدان القاف والالف وما یلیہا)

اپنے آقا پر گرا چاہتا ہوں میں اسی دم کھجور کے درخت سے نیچے اتر آیا، میں نے اس کے چچا زاد بھائی سے کہا "تم کیا کہہ رہے ہو" یہ سنکر میرا آقا مجھ پر ناراض ہوا اور زور سے مجھے ایک مکہ رسید کیا۔ پھر کہا "تجھے اس سے کیا" تو اپنا کام کر" میں نے کہا "کچھ نہیں میں یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں" میرے پاس کچھ مال جمع تھا شام کو یہ مال لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا "مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ایک صالح مرد ہیں، آپ کے ساتھ غربا کی ایک جماعت ہے۔ میرے پاس صدقہ کا کچھ مال ہے۔ میں یہ آپ کو دینا چاہتا ہوں" یہ کہ کر میں نے مال پیش کر دیا، حضور نے اپنے ساتھیوں سے کہا "تم کھاؤ" آپ نے اپنے ہاتھ روک لیے۔ اور اس میں سے کچھ نہ کھایا، میں نے اپنے دل میں کہا "یہ حضور کی پہلی علامت ہے" اس کے بعد میں واپس چلا آیا، پھر میں نے کچھ مال جمع کیا اور حضور مدینہ میں تشریف لے آئے۔ میں پھر حاضر خدمت ہوا میں نے عرض کیا، "میں نے دیکھا ہے کہ آپ صدقہ و خیرات نہیں کھاتے یہ تحفہ ہے جو آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں" حضور نے قبول فرما لیا۔ آپ نے کھایا یا اپنے صحابہ کرام سے کہا "تم بھی میرے ساتھ کھانے میں شریک ہو جاؤ" میں نے اپنے دل میں کہا "یہ حضور کی دوسری علامت ہے"، پھر میں تیسری دفعہ حضور کی خدمت میں آیا، آپ اس وقت بقیع غرقد (مدینہ کے قبرستان) میں تھے کسی مسلمان کے جنازہ کے ہمراہ تھے، آپ صحابہ رض کرام کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے چادر اوڑھ رکھی تھی، میں نے سلام کیا پھر میں حضور کی پشت کی طرف مڑا۔ تاکہ مہر نبوت دیکھوں جس کا ذکر مرحوم نے کیا تھا۔ جب حضور نے مجھے اپنے پیچھے مڑتے دیکھا تو سمجھ گئے کہ میں کچھ معلوم کرنا چاہتا ہوں حضور نے اپنی پیٹھ سے چادر اتار دی میں نے مہر نبوت دیکھ لی اسی دم نیچے گرا اور مہر نبوت کے بوسے لینے شروع کر دئے پھر میں رونے لگا حضور نے فرمایا "سامنے آجاؤ" میں حضور کے سامنے آگیا میں نے حضور کو تمام ماجرا سنایا حضور میری سرگذشت سن کر بہت خوش ہوئے اور صحابہ کرام سے فرمایا "تم سن رہے ہو"، اس کے بعد میں بدستور اپنی غلامی میں تھا حتی کہ بدر اور احد کی لڑائیاں ہو گئیں، اس کے بعد حضور نے مجھ سے فرمایا "تم اپنے آقا سے مکاتبت کر لو (تحریری معاہدہ کہ اگر میں اتنی رقم پیش کر دوں تو مجھے آزاد کر دینا) میں نے اپنے آقا سے مکاتبت کر لی کہ تین سو کھجوروں کے پودے لگا دوں گا اور چالیس اوقیہ (ایک اوقیہ مساوی ہے چالیس درہم کے) نقد ادا کروں گا حضور نے صحابہ کرام رض سے فرمایا اس معاملہ میں اپنے بھائی کی مدد کرو" صحابہ کرام رض نے میری مدد کی، ایک مسلمان تیس پودے لایا، دوسرا بیس تیسرا پندرہ چوتھا دس پودے لایا الغرض سب مسلمانوں نے حسب حیثیت مجھے پودے مہیا کئے حتی کہ میرے پاس تین سو پودے جمع ہو گئے حضور نے مجھ سے فرمایا "سلمان جاؤ پودوں

Marfat.com

سے لیے گڑھے کھودو جب تم سب گڑھے کھود چکو تو مجھے باخبر کرنا میں خود اپنے ہاتھ سے پودے نصب کروں گا میں نے گڑھے کھودے صحابہ کرام رضی نے اس میں بھی میری اعانت کی جب میں گڑھے کھود چکا تو حضورؐ کو باخبر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہمراہ تشریف لائے ہم پودے حضورؐ کے قریب رکھتے اور حضورؐ اپنے ہاتھ سے ان کو نصب کرتے تھے اللہ کی قسم ان میں سے ایک پودہ بھی نہیں مرا، اب میرے ذمہ صرف نقد روپیہ ادا کرنا باقی تھا حضورؐ کے پاس کسی کان سے مرغی کے انڈے کے برابر سونا آیا حضورؐ نے فرمایا۔ ”سلمان فارسی کو بلالاؤ“ میں طلب کیا گیا حضورؐ نے فرمایا ”سلمان یہ سونا لو اور اپنی بقیہ رقم ادا کرو“ میں نے عرض کیا، حضورؐ اس معمولی ٹکڑے سے میری معتد بہ رقم کس طرح ادا ہو سکتی ہے“ حضورؐ نے فرمایا ”لے لو تمہاری رقم پوری ہو جائیگی میں نے یہ ٹکڑا لے لیا۔ میں نے اس کا وزن کیا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں سلمان کی جان ہے وہ ٹکڑا پورا چالیس اوقیہ کے برابر تھا میں نے اپنی رقم ادا کر دی اور سلمان آزاد ہو گیا اس کے بعد غزوہ خندق میں سلمان آزاد ہو کر شامل ہوا، پھر کسی غزوہ سے غیر حاضر نہ تھا۔

(تاریخ ابن کثیر صفحات از ۲۱۱ تا ۲۱۴ جلد ۲)

حضرت عبد اللہؓ بن سلام کا اسلام

حضرت عبد اللہؓ بن سلام فرماتے ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبا میں نزول فرما ہوئے تو میں اس وقت اپنے باغ میں ایک کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا کچھ کام کر رہا تھا اور میری پھوپھی خالدہ بنت حارث میرے نیچے بیٹھی ہوئی تھی جب میں نے حضورؐ کے آنے کی خبر سنی تو میں نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا، پھوپھی نے کہا ”اگر تم حضرت موسیٰؑ کے آنے کی خبر سنتے تو یہ تکبیر نہ کہتے“ میں نے کہا ”یہ حضرت موسیٰؑ کے بھائی ہیں، انہی کے دین پر ہیں وہی دین اسلام لے کر مبعوث ہوئے ہیں پھوپھی نے کہا ”میرے بھتیجے کیا وہی نبیؐ ہے جس کے متعلق ہمیں خبر دی گئی ہے“ میں نے کہا ”ہاں یہ وہی آخری نبی ہے“ اس نے کہا ”تو پھر تم ضرور ان کے پاس جاؤ“ اس کے بعد میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے آپ کا چہرہ دیکھتے ہی کہا ”یہ جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں“ اس وقت حضورؐ یہ ارشاد فرما رہے تھے۔

افشوا السلام واطعموا الطعام وصلوا بالليل والناس نيام تدخلوا الجنة بسلام

آپس میں کثرت سے السلام علیکم کہو۔ دوسروں کو کھانا کھلاؤ جب رات کو لوگ سوئے پڑے ہوں تم نماز پڑھو ایسا کرنے سے سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

میں آگے بڑھا اور کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا میں نے عرض کیا میں یہودیوں کا سردار اور شریف زادہ ہوں

ان کا سب سے بڑا عالم اور سب سے بڑے عالم کا بیٹا ہوں اس سے پہلے کہ ان کو میرے مسلمان ہونے کی خبر ملے آپ ان کو بلا کر میرے متعلق دریافت کیجئے" حضورؐ نے یہودیوں کو طلب کیا ان سے دریافت کیا" تم میں عبد اللہ بن سلام کوئی شخص ہے" یہودیوں نے جواب دیا" ہاں ہمارا سردار ہے ہمارے سردار کا بیٹا ہے ہمارا سب سے بڑا عالم اور سب سے بڑے عالم کا بیٹا ہے" حضورؐ نے فرمایا" اگر وہ مسلمان ہو جائے" یہودیوں نے کہا حاشا وکلا وہ کبھی بھی مسلمان نہ ہوگا" حضورؐ نے آواز دی" عبد اللہ بن سلام باہر نکل آؤ" یہ باہر نکلے اور کہا :-

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ — میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود ہی نہیں اور

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ — محمد اللہ کا رسول ہے۔

یہ سن کر یہودیوں نے حضرت عبد اللہ بن سلام کو گالیاں دینی شروع کیں" یہ ہماری قوم کا بدترین شخص ہے اس کا باپ بھی بڑا خبیث تھا وغیرہ وغیرہ" (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۲۱۱ جلد ۳)

عبد اللہ بن ابی

حضورؐ جب قبا سے روانہ ہوئے اور راستہ میں ہر محلہ کے انصار آپ کو بلاتے تھے تو حضورؐ مشہور منافق عبد اللہ بن ابی کے مکان کے سامنے سے بھی گزرے حضورؐ وہاں ٹھہر گئے۔ اس امید پر کہ وہ آپ کو اپنے ہاں ٹھہرنے کی دعوت دیگا۔ یہ اندر تھا اس نے حضورؐ سے کہا" جن لوگوں نے تم کو بلایا ہے انہی کے ہاں ٹھہرو" حضورؐ نے انصار سے اس کا تذکرہ کیا حضرت سعدؓ بن عبادہ نے عرض کیا" آپ کی آمد سے پہلے ہم اس پر تاج رکھنے والے تھے اور اس کو اپنا بادشاہ بنانا چاہتے تھے خدا نے ہم پر بڑا فضل کیا کہ آپ کو ہمارے پاس بھیج دیا۔ اور ہم اس خبیث سے بچ گئے۔ عبد اللہ بن ابی قوم خزرج کا سردار تھا۔

خلفاء راشدین کا تقرر

مسجد النبی کی تعمیر کے دوران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پتھر اٹھا کر نصب کیا۔ پھر حکم دیا" ابو بکرؓ ایک اور پتھر اٹھا کر لائیں اور میرے پتھر کے پہلو میں نصب کریں اس کے بعد عمرؓ تیسرا پتھر اٹھا کر لائیں اور ابو بکرؓ کے پتھر کے پہلو میں نصب کریں اس کے بعد عثمانؓ چوتھا پتھر اٹھا کر لائیں اور عمرؓ کے پتھر کے پہلو میں نصب کریں جب اس حکم کی تعمیل ہو گئی تو حضورؐ نے فرمایا میرے بعد یہ تینوں مسلمانوں کے بادشاہ ہیں"

Marfat.com

مدینہ کی وباء

ہجرت کے بعد مدینہ میں وباء شروع ہوگئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا صحابہ کرامؓ کو بخار چڑھا اور اتنے کمزور و نحیف ہوگئے، کہ کھڑے ہوکر نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ اور آپکے دو نو آزاد کردہ غلام عامرؓ بن فہیرہ و بلالؓ ایک ہی مکان میں مقیم تھے۔ ان سب کو تپ چڑھا حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں" میں ان کے پاس آئی اس وقت تک پردہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ میں نے کہا" ابا جان کیا حال ہے" فرمایا:۔

کل امریٔ مصبح فی اھلہ + والموت ادنیٰ من شراک نعلہ

ہر شخص اپنے گھر والوں میں خوش و خرم ہے، اور کیفیت یہ ہے کہ موت جوتی کے تسمے سے بھی قریب ہے۔

میں نے کہا میرے والد کو اتنے زور سے بخار چڑھا ہوا ہے کہ ان کو معلوم نہیں کہ اپنے منہ سے کیا کہہ رہے ہیں" اس کے بعد حضرت عامرؓ بن فہیرہ کے قریب آئی پوچھا عامر کیا حال ہے اس نے فرمایا:۔

لقد وجدت الموت قبل ذوقہ ان الجبان حتفہ من فوقہ

میں نے موت کو اس کا ذائقہ چکھنے سے پہلے پایا۔ بزدل کی ہلاکت اس کے اوپر ہے۔

میں نے کہا ان کو بھی معلوم نہیں کہ یہ اپنے منہ سے کیا کہہ رہے ہیں" اس کے بعد میں حضرت بلال رضؓ کے قریب آئی جب ان کو بخار چڑھتا تو مکان کے صحن میں لیٹ جاتے اور گریہ و زاری کے لہجہ میں کہتے۔

الا لیت شعری ھل ابیتن لیلۃ بفخ وحولی اذخر و جلیل

کاش میں ایک شب مقام فخ میں گذارتا، اور میرے گرد و پیش اذخر گھاس ہوتی۔

وھل اردن یوما میاہ مجنۃ وھل یبدون لی شامۃ وطفیل

کیا میں کسی روز مجنہ کے چاہ پر وارد ہو سکتا ہوں۔ اور کیا مجھے شامہ (مکہ کا پہاڑ) اور طفیل وادی نظر آسکتی ہے۔

اس کے بعد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کو خبر دی حضورؐ نے یہ دعا مانگی:۔

اللھم حبب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ او اشد وصححھا وبارک لنا فی صاعھا ومدھا وانقل حماھا فاجعلھا بالجحفۃ

یا اللہ ہمیں مدینہ ایسا ہی محبوب بنادے جیسا کہ ہمیں مکہ سے محبت ہے یا اس سے زیادہ۔ ہمیں مدینہ سے محبت ہوجائے مدینہ کی آب و ہوا اچھی رکھ اس کے پیمانے صاع و مد میں ہمارے لئے برکت دے اور اس کی وباء بخار مقام جحفہ میں منتقل کردے۔

Marfat.com

صحیح بخاری میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میں نے دیکھا کہ ایک کالی عورت جس کے بال پراگندہ تھے مدینہ سے نکل کر حجفہ میں چلی گئی۔"

(تاریخ ابن کثیر صفحہ ۲۲۴ جلد ۳)

سلسلۂ مواخاۃ

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضؓ کے مکان میں مہاجرین و انصار کے مابین سلسلہ اخوت (بھائی چارا) قائم کیا حتیٰ کہ اگر ان میں سے کوئی فوت ہو جاتا تو دوسرا اُس کا وارث بنتا مثلاً انصاری مرجاتا تو مہاجر اس کا وارث قرار پاتا بعد میں یہ وراثت منسوخ ہو گئی ان کی تعداد صرف ستر تھی،

(زاد المعاد صفحہ ۳۱۲ جلد اوّل)

یہودی اقوام سے معاہدے

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے یہودیوں سے دوستانہ معاہدے کئے ان کو حلیف بنایا معاہدہ میں لکھا گیا کہ تمام یہودی آئندہ مسلمانوں سے دوستانہ تعلقات رکھیں گے کسی غیر مسلم قوم سے ظاہراً نہ باطناً کوئی تعلق رکھیں گے اور نہ مسلمانوں کے خلاف کسی غیر قوم کو کسی طرح سے امداد دیں گے۔ اور ہمیشہ مسلمانوں کے وفادار رہیں گے اس اقرار نامے پر باقاعدہ دستخط ثبت ہوئے اعلی العموم یہ یہودی تین قبائل پر مشتمل تھے۔ بنو قینقاع، بنو نضیر، بنو قریظہ، بعد میں انہوں نے معاہدہ شکنی کی پہلے تو خفیہ طور پر مسلمانوں کے دشمنوں کی امداد کرتے رہے، بعد میں علانیہ مسلمانوں سے برسرپیکار ہو گئے نمبر ۱ کو حضورؐ نے معاف کر دیا نمبر ۲ کو جلاوطن اور نمبر ۳ کا قتل عام اور ان کی اولاد کو قید کر لیا، سورہ حشر بنی نضیر اور سورہ احزاب بنی قریظہ کے بیان میں نازل ہوئی،

حکمِ جہاد کی آمد

چونکہ اسلام صلح و صفائی کا مسلک رکھتا ہے نرمی و دلجوئی سے اپنے احکام دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ صبر و تحمل اس کا خاصہ اور اولین پیش خیمہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء اسلام میں انہی زرین اصول پر عملدرآمد کیا، آپ نرمی اور خوش کلامی سے لوگوں کو سمجھاتے احسن طریقہ سے اسلام کا مقصد ان کے سامنے پیش کرتے تھے۔ لیکن کافروں نے اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آپ پر بے جا سختی شروع کر دی۔ دردناک مظالم و ستم کا شروع کیا۔ تقریباً تین برس تک آپ کا معاشرتی مقاطعہ کیا گیا،

آپ کو بُری سے بُری گالیاں دی گئیں بے عزت کیا گیا، زدوکوب کیا گیا۔ شیطان بچوں، غنڈوں بدمعاشوں اور اوباشوں کو آپ کے پیچھے لگایا گیا، پتھر برسائے گئے الغرض دنیا میں جتنے غیر مہذبانہ وغیر شریفانہ طریقے تھے۔ سب اختیار کیے گئے اور سب کافروں نے استعمال کئے صرف اسی پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ ان لوگوں کو جو حضورؐ کی اطاعت، تابعداری اور اسلام قبول کرتے ان کو بھی خوفناک مصائب کا تختۂ مشق بنایا گیا ہر طرح سے اُن کو تکلیفیں پہنچائی گئیں اور جب مسلمانوں نے اتمام حجت کے لئے دور دراز ملکوں کا راستہ اختیار کیا تو ان کو وہاں بھی نہ چھوڑا جب کافروں کو سب طرف سے ناکامیابی و نامرادی ہوئی تو انہوں نے دنیا کا بدترین کام اختیار کیا یعنی ایک شریف کو بدترین طریقہ سے قتل کرنے کی سازش کی گئی آخر خدا بڑا منصف اور اپنے بندوں کا نگہبان ہے وہ تیرہ برس تک کفار کے مظالم صبر کے ساتھ دیکھتا رہا۔ اس نے مسلمانوں کو صبر و تحمل کرنے مصائب برداشت کرنے اور کافروں پر کسی قسم کا ہاتھ نہ اٹھانے کی تلقین و ہدایت کی مگر جب کافروں کے انتہائی مظالم سے اس کا پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا۔ تو اس نے بالفاظ ذیل جہاد کا حکم دیا۔

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ۝ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ

چونکہ کافر مسلمانوں سے لڑتے ہیں ان پر ظلم کرتے ہیں چونکہ مسلمان مظلوم ہیں اور صرف اتنی بات کہنے پر کہ ہمارا رب اللہ ہے ناحق ناروا ان کو ان کے گھروں سے نکالتے ہیں لہٰذا اب مسلمانوں کو کافروں سے جہاد کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ اور اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ اور اگر لوگوں کو (بذریعہ جنگ و قتال) ایک دوسرے کے ہاتھ سے دفع کرتا رہے تو نصاریٰ کے گرجے یہودیوں کے عبادت خانے اور مسلمانوں کی مسجدیں جن میں کثرت سے اللہ کا نام لیا جاتا ہے کبھی کے ڈھائے جا چکے ہوتے اور جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ (بھی) ضرور اس کی مدد کریگا کچھ شک و شبہ نہیں کہ اللہ زبردست اور سب پر غالب ہے۔ ان مسلمانوں کو خدا اگر سلطنت و حکومت عطا کرے تو یہ نماز قائم کرینگے زکوٰۃ دیں گے اور لوگوں کو امر بالمعروف (اچھے کام کرنے کی ہدایت) اور نہی عن المنکر (برے کاموں سے منع کرینگے اور سب چیزوں کا انجام کار خدا کے اختیار میں ہے۔"

خدا نے کیا ہی مختصر الفاظ میں جہاد و اسلام کے مقاصد بیان کر دیئے ہیں، حضور کا قاعدہ تھا کہ صبح کے

Marfat.com

وقت لڑائی شروع کرتے۔ اگر صبح کا وقت نہ ہوتا تو جب تک زوال نہ ہو جاتا لڑائی ملتوی رکھتے اور دوپہر کے وقت لڑائی شروع کر دیتے کیونکہ اس وقت ہوائیں چلتی ہیں، اور خدا کی مدد اُترتی ہے دنیز سفر جہاد بھی دن کے اول حصہ میں شروع کرتے۔ حضور ہر معاملہ میں اور قومی امور کے متعلق ہر بات میں صحابہ کرام سے مشورہ کرتے۔ حضور ہمیشہ کوچ کرتے وقت فوج کے پیچھے رہتے تاکہ کمزوروں کو آگے بڑھائیں اور فوج سے کٹے ہوئے سپاہیوں کو سواری پر چڑھائیں۔ جب کسی میدان جنگ کے رُخ کرنے کا ارادہ کرتے تو سمتِ مخالف کا اظہار کرتے۔ مثلاً اگر مشرق کی طرف جانا ہوتا تو اعلان فرماتے "ہم مغرب کی طرف رخ کریں گے" تاکہ دشمن غافل رہے۔ یہ بھی فنون جنگ سے ہے فرماتے الحرب خدعۃ (لڑائی دھوکہ سے فتح ہوتی ہے) دشمن کی خبریں معلوم کرنے کے لئے جاسوس اور مخبر بھیجتے۔ میدانِ جنگ میں پہنچنے کے بعد خدا سے فتح کی دعا مانگتے۔ اللہ تعالےٰ کے سامنے خوب گڑگڑاتے، تضرع الحاح عاجزی کرتے۔ جب کسی قوم پر کامیابی حاصل ہوتی تو میدان جنگ میں تین روز تک ٹھیرے رہتے۔ جب کسی بستی پر اچانک حملہ کرتے غارت ڈالتے۔ شبخون مارنے کا ارادہ کرتے تو پہلے ٹھیر جاتے۔ اگر اُس بستی میں اذان کی آواز سنتے تو حملہ روک دیتے اور اگر اذان نہ سنتے تو اچانک ٹوٹ پڑتے۔ لڑائی سے پہلے یہ دعا مانگتے

اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ وَمُجْرِیَ السَّحَابِ وَھَازِمَ الْاَحْزَابِ اِھْزِمْھُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْھِمْ

اے اللہ! قرآن مجید اتارنے والے! بادلوں کو چلانے والے، کفار کے گروہوں کو شکست دینے والے ان کافروں کو ہزیمت دے اور ہم کو فتح عطا کر۔

اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْ نُصْرَکَ

یا اللہ! اپنی مدد اُتار

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ عَضُدِیْ وَاَنْتَ نَصِیْرِیْ وَبِکَ اُقَاتِلُ

یا اللہ! تو میرا بازو ہے تو میرا مددگار ہے میں تیرے بل بوتے پر غیر مسلموں سے لڑتا ہوں۔

لڑائی کے وقت مسلمانوں کے لئے شعار (امتیازی کلمہ جس سے اپنے سپاہیوں کی شناخت ہو) مقرر کرتے۔ میدان جنگ میں کافروں کے سامنے تکبر و فخر کرنا ضروری سمجھتے اور اُن کے سامنے اکڑ کر چلتے۔ لڑائی کے وقت غیر مسلموں کے بچے اور عورتوں کے قتل کرنے سے روکتے۔ سپاہیوں اور افسروں کو ہدایت کرتے۔

Marfat.com

اُوصِیکُمْ بتقوی اللّٰہ سیروا بسم اللّٰہ وفی سبیل اللّٰہ وقاتلوا من کفر باللّٰہ ولا تمثلوا ولا تغدروا ولا تقتلوا ولیدًا

میں تم کو خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اللہ کا نام لیکر آگے بڑھو اللہ کو راضی کرنے کے لئے کافروں سے جہاد کرو جو شخص اسلام قبول کرنے سے انکار کرتا ہے اُس سے لڑو دشمن کے مقتولین و مجروحین کی صورتیں مت بگاڑو۔ معاہدہ کرنے کے بعد اُس کی خلاف ورزی نہ کرو۔ دشمن کے کسی بچہ کو مت قتل کرو۔

کُل بالغ مسلمانوں کو فوج میں بھرتی کر لیتے۔ نابالغوں کو فوج میں نہ لیتے۔ غنائم حاصل کرنے کے بعد خُمس (پانچواں حصہ) نکالتے۔ اُس کو بیت المال میں جمع کرتے۔ باقی غنیمت فوجوں میں تقسیم کر دیتے۔ ہر سوار کو تین حصے (ایک حصہ اُس کا دو حصے اُس کے گھوڑے کے) اور ہر پیادہ پا سپاہی کو صرف ایک حصہ دیتے۔ ایک لڑائی میں حضرت سلمہ بن اکوع کو پانچ حصے دیئے۔ کیونکہ انہوں نے اس لڑائی میں بہت سخت محنت اٹھائی تھی۔ فتح حاصل ہونے کے بعد کسی سپاہی کو غنیمت کا کچھ حصہ تقسیم ہونے سے پہلے لینے کی اجازت نہ تھی۔ سب مال جمع کر کے قائد اعظم کے سامنے رکھ دیا جاتا۔ ہاں اگر شہد انگور غلہ ہوتا تو مسلمان اُس کو بے دریغ کھا لیتے ان کو غنیمت میں نہ لاتے اور ان چیزوں کا خُمس ہی نہ نکلتا تھا۔ غنیمت کے باب میں مسلمانوں کے لئے حضور کی بہت سخت تاکید تھی۔ فرماتے "جو شخص غنیمت کا کچھ حصہ چرائیگا قیامت کے روز دوزخ میں آگ کے شعلوں میں جلیگا۔ آپ کے غلام مدعم نے خیبر کی لڑائی میں ایک چھوٹا کمبل چرایا تھا جب وہ شہید ہوا تو مسلمانوں نے کہا "اُس غلام کو جنت مبارک ہو" حضور نے فرمایا "یہ تو اس وقت جہنم میں اُس کمبل میں جل رہا ہے۔ جو اُس نے مالِ غنیمت سے چرایا تھا"

قیدیوں کے متعلق حضور کا یہ اُسوہ تھا کہ بعض قیدی قتل کر دیئے جاتے بعض بغیر کسی معاوضہ کے چھوڑ دیئے جاتے بعض قیدیوں سے زرِ معاوضہ لیا جاتا۔ جب وہ ادا کر دیتے تو اُن کو چھوڑ دیا جاتا۔ (زاد المعاد صفحہ ۳۲۲ جلد اول)

فوجی کارروائیوں کا آغاز

سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے سات ماہ بعد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو مہاجرین کے تیس سپاہیوں کے دستہ پر افسر بنا کر قریش کے اُس تجارتی قافلہ پر حملہ کرنے

کے لئے بھیجا تھا جو شام سے آرہا تھا۔ اور جس میں ابو جہل تھا۔ جھنڈا سفید تھا اور حضرت ابو مرثدؓ کنانہ بن حصین اُس کے اُٹھانے پر متعین تھے۔ اس قافلہ میں کافروں کی تعداد تین سو تھی۔ ساحلِ سمندر پر میدانِ جنگ طیار ہوا۔ لڑائی شروع کرنے کے لئے صف بندی ہو گئی تھی کہ دفعتہً مجدی بن عمرو جو دونو فریقوں کا حلیف تھا، حائل ہوا۔ اور لڑائی روک دی۔

دوسری لڑائی - اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبیدہؓ بن حرث کو ہجرت کے آٹھ ماہ بعد شوال میں مہاجرین کے ساٹھ سپاہیوں کے دستہ پر افسر بنا کر بطنِ رابغ میں جو جحفہ سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ عکرمہ بن ابی جہل کی فوج پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔ کافروں کی تعداد دوسَو تھی۔ مسلمانوں کے سفید جھنڈے کو حضرت مسطح رضہ بن اثاثہ نے اُٹھا رکھا تھا۔ اسلامی فوج میں ایک انصاری بھی نہ تھا۔ دشمن کی فوج میں ابو سفیان بن حرب بھی تھا۔ دونو فریقوں کے درمیان صرف تیر اندازی ہوتی رہی۔ دست بدست جنگ کرنے کی نوبت نہ آئی۔ اسلامی دستہ میں حضرت سعدؓ بن ابی وقاص بھی تھے۔ یہ پہلے سپاہی ہیں جنہوں نے جہاد میں تیر چلایا۔ اس کے بعد دونو فریق منتشر ہو گئے۔

تیسری لڑائی - ہجرت کے نو ماہ بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو کل بیسؓ سواروں کا افسر بنا کر مقام خرار میں دشمن کے اُس قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا جو شام سے آرہا تھا۔ حضور نے حضرت سعد رضہ کو تاکید کر دی کہ خرار سے آگے نہ بڑھنا۔ مسلمانوں کے سفید جھنڈے کو حضرت مقدادؓ بن عمرو نے اُٹھا رکھا تھا۔ مسلمان دن کو چھپے رہتے رات کو چلتے۔ موعودہ مقام پر صبح کو پہنچے تو معلوم ہوا کہ دشمن کا قافلہ کل گذر چکا ہے۔

چوتھی لڑائی - ہجرت کے بارہ ماہ بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بنفسِ نفیس فوج کی قیادت سنبھالی۔ مدینہ میں حضرت سعدؓ بن عبادہ کو اپنا نائب مقرر کیا۔ مقام ابواء (ودان) میں قریش کے تجارتی قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ سفید جھنڈا تھا۔ جسے حضرت حمزہ رضہ نے اُٹھا رکھا تھا۔ صرف مہاجرین سپاہی اس فوج میں تھے۔ حضور نے عمرو بن مخشی ضمری سے معاہدہ کر کے کہ وہ اپنے قبیلہ کو ساتھ لے کر نہ تو مسلمانوں سے جنگ کریگا اور نہ اُن کے خلاف اُن کے دشمنوں کی کسی طرح سے مدد کریگا۔ اُسے رخصت کیا۔

دیگر واقعات - مہاجرین میں اسلام کا سب سے پہلے بچہ حضرت عبد اللہ رضہ بن زبیرؓ اور انصار میں حضرت نعمان رضہ بن بشیرؓ پیدا ہوئے۔ حضرت اسماءؓ بنت ابی بکر رضہ فرماتی ہیں میرا بچہ حضرت

Marfat.com

عبداللہ بن زبیرؓ قباء میں پیدا ہوا۔ میں اسی وقت اسے اٹھا کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی اور آپ کی گود میں رکھا۔ حضور نے ایک کھجور منگوائی۔ اسے اپنے منہ میں رکھ کر چبایا۔ پھر اپنا لعاب مبارک اس بچہ کے منہ میں پھینکا اور دعاء خیر و برکت مانگی۔ پس سب سے پہلے اسی بچہ کے پیٹ میں حضور کا تھوک پہنچا۔ جب یہ بچہ پیدا ہوا تو مسلمانوں کو بہت خوشی ہوئی اور نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ کیونکہ یہودیوں نے مسلمانوں کو ڈرایا تھا کہ ہم نے (یہودیوں نے) تم پر جادو کر دیا ہے اب تمہارا کوئی بچہ پیدا نہ ہوگا۔

جب مسلمانوں کو مدینہ میں امن و سکون حاصل ہوا تو اذان کی فرضیت مقرر ہوئی۔ حضرت بلال رضؓ اذان دیتے تھے۔

مختار بن ابی عبیدہ اور زیاد بن سمیہ اسی سال پیدا ہوئے۔ (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۳۲۵ جلد ۳)

۲ھ

غزوۂ بواط۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ربیع الاول میں فوج لے کر مقام بواط میں دشمن کے اس تجارتی قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ جس میں کافروں کے دو ہزار پانچ سو اونٹ تھے۔ مشہور دشمن امیہ بن خلف اس قافلہ میں اور قریش کے ایک سو کافر تھے۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے سفید جھنڈا اٹھا رکھا تھا۔ حضور نے مدینہ میں حضرت سعدؓ بن معاذ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ بواط دو چھوٹی پہاڑیاں شام کی سڑک پر مدینہ سے اڑتالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہیں۔ افسوس دشمن یہاں سے بھی صاف بچ کر نکل گیا۔

کرز بن جابر کی شرارت۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی ماہ کرز بن جابر کا تعاقب کیا۔ مدینہ کے باہر جانور چر رہے تھے۔ کرز حملہ کر کے انہیں ہنکا کر لے گیا۔ حضرت علی رضؓ نے جھنڈے کو اٹھا رکھا تھا۔ جو سفید تھا۔ حضورؐ نے زیدؓ بن حارثہ کو مدینہ میں اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ وادئ سفوان تک جو بدر کے نواح میں واقع ہے۔ اس کا تعاقب کیا۔ لیکن وہ صاف بچ کر نکل گیا۔ اور حضور مدینہ واپس چلے آئے۔

بدر والا قافلہ

اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جمادی الآخر میں مدینہ میں حضرت ابو سلمہ رضؓ کو

Marfat.com

اپنا نائب مقرر کر کے ڈیڑھ یا دو سو سپاہی لے کر قریش کے اُس قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے جو شام کو جانے والا تھا۔ اسلامی جھنڈے کے علمبردار حضرت حمزہؓ تھے۔ جو سفید تھا۔ مسلمانوں کے پاس صرف تیس اونٹ تھے۔ مسلمان باری باری سے سوار ہوتے۔ حضور نے اس لڑائی میں شامل ہونے کے لئے کسی مسلمان کو مجبور نہیں کیا۔ حضور کو خبر ملی کہ یہ قافلہ مکہ سے چل پڑا ہے۔ یہی وہ قافلہ ہے جو شام سے واپسی میں جنگِ بدر کا موجب بنا۔ جب حضور مقام ذی العشیرہ یا عشراء یا عیرہ میں جو ینبع کی جانب واقع ہے پہنچے تو معلوم ہوا کہ قافلہ کئی دن پہلے یہاں سے گذر چکا ہے۔ ینبع اور مدینہ کے مابین ایک سو بارہ میل کا فاصلہ ہے۔

بند لفافہ ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رجب میں حضرت عبداللہؓ بن جحش کو بارہ مہاجرین دے کر بطنِ نخلہ میں دشمن کے تجارتی قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔ صرف چھ اونٹ تھے۔ دو دو سپاہی ایک ایک اونٹ پر سوار تھے۔ اس لڑائی میں حضرت عبداللہ رضؓ کو امیر المؤمنین کا خطاب دیا گیا۔ حضور نے ان کو ایک بند لفافہ دیا۔ حکم دیا "دو دن کی مسافت طے کرنے کے بعد اسے کھولنا" حسب الحکم دو روز کی مسافت طے کرنے کے بعد اس کو کھولا تو اس میں درج تھا۔ "میرے اس فرمان کو دیکھتے ہی نخلہ میں جو مکہ اور طائف کے مابین واقع ہے۔ پہنچو۔ وہاں قریش کے تجارتی قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے کمین گاہ میں چھپ کر بیٹھ جاؤ اور ہم کو اس کی معلومات اور خبریں بہم پہنچاتے رہو" حضور نے بند لفافہ دیتے وقت ہدایت کر دی تھی کہ کسی سپاہی کو اپنے ساتھ چلنے پر مجبور نہ کرنا۔ حضرت عبداللہ رضؓ نے یہ فرمان دیکھ کر سپاہیوں سے کہا "جس کو ہمارے ساتھ چلنا منظور ہو وہ اُٹھ کھڑا ہو اور جو واپس جانا چاہتا ہے اس کو خوشی سے واپس جانے کی اجازت ہے" سب نے کہا "ہم آپ کے ہمراہ چلیں گے" المختصر یہ مبارک فوجی دستہ آگے بڑھا۔ اثناء راہ میں سعدؓ بن ابی وقاص اور حضرت عتبہ رضؓ بن غزوان کے اونٹ غائب ہو گئے۔ یہ اُن کی تلاش میں گئے اور دستہ سے پیچھے رہ گئے۔ حضرت عبداللہؓ اپنے بہادر سپاہیوں کے ساتھ نخلہ میں اُترے۔ قریش کا تجارتی قافلہ گزرا۔ اس میں کشمش، چمڑا اور دیگر تجارتی سامان تھا۔ اس قافلہ میں یہ مشہور کافر بھی تھے۔ عمروؓ بن حضرمی۔ عثمانؓ اور نوفلؓ۔ دونوں کے باپ کا نام عبداللہ بن مغیرہ ہے۔ حکمؓ بن کیسان۔ مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا۔ ایک مسلمان کے تیر سے عمرو بن حضرمی مارا گیا۔ عثمان اور حکم قید کر لئے گئے۔ نوفل بھاگ گیا۔ اس کے بعد پورے قافلہ پر قبضہ کر لیا۔ خمس اور قیدی لے کر مدینہ واپس آئے۔ یہ پہلی لڑائی ہے۔ جس میں ایک کافر قتل اور دو قید ہوتے ہیں۔ چونکہ یہ لڑائی بارہ رجب میں ہوئی تھی اور

رجب اُن مہینوں میں سے تھا۔ جن میں ہتھیار اُٹھانا عربوں کے نزدیک ممنوع تھا۔ کافروں نے حضور کو طعنہ دیا کہ انہوں نے ایک ممنوع امر میں تصرف کیا ہے۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی:۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللهِ وَكُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاخراج اهله مِنْهُ اكبر عند الله والفتنة اكبر من القتل

تم سے یہ ممنوع مہینوں میں لڑائی کرنے کے متعلق دریافت کرتے ہیں آپ جواب دیجئے کہ ان ایام میں لڑائی کرنا گناہ ہے لیکن اللہ کی راہ (اسلام) سے لوگوں کو روکنا خدا کے ساتھ کفر کرنا مسجد الحرام میں مسلمانوں کو نہ جانے دینا اور اُن کو وہاں سے نکال دینا اور خدا سے شرک کرنا لڑائی سے بھی بہت بڑا گناہ ہے۔

تحویلِ قبلہ ۔ شعبان میں تحویل قبلہ کا حکم نازل ہؤا۔ اس سے پہلے مسلمان بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ وہ حکم منسوخ ہؤا۔ اور مسجد الحرام (کعبہ) مسلمانوں کا قبلہ ٹھیرا۔

غزوۂ بدر

بدر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہاں ایک کنواں تھا۔ جس کے مالک کا نام بدر تھا۔ یہ لڑائی بروز جمعہ صبح کے وقت سترہ رمضان میں واقع ہوئی۔ مسلمانوں کی کل تعداد تین سو تیرہ تھی ستتر مہاجرین اور دو سو چھتیس ۲۳۶ انصار۔ ستر اونٹ۔ دو گھوڑے۔ چھ زرہیں اور صرف آٹھ تلواریں تھیں۔ کل چودہ مسلمان شہید ہوئے۔ چھ مہاجرین اور آٹھ انصار (تفسیر خازن صفحہ ۲۱۰ جلد اوّل)

حضرت عبداللہ بن جحش کی کامیابی کے دو ماہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ ابو سفیان صخر بن حرب شام سے قریش کا ایک بہت بڑا تجارتی قافلہ لا رہا ہے۔ جس میں ایک ہزار اونٹ مال سے لدے ہوئے ہیں۔ حضور نے مسلمانوں کو للکار کر فرمایا۔ "اس قافلہ میں مال زیادہ اور دشمن کی تعداد کم ہے اس پر حملہ کرنے کے لئے نکلو شاید خدا ہمیں کامیابی عطا فرمائے" حضور نے مسلمانوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ حضور نے اس مہم کے لئے کچھ طیاری نہیں کی۔ کیونکہ قافلہ میں صرف چالیس کافر تھے اُس وقت جو مسلمان حاضر تھے حضور اُنہی کو ہمراہ لیکر باہر نکل آئے۔ مسلمانوں کی ساری فوج میں صرف دو گھوڑے تھے۔ ایک صرف حضرت زبیرؓ بن عوام کا۔ دوسرا حضرت مقدادؓ بن اسود کندی کا۔ ستر اونٹ تھے جن پر دو دو تین تین مسلمان سوار تھے۔ حضور۔ حضرت علیؓ۔ حضرت مرثدؓ بن ابی مرثد ایک اونٹ پر۔ حضرت ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف دوسرے اونٹ پر۔ وقس علیٰ ھذا۔

Marfat.com

حضور نے حضرت ابن مکتوم (نابینا) کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا۔ مقام روحاء میں پہنچنے کے بعد حضرت ابن مکتوم کو معزول کر کے حضرت ابو لبابہؓ بن عبد المنذر کو نائب مقرر کیا۔ لواء (بڑا جھنڈا) حضرت مصعبؓ بن عمیر کو۔ ایک رایہ (چھوٹا جھنڈا) حضرت علیؓ کو۔ انصار کا جھنڈا (حضرت سعدؓ بن معاذ کو حوالہ کیا۔ ساقہ (فوج کے پچھلے حصہ) پر حضرت قیسؓ بن ابی صعصعہ کو مقرر فرمایا۔ جب مقام صفراء (ایک سرسبز و شاداب وادی جس میں زراعت اور کھجور بہت ہوتی ہے اور جس کا پانی ینبع بندرگاہ میں گرتا ہے مدینہ کے اطراف میں واقع ہے) کے قریب پہنچے تو دشمن کے حالات معلوم کرنے کے لئے حضرت بسبسؓ بن عمرو جہنیؓ اور حضرت عدیؓ بن رعبا کو جاسوس بنا کر بھیجا۔ مسلمان آگے بڑھے۔ جب ابو سفیان کو یہ خبر پہنچی تو اُس نے ضمضم بن عمرو غفاری کو اُجرت دے کر قریش کو اطلاع پہنچانے کے لئے بھیجا کہ اپنے قافلہ کی حفاظت کریں۔ اس لئے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) فوج لے کر چل پڑا ہے۔

آثارِ ہزیمت۔ عاتکہ بنت عبد المطلب نے ضمضم کی آمد سے تین روز قبل ایک خواب دیکھا۔ اُس نے اپنے بھائی عباس (حضور کے چچا) سے کہا۔ "بھائی! آج شب کو میں نے ایک خوفناک خواب دیکھا ہے۔ مجھ کو ڈر پیدا ہو گیا ہے کہ اب ہماری قوم قریش کسی مصیبت میں پھنسنے والی ہے" عباس نے کہا "تم نے کیا دیکھا ہے" اُس نے جواب دیا "ایک شخص اونٹ پر سوار ہو کر آرہا ہے۔ جب وہ ابطح میں پہنچا تو اُس نے کھڑے ہو کر بہت ہی بلند آواز سے کہا کہ اے جماعتِ قریش! آج سے تین روز بعد تم اپنے مقتل میں پہنچو۔ یہ سنتے ہی تمام اشخاص اُس کے گرد و پیش جمع ہو گئے۔ اس کے بعد یہ شخص بیت اللہ میں داخل ہُوا اور سب لوگ اُس کے پیچھے ہیں۔ حتٰے کہ وہ کعبتہ اللہ کی چھت پر چڑھ گیا۔ اُس کا اونٹ یہاں بھی لایا گیا اُس نے اپنے اونٹ پر سوار ہو کر بہت ہی بلند آواز سے کہا۔ کہ اے جماعتِ قریش! آج سے تین روز بعد تم سب اپنے مقتل میں پہنچو۔ اس کے بعد یہ شخص ابو قبیس (مکہ کے مشہور پہاڑ) پر چڑھ گیا۔ یہاں بھی اُس کا اونٹ پیش کیا گیا۔ اس پر چڑھ کر اُس نے بہت ہی بلند آواز سے وہی الفاظ دہرائے۔ اس کے بعد اُس نے ایک بہت بڑا پتھر پھینکا۔ جب وہ لڑھکتا ہُوا نیچے آیا تو بہت زور سے پھٹا۔ پاش پاش ہُوا۔ مکہ کا کوئی گھر اور کوئی حویلی نہ تھی جس میں اس سے قلق نہ پیدا ہُوا ہو" عباس نے کہا۔ "یہ خواب بہت ہی خطرناک ہے کسی سے نہ بیان کرنا" اس کے بعد عباس گھر سے باہر نکلے۔ ولید بن عتبہ ان کا دوست تھا۔ اس کو یہ خواب سُنا دیا۔ اور اُس سے استدعا کی "تم کسی سے

Marfat.com

اس کا تذکرہ نہ کرنا" ولید نے اپنے باپ سے یہ خواب بیان کر دیا - اس طرح سارے مکہ میں خواب پھیل گیا - عباس بیان کرتے ہیں کہ "دوسرے روز صبح کو میں نے بیت اللہ کے طواف کرنے کا قصد کیا - قریش کی محفل جمی ہوئی تھی - ابو جہل بھی ان میں شامل تھا - اور اس خواب کا تذکرہ ہو رہا تھا - ابو جہل نے مجھے دیکھ کر کہا "طواف سے فارغ ہو کر ہماری طرف آنا" میں فارغ ہو کر اُن کے پاس آیا اور بیٹھ گیا - ابو جہل نے مجھے طعنہ دیتے ہوئے کہا "تمہارے خاندان میں عاتکہ کب سے نبی بنی ہے - پہلے تمہارے مرد نبی تھے اب تمہاری عورتیں بھی نبی بننے کا دعویٰ کرنے لگیں - سنو! ہم تین روز تک اس خواب کے نتیجہ کا انتظار کرتے ہیں - اگر یہ خواب سچا ہے تو فی الواقعہ ایسا ہی ہو کر رہے گا - اور اگر یہ خواب جھوٹا نکلا تو ہم تمام عرب میں مشہور کر دیں گے کہ یہ خاندان بہت ہی جھوٹا ہے" میں نے اُس وقت بڑا جھوٹ بولا کہ میں نے یہ جواب دیا "عاتکہ نے یہ خواب مطلقاً نہیں دیکھا" اس کے بعد قریش کی یہ محفل منتشر ہو گئی - جب شام ہوئی تو ہمارے خاندان کی سب عورتیں میرے پاس آئیں اور مجھے طعنہ دیا "اس فاسق نے ہمارے خاندان کی بے عزتی کی اور تم خاموش بیٹھے سنتے رہے - تم کو کچھ غیرت نہ آئی - افسوس صد افسوس" میں نے کہا "بے شک میں نے اُس وقت کچھ نہیں کہا - لیکن اب میں اُس سے تعرض کروں گا - اگر اُس نے ہمارے خاندان پر حرف گیری کا اعادہ کیا تو میں اُس سے ضرور انتقام لوں گا" تیسرے روز میں لوہے میں ڈوب کر (خوب مسلح ہو کر) گھر سے نکلا - میں غصہ میں بھرا ہوا تھا - اُس وقت میری یہی آرزو تھی کہ ابو جہل سے میرا تصادم ہو - میں بیت اللہ میں داخل ہوا - وہ بھی موجود تھا - میں اُسے چھیڑنے کے لئے اُس کی طرف بڑھا - دفعتہً وہ دروازہ کی طرف دوڑا - اُس کی نظر بڑی تیز تھی - میں نے دل میں کہا "اس ملعون کو کیا ہوا ہے - کیا مجھ سے ڈر کر بھاگا ہے" ؟ معاً معلوم ہوا کہ اُس نے ضمضم کو وادی میں اپنے اونٹ پر کھڑے ہو کر دیکھا اس حالت میں کہ اُس نے اپنی قمیص پھاڑ رکھی تھی - اپنے اونٹ کی ناک کاٹ دی تھی - اُس کی دم کی طرف اپنا منہ کر کے بڑے زور سے چلایا "اے قریش والو! دوڑو، دوڑو، اپنے قافلہ کو بچاؤ - محمد اپنی فوج لے کر اُس طرف بڑھ رہا ہے" یہ سنتے ہی جلدی جلدی طیاری ہونے لگی - کہنے لگے "کیا محمد کا خیال ہے کہ وہ ابن حضرمی کے قافلہ کی طرح اس قافلہ پر بھی کامیاب ہو جائے گا - بخدا بالکل نہیں"

ضمضم بن عمرو کی یہ فریاد سن کر قریش کو عاتکہ کے خواب سے ڈر پیدا ہوا اور شکستہ دل

Marfat.com

ہوکر میدان جنگ کو نکلے۔ اب قریش سب اطراف سے طیار ہو گئے۔ ابولہب کے سواء تمام اشرافِ قریش میدانِ جنگ کی طرف بڑھے۔ اُس نے اپنے بدلے عاص بن ہشام کو بھیجا کیونکہ اُس نے ابولہب کے چار ہزار درہم دینے تھے۔ ابولہب نے کہا "اگر تم میرے بدلہ میدانِ جنگ چلے جاؤ تو میرا قرض ادا ہو گیا"

امیہ بن خلف - یہ بہت ہی بوڑھا تھا۔ اس نے میدانِ جنگ سے غیر حاضر رہنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ یہ اپنی قومی مجلس میں بیٹھا ہُوا تھا کہ عقبہ بن ابی مُعیط ایک انگیٹھی اُٹھائے ہوئے آیا اور اس بوڑھے کے سامنے رکھ کر کہا "آگ سینکو اس لئے کہ تم عورت ہو" امیہ یہ طعنہ سُن کر طیاریوں میں مصروف ہو گیا۔ اور قریش کے ساتھ مقتل کو روانہ ہُوا۔ عقبہ سے کہا :-

قَبَّحَكَ اللهُ (خدا تیرا مُنہ کالا کرے)

قریش کا لشکر بڑھتا ہے - جب قریش کا لشکر بڑھنے لگا تو عباس کہتے ہیں "میں نے ان سے کہا مجھ کو ڈر ہے کہ ہمارے دشمن کنانہ پیچھے سے ہم پر حملہ کر دیں گے" اُس وقت ابلیس ملعون کنانہ کے ایک سردار سُراقہ بن مالک کی شکل بن کر نمودار ہُوا کہا "میں ضامن ہوں کہ کنانہ تم سے کچھ تعرض نہ کریں گے" مطعم بن عدی کے خاندان کے علاوہ قریش کے کُل خاندان اسلام سے مقابلہ کرنے کے لئے باہر نکل آئے۔ اور اکڑتے ہوئے اپنے جوش دلیری و شجاعت اپنے ذرائع فوجی سامان پر فخر کرتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف سخت غصہ اور بغض و عناد لیتے ہوئے نہایت تکبر کے عالم میں بدر کی طرف بڑھے۔ قریش کا لشکر نوسو پچاس ۹۵۰ سپاہیوں پر مشتمل تھا۔ دو سو گھوڑے، چھ سو زرہیں، دو گانے والی عورتیں ہمراہ تھیں۔ جو دف بجا کر مسلمانوں کی ہجو گا رہی تھیں اور کافروں کا حوصلہ بڑھا رہی تھیں۔

جب کافروں کا یہ شکستہ دل لشکر باہر نکلا تو اول روز ابوجہل نے اپنی طرف سے دس اونٹ ذبح کرکے فوج کو کھلائے۔ دوسرے روز امیہ بن خلف نے عسفان میں نو اونٹ ذبح کئے۔ تیسرے روز سہیل بن عمرو نے قُدید میں دس اونٹ ذبح کئے۔ اس کے بعد قدید سے سمندر کی طرف ہو گئے۔ وہاں ایک روز قیام کیا اور شیبہ بن ربیعہ نے نو اونٹ ذبح کئے۔ پھر ابواء میں بنیہ و منبہ (حجاج کے بیٹوں) نے دس اونٹ ذبح کئے۔ پھر عباس بن عبدالمطلب نے نو ذبح کرکے فوج کو کھلائے پھر بدر میں ابوالبختری نے دس اونٹ ذبح کرکے فوج کو کھلائے۔

مسلمانوں کا جوشِ جہاد - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نصف رمضان میں صرف تین سو تیرہ

Marfat.com

مسلمان لے کر باہر نکلے۔ حضرت زبیرؓ بن عوام کو میمنہ (فوج کے داہنے بازو) حضرت مقدادؓ بن اسود کو میسرہ (فوج کے بائیں بازو) پر متعین کیا۔ ساری فوج میں کل ستر اونٹ تھے۔ ہر اونٹ پر تین یا چار سپاہی سوار تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ اور حضرت مرثدؓ بن ابی مرثد ایک اونٹ پر سوار تھے۔ دونوں نے حضور سے عرض کیا "ہم پیدل چلتے ہیں آپ سوار ہو جائیے"۔ حضور نے فرمایا

ما انتما باقوی منی ولا انا باغنی عن الاجر منکما   تم دونو مجھ سے زیادہ قوی نہیں، اور نہ میں تمہارے اجر سے بے نیاز ہوں (یعنی مجھے بھی تو اجر کی ضرورت ہے)

جب حضور وادیٔ قدد میں پہنچے تو خبر ملی کہ قریش قافلہ کی حفاظت کے لئے مکہ سے چل پڑے ہیں، حضور آگے بڑھے۔ جب روحاء میں پہنچے تو اپنا جاسوس دشمن کی طرف بھیجا۔ اُس نے اس خبر کی تصدیق کی۔ حضور نے اریقط نامی ایک مسلمان کو بھی جاسوس بنا کر بھیجا۔ اُس نے بھی اس واقعہ کی تصدیق کر دی۔ اس اثناء میں قافلہ بچ کر نکل گیا۔ حضرت جبرئیلؑ تشریف لائے۔ فرمایا "خدا تم سے وعدہ کرتا ہے کہ وہ ان دونوں میں سے ایک چیز تم کو دیگا۔ یا تو قافلہ پر تمہارا قبضہ ہو جائے گا یا قریش کی فوج پر جو اس وقت مکہ سے آ رہی ہے، تمہاری کامیابی ہوگی"۔ اب حضور نے مسلمانوں سے مشورہ کیا کہ قافلہ کا تعاقب کیا جائے یا قریش سے تصادم۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے کھڑے ہو کر حوصلہ افزا تقریریں کیں۔ لیکن حضور انصار کی طرف دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ حضور کا خیال تھا کہ شاید انصار نے اس شرط سے بیعت کی ہے کہ اگر دشمن مدینہ پر حملہ آور ہوا تو مدد کے لئے کھڑے ہونگے ورنہ نہیں۔ انصار سمجھ گئے۔ حضرت سعدؓ بن معاذ نے اُن کی نمائندگی کرتے ہوئے کہا "ہم سچے دل سے مسلمان ہیں۔ اور ہر طرح سے آپ پر فدا ہیں۔ ہر حال میں اور ہر کیفیت میں برضاء وخوشی آپ کا حکم سُنیں گے۔ اور بسروچشم اُس کی تعمیل بجا لائیں گے۔ حضور! جہاں آپ کی مرضی ہو آپ ہمیں لے چلئے۔ اگر آپ ہم کو سمندر میں چھلانگ لگانے کا حکم دیں گے۔ تو ہم بلا پس وپیش اُسی دم سمندر میں کود پڑیں گے۔ ہمارا ایک سپاہی بھی آپ کے حکم کی مخالفت نہ کرے گا۔ اور ہم میدانِ جنگ میں دشمن کے ساتھ تصادم کرنے میں بہت خوش ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہم میدان جنگ کے مصائب برداشت کرنے کے عادی ہیں اور دشمن کے ساتھ لڑنے میں دلیر ہیں۔ شاید اللہ تعالٰے ہمارے ذریعہ آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دے۔ خدا نے جس طرح آپ کو حکم دیا ہے اُسی طرح اقدام کیجئے۔ دنیا کی

Marfat.com

جس قوم سے آپ چاہیں صلح کریں اور جس قوم سے چاہیں دشمنی کریں۔ اُسے اعلان جنگ دیں، آپ میدان جنگ میں بلائیں۔ ہم ہر حال میں اور ہر کیفیت میں آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ ہمارے مال سے جتنا مال لینا چاہیں لے لیں اور جتنا مال ہمارے لئے چھوڑنا چاہیں چھوڑیں۔ بخدا جتنا مال آپ ہم سے لیں گے ہمیں وہ مال زیادہ پسند ہوگا بہ نسبت اُس مال کے جو آپ ہمارے لئے چھوڑیں۔ اللہ کا نام لے کر آگے بڑھئے" یہ جرأت آمیز اور حوصلہ افزا تقریر سن کر حضور بہت خوش ہوئے۔

حضرت مقدادؓ بن عمرو نے کھڑے ہو کر عرض کیا "آپ خدا کے حکم کی تعمیل کیجئے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم آپ کو ایسا دل شکن جواب نہیں دیں گے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کو دیا تھا۔

اِذْھَب انت وربکَ فقاتلا انا ھٰھنا قاعِدُوْن — تو اور تیرا رب دونوں جاکر دشمن سے لڑو۔ ہم یہاں بیٹھے رہیں گے۔

ہم تو آپ سے یہی عرض کریں گے۔

اذھب انت وربک فقاتلا انا معکما قاتلون — تو اور تیرا رب دونوں جاکر دشمن سے لڑو۔ ہم بھی تمہارے ساتھ شامل ہو کر دشمن سے لڑتے ہیں۔

خدا کی قسم اگر آپ ہم کو ملک جلشہ (جو مصر سے پرے واقع ہے) پر حملہ کرنے کا حکم دیں گے تو ہم ضرور آپ کے حکم کی تعمیل کریں گے۔" یہ سن کر حضور نے حضرت مقدادؓ کی تحسین و آفرین کی اور دعاءِ خیر دی۔

حضور نے سُرور کے عالم میں فرمایا "اللہ کے بھروسہ پر آگے بڑھو۔ ہماری فتح و کامرانی یقینی ہے اس واسطے کہ اللہ عزوجل نے ان دونوں چیزوں میں سے ایک چیز مجھے دینے کا وعدہ کیا ہے۔ خدا کی قسم اس وقت میں دشمن کے مقتل (جائے قتل) کو دیکھ رہا ہوں۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں "حضور لڑائی سے ایک روز پیشتر ہم کو میدانِ جنگ میں ہر کافر کا مقتل دکھاتے۔ فرماتے "کل یہ فلاں کافر کا مقتل ہے انشاءاللہ، کل یہ فلاں کافر کا مقتل ہے انشاءاللہ کل یہ فلاں کافر کا مقتل ہے انشاءاللہ" حضور کے تعین کے مطابق ہر مشار الیہ وہیں قتل ہوا۔ ذرہ بھر فرق نہ آیا۔

حضرت مقدادؓ نے یہ بھی عرض کیا "ہم ایسے فدائیان اسلام ہیں جو آپ کے دائیں جانب، بائیں جانب آپ کے آگے اور آپ کے پیچھے دشمن سے لڑیں گے" یہ حوصلہ افزا کلمات سن کر

Marfat.com

حضور کا چہرہ خوشی سے چمک اُٹھا اور فرمایا "آگے بڑھو تم کو فتح مبارک ہو"

حضور بدر کی طرف بڑھے۔ ابوسفیان نے نشیبی حصہ اختیار کیا اور ساحلِ سمندر کا رُخ کیا جب اُس نے دیکھا کہ وہ مسلمانوں کی زد سے نکل چکا ہے اور قافلہ بالکل محفوظ ہے تو اُس نے اہلِ مکہ کو لکھا "تم واپس چلے آؤ کیونکہ تم قافلہ کی حفاظت کی غرض سے آئے تھے سو وہ مقصد حاصل ہو گیا" جس وقت یہ خبر اہلِ مکہ کو ملی تو وہ مقام جحفہ میں تھے انہوں نے لوٹنے کا ارادہ کیا۔ لیکن ابوجہل نے مزاحم ہو کر کہا "ہم جب تک بدر نہ پہنچ جائیں واپسی کا نام نہ لیں گے اور عربوں کی اُن فوجوں کو کھانا کھلائیں گے جو اس وقت ہمارے ساتھ ہیں۔ ایسا کرنے سے تمام عرب پر ہمارا رُعب طاری ہو جائے گا" بنو زہرہ کے سردار اخنس بن شریق نے اپنی فوج کو واپس ہونے کا اشارہ کیا۔ انہوں نے اس کی تعمیل کی۔ کوئی زہری بدر میں شامل نہ ہوا۔ بدر کے نتائج ظاہر ہونے کے بعد قوم نے اخنس کا شکریہ ادا کیا۔ اُن کی نظر میں اس کی بہت وقعت بڑھ گئی اور اس کا بہت ہی احترام کرنے لگے۔

بنو ہاشم (حضور کے رشتہ داروں) نے بھی واپسی کا ارادہ کیا۔ لیکن ابوجہل نے ان کو روک دیا۔ اب کافروں کا لشکر بدر کی طرف بڑھا۔ حضور نے حضرت علیؓ حضرت سعدؓ اور حضرت زبیرؓ کو بطور ہراول آگے بھیجا۔ وہ قریش کے دو غلام اسلم و ابویسار کو پکڑ لائے۔ جب یہ حضور کے سامنے پیش ہوئے تو آپ نے ان سے دریافت کیا "قریش کا لشکر کہاں ہے" انہوں نے جواب دیا "اُس ٹیلہ کے پیچھے وادی کے پرلے کنارے پر"۔ حضور نے پوچھا "اُن کی تعداد کتنی ہے"۔ دونوں نے جواب دیا "بہت ہیں"۔ فرمایا "آخر اُن کی تعداد بھی تو ہوگی"۔ دونوں نے جواب دیا "ہمیں معلوم نہیں"۔ فرمایا "روزانہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں"۔ دونوں نے جواب دیا "کسی دن دس اور کسی روز نو"۔ حضور نے فرمایا "دشمن کی تعداد نو سو اور ایک ہزار کے درمیان ہے"۔

حضور نے دریافت کیا "قریش کے سرکردہ اشخاص کون کون ہیں"۔ انہوں نے جواب دیا۔

"یہ ہیں :-

عتبہ بن ربیعہ	حرث بن عامر	امیہ بن خلف
شیبہ بن ربیعہ	طعمہ بن عدی	نبیہ بن حجاج
ابوالبختری بن ہشام	نضر بن حارث	منبہ بن حجاج
حکیم بن حزام	ابوجہل بن ہشام	سہیل بن عمرو

Marfat.com

حضور نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا "مکہ نے اپنا جگر تمہارے سامنے پھینک دیا ہے"

ابوسفیان کو اسلامی فوج کا کس طرح علم ہوا

حضرت بسبس بن عمرو اور عدی بن ابی رعنا آگے بڑھتے ہوئے بدر کے کنوئیں سے قریب اترے۔ اپنی اونٹنیاں بٹھائیں پھر اپنی مشکیں لے کر کنوئیں پر آئے۔ اُن کو بھرا۔ مجدی بن عمرو جہنی چاہ پر موجود تھا۔ حضرت عدیؓ اور بسبسؓ نے دو لونڈیوں کو یہ باتیں کرتے سُنا۔ ایک دوسرے سے کہہ رہی تھیں۔ کل یا پرسوں یہاں قریش کا قافلہ آئے گا۔ میں اُن کا کام کر کے مزدوری کروں گی۔ پھر اپنی کمائی سے تیرا قرض ادا کروں گی۔ مجدی نے کہا "تو سچ کہتی ہے"۔ حضرت عدیؓ اور بسبسؓ آئے۔ یہ باتیں سُن لیں۔ اپنے اونٹ پر بیٹھ کر چلے گئے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر دی۔ اس کے بعد ابوسفیان ڈرتا ہُوا اپنے قافلہ کو کنوئیں پر لایا۔ اُس نے مجدی بن عمرو سے کہا "تم نے یہاں کسی کو دیکھا ہے"۔ اُس نے کہا "میں نے دو شتر سوار دیکھے جو یہاں آئے تھے۔ انہوں نے اپنے اونٹ بٹھائے پھر اپنی مشکیں بھر کر چلے گئے۔ ابوسفیان نے اُن کے اونٹوں کی مینگنیاں اٹھائیں۔ اُن کو پھاڑ کر دیکھا تو اُن میں کھجوروں کی گٹھلیاں تھیں۔ کہنے لگا "یہ مدینہ کا چارہ ہے"۔ اس کے بعد جلدی سے اپنے قافلہ کی طرف دوڑا۔ اور قافلہ کا رُخ پھیر کر سمندر کی طرف ہو گیا۔ بدر کو اپنی بائیں جانب چھوڑا اور رفتار بہت تیز کر دی۔

بارش۔

پھر اللہ تعالٰے نے رات کو بارش کر دی۔ اس سے مسلمانوں کو یہ فائدہ پہنچا کہ اُن کے گذرگاہِ لشکر کی مٹی بیٹھ گئی۔ گرد وغبار بالکل نہ اُٹھا۔ اور اسلامی فوج آسانی سے گذر گئی۔ کافروں کو اس بارش سے یہ نقصان پہنچا کہ اُن کے گذرگاہِ لشکر میں کیچڑ ہی کیچڑ ہو گیا۔ اُن کے سپاہیوں کے قدم اور گھوڑوں کے سُم زمین میں دھنس گئے۔ راستہ طے کرنا مشکل ہو گیا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں شب کو زور سے بارش ہوئی۔ اور صبح کو لڑائی ہونی تھی۔ ہم سب بارش سے بچنے کے لئے درختوں کے نیچے دوڑے۔ اور حضور کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ اور مسلمانوں کو جوش دلا رہے تھے۔ پھر ہم اس شب کو سو گئے صرف حضور ہی رات بھر نماز پڑھتے رہے اور صبح تک روتے رہے۔ یہ جمعہ کی شب تھی۔ رات بھر چاندنی کھلی ہوئی تھی۔ صبح رمضان کی سترھویں تاریخ تھی۔

Marfat.com

ایک سپاہی کا مفید مشورہ۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی فوج لے کر آگے بڑھے۔ حتیٰ کہ کنوئیں پر قبضہ کر لیا۔ حضرت حبابؓ بن منذر کے اشارہ پر حوض کھودے گئے۔ اور اُن میں پانی بھر دیا گیا۔ حضور نے حضرت حبابؓ کا شکریہ ادا کیا کہ تم نے مفید مشورہ دیا۔ اس سے یہ فائدہ ہُوا کہ مسلمانوں کو عام پانی مل گیا اور قریش پانی سے محروم ہو گئے۔ رات کو یہ حوض کھودے گئے اور صبح تک تمام حوض پانی سے بھر گئے۔

حضورؐ کے لئے چھپر نصب کرنا۔

حضرت سعدؓ بن معاذ نے عرض کیا "کیا ہم آپ کے لئے چھپر بنا دیں اور اُس کے پاس سواریاں کھڑی کر دیں اور ہم مصروفِ قتال ہو جائیں۔ اگر خدا نے ہمیں غلبہ دیا تو فبہا اور اگر خدانخواستہ ہمیں ہزیمت ہوئی تو آپ سواریوں پر سوار ہو کر مدینہ میں ہماری قوم کے پاس چلے جائیں کیونکہ ہم مدینہ میں اپنی قوم کا ایسا حصہ چھوڑ آئے ہیں جو آپ کے لئے دشمن کے ساتھ ہر وقت برسرِ پیکار ہونے کے لئے طیار ہیں۔ وہ اس واسطے لڑائی میں شامل نہیں ہوئے کہ اُن کو لڑائی کا یقین نہ تھا۔ اُن کا خیال تھا کہ حضور صرف قافلہ روکنے کے لئے چلے ہیں" حضور نے حضرت سعدرضؓ کا شکریہ ادا کیا اور اُن کے حق میں خدا سے دعاءِ خیر مانگی۔ اس کے بعد حضور کے لئے چھپر بنا دیا گیا۔

کثرتِ تعداد کوئی چیز نہیں۔

منافقوں نے کافروں کی تعداد دیکھ کر کہا "کثرتِ تعداد ہی کو غلبہ حاصل ہوگا" خدا نے جواب دیا "فتح و ظفر کثرتِ تعداد پر موقوف نہیں۔ یہ چیز صبر و توکل علی اللہ پر موقوف ہے"

دشمن کی کثیر تعداد دیکھ کر خدا سے فتح و نصرت کی دعا مانگنا۔

ایک اونچے ٹیلے پر حضور کے لئے ایک چھپر کھڑا کر دیا گیا۔ جہاں سے میدانِ جنگ بخوبی نظر آتا تھا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں حضور نے کافروں کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا تو اُن کی تعداد ایک ہزار تھی۔ حضورؐ نے اُسی وقت قبلہ رو ہو کے ہاتھ اُٹھا کر بلند آواز سے یہ دعا مانگنی شروع کی

اَللّٰھُمَّ اَنْجِزْلِیْ مَا وَعَدْتَنِیْ اَللّٰھُمَّ اٰتِنِیْ مَا وَعَدْتَنِیْ اَللّٰھُمَّ اِنْ تُھْلِكْ ھٰذِہِ الْعِصَابَةَ مِنْ اَھْلِ الْاِسْلَامِ

یا اللہ! تو نے مجھ سے فتح و نصرت کا وعدہ کیا تھا وہ پورا کر۔ یا اللہ! تو نے مجھ سے جس فتح و ظفر کا وعدہ کیا تھا وہ مجھ کو دے۔ یا اللہ! اگر (آج) اہلِ اسلام کی یہ

لَا تُعْبَدُ فِی الْاَرْضِ (قلیل التعداد) فوج ہلاک ہوگئی تو روئے زمین پر تیری عبادت بھی نہ ہوگی۔

آپ یہ دعا بلند آواز سے مانگ رہے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کے کندھے سے آپ کی چادر گر پڑی۔ حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے اور چادر اُٹھا کر آپ کے کندھے پر ڈالی پیچھے سے آپ کے ساتھ لپٹ گئے۔ عرض کیا "حضور! بس اتنی دعا کافی ہے۔ خدا نے آپ سے جس فتح و نصرت کا وعدہ کیا تھا وہ عنقریب پورا کرے گا" جس وقت حضرت صدیقؓ نے یہ الفاظ عرض کئے۔ آپکو غنودگی آگئی۔ دفعتہً آپ بیدار ہوئے فرمایا "ابوبکر! یہ خدا کی (بھیجی ہوئی فرشتوں کی) مدد آ پہنچی۔ یہ حضرت جبریلؑ اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے آرہے ہیں۔

جب قریش کا لشکر سامنے آیا تو حضور ٹیلہ سے ہٹ کر وادی کی طرف آئے۔ اور خدا سے استدعا کی۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ قُرَیْشٌ تَدْ اَتَتْکَ بِخُیَلَائِھَا وَفَخْرِھَا تُحَادُّکَ بِھَا وَتُکَذِّبُ رَسُوْلَکَ اَللّٰھُمَّ نَنْصُرَکَ الَّذِیْ وَعَدْتَّنِیْ

یا اللہ! قریش کا لشکر اپنے سواروں کے ساتھ اکڑتا ہوا تیری مخالفت کرنے تیرے حق کو پامال کرنے اور تیرے رسول کو جھٹلانے کے لئے چلا آرہا ہے۔

دفعتہً حضرت جبرئیل تشریف لائے۔ حضور کو حکم دیا "مٹی کی ایک مٹھی بھر کر کافروں کی طرف پھینکو" جب دونوں فوجیں بالمقابل ہوئیں تو حضور نے زمین سے ایک مٹھی بھر کر کافروں کی طرف پھینکی۔ اور زبان سے ارشاد فرمایا شَاھَتِ الْوُجُوْہُ (ان کے چہرے خراب ہوجائیں) اُس وقت بالمقابل جتنے کافر تھے سب کے منہ میں، ناک کے نتھنوں میں، آنکھوں میں اس خاک کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور پہنچا۔ اُسی وقت کافر شکست کھا گئے۔ مسلمانوں نے اُن کا تعاقب کر کے بے دریغ قتل کرنا اور قید کرنا شروع کیا۔ حضرت قتادہؓ اور ابن زیدؓ بیان کرتے ہیں "حضور نے زمین سے تین مٹھیاں بھریں۔ پہلی مٹھی دشمن کے میمنہ میں دوسری اُس کے میسرہ میں، تیسری اس کے قلب میں پھینکی۔ اور فرمایا شَاھَتِ الْوُجُوْہُ۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں۔ بدر کی لڑائی میں کافر ہمیں تھوڑے نظر آتے تھے۔ حتیٰ کہ میں نے اپنے پاس کھڑے ہونے والے سپاہی ابوعبیدہؓ سے کہا "میرے خیال میں یہ کافر ستر ہیں" اُس نے جواب دیا۔ ایک سو ہیں"

Marfat.com

مسلمانوں کی جائے پناہ صرف تلوار ہے۔

جب قریش کا لشکر میدانِ جنگ میں پہنچ گیا۔ تو انہوں نے عمیر بن وھب کو مسلمانوں کی تعداد معلوم کرنے کے لئے بھیجا۔ اُس نے اپنے گھوڑے کو اسلامی فوج کے گرد و پیش جولانی دکھائی۔ پھر واپس آ کر کہا "مسلمان تین سو سے کچھ زائد ہیں یا کم مجھے پھر جانے دو تاکہ میں دیکھوں اُن کی مزید تعداد کسی کمین گاہ میں چھپی ہوئی تو نہیں بیٹھی یا پیچھے سے اور مدد تو نہیں آرہی ہے" اس کے بعد اُس نے وادی میں گشت کیا۔ اور دُور تک چلا گیا۔ واپس آ کر کہا "میں نے اور کچھ نہیں دیکھا۔ لیکن اے قریش! میں تم کو خبردار کرتا ہوں کہ موت تمہارے سروں پر منڈلا رہی ہے۔ یثرب (مدینہ) کے اونٹ یقیناً تمہارے لئے موت اُٹھا کر لائے ہیں۔ مسلمان ایسی زبردست قوم ہے کہ تلوار کے سواء اُن کی کوئی اور جائے پناہ نہیں۔ ایک مسلمان سپاہی اُسی وقت قتل ہوگا جب وہ تمہارا ایک آدمی قتل کردے۔ جب تم تین سو کی تعداد میں قتل ہوگئے۔ تو پھر زندگی کا کیا مزہ ہوگا اس پر تم غور کرلو"

قریش کو واپس لے جانے کے لئے حکیم بن حزام کی کوشش۔

یہ سُن کر حکیم بن حزام (حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی ان کی پھوپھی ہیں۔ حکیم بعد میں مسلمان ہوگئے۔ جب کوئی قسم کھاتے تو کہتے لا والذی نجانی یوم بدر اُس ذات پاک کی قسم جس نے مجھے بدر کی لڑائی میں بچایا) لڑائی کو بند کرنے کے لئے کوشش کرنے لگے۔ پہلے عتبہ بن ربیعہ کے پاس گئے۔ کہا "آپ قریش کے سردار ہیں، سب آپ کا حکم مانتے ہیں۔ کیا آپ اس وقت ایسا کام سرانجام دیں گے جس سے آپ دنیا کے خاتمہ تک نیک نامی کے ساتھ مشہور ہوں" اُس نے کہا "وہ کیا"۔ میں نے کہا "قریش کو یہاں سے واپس لے جائیے اور عمرو بن حضرمی (جو گذشتہ جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا ہے اور جس کا انتقام لینے کے لئے یہ لڑائی کھڑی کی گئی ہے) کی دیت (سو اونٹ) اپنی جیب سے ادا کرنے کا اعلان کر دیجئے" اُس نے کہا "مجھے منظور ہے تم جا کر ابوجہل کو سمجھاؤ کیونکہ مجھے صرف اُسی سے اندیشہ ہے کہ وہی جنگ کو بھڑکائے گا۔ اس کے بعد عتبہ نے کھڑے ہو کر قریش میں تقریر کی۔ "اے قریش! مسلمانوں سے جنگ کرنے میں تمہارا کیا فائدہ ہے۔ اگر تم اُن پر کامیاب ہوگئے تو لڑائی کے بعد تمہیں ہی صدمہ پہنچیگا۔ کیونکہ تم نے اپنے ہاتھ سے کسی چچازاد بھائی کو یا کسی خالو زاد بھائی کو یا اپنے کسی رشتہ دار کو قتل کیا ہوگا۔ یہاں سے واپس چلے جاؤ۔ اور محمد کو اُس کے حال پر

چھوڑ دو۔ قبائلِ عرب اُس سے سمجھ لیں گے۔ اگر انہوں نے اسے قتل کر دیا تو تمہارا مقصد پورا ہو گیا اور اگر وہ کامیاب ہو گیا تو اُس کی کامیابی تمہاری کامیابی ہے۔"

حکیم کہتے ہیں :۔ اس کے بعد میں ابوجہل کے پاس آیا۔ وہ اپنی زرہ پہننے کو طیار کھڑا تھا۔ میں نے اُس کو عتبہ کا پیغام دیا۔ اُس نے کہا "عتبہ محمد کی فوج دیکھ کر مرعوب ہو گیا ہے۔ ہم محمد سے فیصلہ کُن جنگ کئے بغیر یہاں سے واپس نہ جائیں گے۔ میں عتبہ کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں کرتا۔ چونکہ اُس کا بیٹا مسلمانوں کے قبضہ میں ہے اس واسطے وہ تم کو ڈراتا ہے۔" یہ کہہ کر ابوجہل نے ابن حضرمی کے بھائی عامر بن حضرمی کو طلب کیا۔ اُس سے کہا "عتبہ قریش کو یہاں سے واپس لے جانا چاہتا ہے۔ تمہارا بھائی مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہو چکا ہے۔ اُٹھو اور اپنے بھائی کا انتقام لینے کے لئے قریش کو اشتعال دلاؤ۔" عامر برہنہ ہو گیا۔ اور چیخنے چلانے لگا واعمراہ! واعمراہ! (ہائے میرے بھائی عمرو۔ ہائے میرے بھائی عمرو!) اُس کا یہ چلانا تھا کہ لڑائی شروع ہو گئی۔ کافروں نے یک دم مسلمانوں پر حملہ کر دیا جب عتبہ کو ابوجہل کا یہ قول پہنچا کہ عتبہ مسلمانوں سے مرعوب ہو گیا ہے تو اُس نے کہا "عنقریب اُس کے چوتڑ دل کو معلوم ہو جائے گا کہ میں مسلمانوں سے مرعوب ہُوا ہوں یا وہ"۔ یہ کہکر اپنے سر پر رکھنے کے لئے خود تلاش کیا۔ چونکہ اُس کا سر بڑا تھا۔ کسی اور سپاہی کا خود اُس کے سر پر نہیں آتا تھا تو اُس نے چادر باندھ لی۔

اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوج کی صف بندی کی۔ دوسری روایت میں ہے :۔ حضور نے رات ہی کو اپنی فوج کی صف بندی کر لی تھی۔"

حضرت ابوایوب انصاری فرماتے ہیں :۔ ہمارے کچھ سپاہی (جوش میں آ کر) صف سے کسی قدر آگے نکلے ہوئے تھے۔ حضور نے اُن کو ہدایت کی مَعِیَ مَعِیَ (میرے ساتھ رہو مجھ سے آگے نہ بڑھو)

ایک مسلمان کی فرطِ محبت۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تیر تھا۔ آپ اُس کے ذریعہ فوج کی صف سیدھی کر رہے تھے۔ حضرت سواد رضؓ بن غذیہ صف سے باہر نکلے۔ حضور نے اُن کے پیٹ میں تیر مار کر کہا۔ "اے سواد! برابر ہو جاؤ۔" اُس نے عرض کیا "حضور! آپ نے مجھے درد پہنچایا ہے۔ میں آپ سے بدلہ لوں گا۔" حضور نے اپنا پیٹ کھول دیا۔ حضرت سوادؓ حضور سے بغل گیر ہو گئے۔

Marfat.com

اور آپ کے بطنِ مبارک کے بوسے لینے شروع کئے۔ حضور نے فرمایا "تم نے ایسا کیوں کیا؟" عرض کیا "میں نے ارادہ کیا کہ آخر وقت میں حضور کے جسم سے میرے جسم کا حصہ ہو۔" حضور نے اُس کے لئے دعاءِ خیر کی۔

ایک مسلمان کا جوش۔

حضرت عوف بن مالک یعنی ابن عفراء نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "حضور! اللہ تعالےٰ اپنے بندہ کا کونسا فعل دیکھ کر ہنستا ہے" حضور نے فرمایا "جو مسلمان زرہ پہنے بغیر دشمن کی صف میں گھس جائے" ابن عفراء نے اپنے بدن سے زرہ اُتار کر رکھ دی۔ دشمن کی صف میں گھس گئے۔ حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔

حضرت صدیقؓ کی خدمات۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفیں سیدھی کرنے کے بعد اپنے چھپر میں تشریف لے گئے۔ حضرت ابو بکرؓ بھی آپ کے ساتھ اندر آ گئے۔ کوئی تیسرا شخص اندر نہ تھا۔ حضرت سعدؓ بن معاذ انصار کا ایک مضبوط دستہ لیکر تلوار سونتے ہوئے دروازہ پر کھڑے تھے۔ حضرت علیؓ اپنے عہدِ خلافت میں خطبہ دے رہے تھے۔ ارشاد فرمایا۔ "مسلمانو! سب سے زیادہ بہادر اور شجاع کون ہے"۔ لوگوں نے عرض کیا "امیر المومنین! آپ ہیں" حضرت علیؓ نے فرمایا۔ "میدانِ جنگ میں جو کافر میرے مقابلہ میں آیا میں نے اُسے نیچے گرایا۔ لیکن سب سے زیادہ بہادر حضرت ابو بکرؓ ہیں۔ ہم نے بدر میں حضور کے لئے ایک چھپر نصب کیا۔ پھر ہم نے فوج سے پوچھا "کون شخص حضور کی حفاظت کے لئے کھڑا ہوتا ہے"۔ کسی مسلمان نے جواب نہ دیا۔ حضرت ابو بکرؓ تلوار لے کر اُسی دم حضور کے سر پر کھڑے ہو گئے۔ تاکہ جو دشمن قریب آئے اُس کا سر قلم کر دیں۔ پس حضرت صدیقؓ سب سے زیادہ بہادر ہیں۔"

مزید تفصیل۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی مٹھی بھر فوج لے کر آگے بڑھے۔ حتےٰ کہ عشاء کے وقت بدر کے پہلے کنوئیں پر پہنچ گئے۔ حضور نے اپنے افسروں سے معسکر (چھاؤنی) بنانے کا مشورہ کیا۔ حضرت حباب رضؓ بن منذر نے عرض کیا "حضور! میں اس علاقہ کا بخوبی واقف ہوں۔ اور اس کے سب کنوئیں جانتا ہوں۔ آپ چاہِ قلب پر معسکر بنائیں۔ تو بہت مناسب ہوگا۔ کیونکہ اس کا پانی نہایت شیریں ہے۔ ہم جلدی وہاں پہنچیں اور دشمن کی آمد سے پہلے اُس پر قبضہ

Marfat.com

کرلیں۔ اور اس علاقہ کے باقی کنوؤں کا پانی بھی کھینچ لیں۔" قریش بھی چاہ پر قبضہ کرنے کے لئے جلدی جلدی آگے بڑھے۔ خدا نے اس شب کو بارش کر دی۔ قریش کے حصہ میں بہت زیادہ بارش ہوئی۔ جس سے کیچڑ ہی کیچڑ ہو گیا۔ اُن کی نقل و حرکت میں مشکلات پیدا ہوئیں۔ اور مسلمانوں کے حصہ میں کم بارش ہوئی صرف اتنی کہ گرد بیٹھ گئی۔ اور فوج آسانی کے ساتھ نقل و حرکت کرنے لگی۔ ریت بیٹھ گئی۔ تاکہ سپاہیوں کے قدم ریت میں نہ دھسیں۔ و نیز مسلمان پاک و صاف ہو گئے۔ اُن کے دل مضبوط ہو گئے۔ آدھی رات کو حضور نے چاہِ بدر پر قبضہ کر لیا حوض بنائے باقی کنوؤں کا پانی بھی کھینچ لیا۔ ایک بلند ٹیلہ پر حضور کے لئے چھپر بنایا گیا۔ اب حضور میدانِ جنگ میں قدم رنجہ فرما ہوئے۔ اور اُنگلی سے اشارہ کر کے فرمانے لگے فلاں کافر یہاں قتل ہوگا۔ فلاں کافر کا مقتل یہ ہے۔ انشاء اللہ" لڑائی کے بعد جب معائنہ کیا گیا تو جہاں جہاں حضور نے اُنگلی رکھی تھی۔ مسمّٰی کافر اُسی جگہ قتل ہُوا۔ ایک اُنگلی کا بھی فرق نہ تھا۔ جب کافروں کا لشکر نمودار ہُوا تو حضور نے خدا سے گڑگڑا کر دعا مانگی تو اللہ تعالےٰ نے اپنے فرشتوں کو وحی بھیجی۔

انی معکم فثبتوا الذین آمنوا سأُلقی	میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میرے مسلمانوں کو مضبوط
فی قلوب الذین کفروا الرُّعب	بناؤ میں عنقریب کفار کے دلوں میں رعب ڈال دونگا۔
انی مُمِدّکُم بِالفٍ مِنَ المَلآئکۃ	میں ایک ہزار فرشتے تمہاری امداد کے لئے بھیجونگا۔
مُردِفِین	جو پے در پے آئیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر ایک درخت کی جڑ میں نماز پڑھتے رہے۔

لڑائی شروع ہوگئی۔

دونو فریق خدا کے سامنے متصادم ہیں۔ سید الانبیاء اور صحابہ کرام خدا سے قسم قسم کی دعائیں مانگ رہے ہیں۔ پہلا کافر اسود بن عبدالاسد مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہُوا۔ اُس نے قسم کھائی تھی "میں مسلمانوں کے حوض سے پانی پیوں گا یا اُسے مسمار کر دوں گا یا مسلمانوں سے لڑتا ہُوا اپنی جان قربان کر دوں گا" جب وہ میدان میں آیا تو حضرت حمزہؓ اُس کے مقابلہ میں نکلے اور تلوار کی صرف ایک ضرب سے نصف پنڈلی سے اُس کی ٹانگ کاٹ دی۔ حوض سے ورے اپنی پشت کے بل گرا۔ اپنی خون آلود ٹانگ کھینچ رہا تھا۔ پھر گھٹنوں کے بل حوض کی طرف بڑھا۔ تاکہ اپنی قسم پوری کرے۔ حضرت حمزہؓ پیچھے گئے اور اُسے قتل کر دیا۔

Marfat.com

اس کے بعد لڑائی گرم ہو گئی - عتبہ بن ربیعہ اپنی شجاعت دکھانے اپنے بھائی شیبہ اور اپنے بیٹے ولید کے ساتھ میدان میں آیا - تین انصار عوفؓ معاذؓ (خاتون عفراء کے صاحبزادے) اور عبداللہؓ بن رواحہ ان کے مقابلہ میں آئے - کفار نے پوچھا تم کون ہو جواب دیا ہم انصار ہیں - کفار نے کہا "ہم تم سے مقابلہ کرنا نہیں چاہتے - ہم اپنے رشتہ داروں کو اپنے مقابلہ میں للکارتے ہیں - اے محمد! ہمارے قریبی رشتہ داروں کو ہمارے مقابلہ میں بھیج " حضور نے آواز دی - "اے عبیدہؓ بن حارث! اے حمزہؓ! اے علیؓ! تم تینوں ان کے مقابلہ میں نکلو" یہ تینوں شیر میدان میں آئے - کافروں نے کہا "تم اپنا تعارف کراؤ" حضرت حمزہؓ نے فرمایا :-

انا اسد اللہ و اسد رسولہ - میں اللہ کا اور اس کے رسول (قاصد) کا شیر ہوں -

حضرت علیؓ نے فرمایا :- میں اللہ کا بندہ اور حضور کا بھائی ہوں " حضرت عبیدہؓ نے فرمایا میں تمہارا رشتہ دار ہوں " کافروں نے کہا - "اب ٹھیک ہے تم تینوں ہماری قوم کے شریف زادے ہو" حضرت حمزہؓ شیبہ کے مقابلہ میں - حضرت علیؓ ولید کے مقابلہ میں اور حضرت عبیدہ عتبہ کے مقابلہ میں گئے - حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ نے ایک لمحہ بھی اپنے مقابل کو مہلت نہ دی - اور ایک ہی ضرب میں قتل کر دیا - البتہ حضرت عبیدہؓ اور عتبہ کے درمیان دیر تک شمشیر زنی ہوتی رہی - حضرت عبیدہؓ مجروح ہو گئے - حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ دونوں نے مل کر عتبہ کو فی النار والسقر کر دیا اور اپنے مجروح بھائی کو اٹھا کر اپنی صف میں لے آئے اور حضور کے قریب لٹا دیا - حضور نے اپنا قدم آگے بڑھا دیا - حضرت عبیدہؓ نے اپنا رخسار حضور کے قدم پر رکھا اور یہ کہتے ہوئے جان دے دی - "آج اگر ابوطالب زندہ ہوتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ ان کے اس شعر کا حقدار کون ہے -

ونسلمہ حتی نصرع دونہ } ہم حضور کو کافروں کے اس وقت تک حوالہ نہ کریں گے جب تک
ونذھل عن ابنائنا والحلائل } ہم ان کے سامنے نہ گر جائیں اور ہم حضور کی حفاظت میں اپنے بیٹوں اور بیبیوں کو فراموش کر دیں گے -

مسلمانوں میں سب سے پہلے حضرت مہجعؓ حضرت عمرؓ کے آزاد کردہ غلام شہید ہوئے - کافروں کا ایک تیر لگا اور جان بحق ہو گئے - اس کے بعد حضرت حارثہؓ بن سراقہ انصاری شہید ہوئے - یہ حوض سے پانی پی رہے تھے کہ تیر آیا اور جان گئی - ان کی والدہ ماجدہ حضور کی خدمت میں

حاضر ہوئیں۔ عرض کیا "حضور! میرا بیٹا تیر لگنے سے قتل ہؤا ہے۔ مجھے بتائیے وہ اس وقت کہاں ہے اگر جنت میں ہے تو صبر کروں اور اگر دوزخ میں ہے تو اُس کے نوحہ کے لئے طیاری کروں"۔ حضور نے جواب دیا۔ "جنت کے آٹھ درجے ہیں تمہارا بیٹا فردوسِ اعلیٰ میں ہے"۔

بدر میں مسلمانوں کا شعار (امتیازی کلمہ جس سے اپنے سپاہیوں کی شناخت ہو) احد احد تھا۔

ایک مسلمان کی کیفیت۔

حضور نے مسلمانوں کو جوش دلایا "آج جو مسلمان اجر حاصل کرنے کی نیت سے لڑائی کی تکلیفوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کر کے لڑتا ہؤا آگے ہی بڑھتا جائے۔ پیچھے ہٹنے کا نام نہ لے تو خدا اُسے ضرور جنت میں داخل کرے گا"۔ حضرت عمیرؓ بن حمام نے عرض کیا "وہی جنت جس کا عرض ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کے برابر ہے"۔ حضور نے فرمایا "ہاں وہی جنت"۔ عرض کیا "تو پھر یہ سودا خوب ہے"۔ حضور نے فرمایا "تم نے یہ کیوں کہا کہ یہ سودا خوب ہے"۔ عرض کیا "حضور! صرف اس امید پر کہ میں بھی جنتیوں میں شامل ہو جاؤں"۔ حضور نے فرمایا "تم بھی جنتی ہو"۔ حضرت عمیرؓ نے اپنے چمڑے کے تھیلے سے کھجوریں نکالیں۔ اور کھانا شروع کیا۔ پھر خود ہی کہا "اگر میں کھجوریں کھانے میں مصروف رہا تو جنت کے داخل ہونے میں دیر ہو جائے گی"۔ یہ کہہ کر سب کھجوریں پھینک دیں اور تلوار لے کر کافروں کی صف میں گھس گئے۔ کافروں کا خوب قتلِ عام کیا۔ حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔

ابلیس کا فرار۔

ابلیس (شیطانوں کا بادشاہ) سراقہ بن مالک کی شکل بن کر مکہ سے قریش کے ہمراہ تھا۔ جب لڑائی شروع ہوئی اور ابلیس نے خدا کا لشکر آسمان سے اترتے دیکھا تو ایڑھیوں کے بل پیچھے مڑا۔ قریش نے کہا "تو نے ہمارے ساتھ آخر دم تک ثابت قدم رہنے کا وعدہ کیا تھا"۔ اُس نے جواب دیا

انی اری مالا ترون انی اخاف اللہ ۔ میں جو دیکھ رہا ہوں تم نہیں دیکھ رہے۔ میں خدا سے رب العلمین واللہ شدید العقاب ڈرتا ہوں اور اللہ کا عذاب سخت ہے۔

جب منافقوں نے حزب اللہ کی قلتِ تعداد دیکھی تو کہا "فتح کثرت کو ہوتی ہے مسلمان دھوکہ میں ہیں جو فتح و نصرت کے نشہ میں آگے بڑھتے جا رہے ہیں"۔ خدا نے جواب دیا "فتح و ظفر اور نصرت خدا پر بھروسہ کرنے سے ہوتی ہے نہ کثرتِ تعداد پر۔ ہمیشہ اللہ کو غلبہ حاصل رہا ہے

Marfat.com

وہ اُسی کی مدد کرتا ہے جو فتح و نصرت کا مستحق ہو اگرچہ وہ کمزور ہو۔"

فرشتوں کے کارنامے۔

فرشتے کفار کو قتل کرنے میں مسلمانوں سے سبقت لے جا رہے تھے۔ ایک مسلمان ایک کافر کے پیچھے اُسے قتل کرنے دوڑا۔ اچانک اُس نے اپنے سر پر کوڑا مارنے کی آواز اور یہ ندا سُنی "حیزوم! آگے بڑھ" (حیزوم فرشتہ کے گھوڑے کا نام ہے) اس مسلمان نے دیکھا وہ کافر جسے یہ قتل کرنے دوڑا تھا آگے مرا پڑا ہے۔ اُس کے جسم پر تلوار یا نیزہ کا کوئی نشان نہیں۔ اُس کی ناک مُڑی ہوئی ہے۔ اور اُس کا گریبان کوڑے کی ضرب سے پھٹا ہُوا ہے۔ یہ انصاری رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور ماجرئی سُنایا۔ حضور نے فرمایا "اسے فرشتہ نے قتل کیا ہے، جس فوج کا یہ فرشتہ تھا وہ تیسرے آسمان سے آئی تھی۔"

حضرت ابوداؤد مازنی فرماتے ہیں:۔ میں ایک مشرک کو قتل کرنے کے لئے اُس کا پیچھا کر رہا تھا۔ اس سے پیشتر کہ میری تلوار اُس کو لگے وہ زمین پر گر پڑا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ کسی اور شخص نے اُسے قتل کیا ہے۔"

ایک انصاری حضور کے چچا عباس کو پکڑے ہوئے لائے۔ عباس نے کہا۔ "اس نے مجھے قید نہیں کیا۔ بلکہ دوسرے شخص نے قید کیا ہے جو ابلق گھوڑے پر سوار تھا۔ اس کے بعد وہ مسلمانوں میں نہیں دیکھا گیا۔" انصاری نے عرض کیا۔ "حضور! میں نے انہیں قید کیا ہے۔" حضور نے فرمایا "خاموش ہو جاؤ خدا نے ایک بڑے فرشتہ کے ساتھ تمہاری مدد کی ہے۔" حضور کے تین رشتہ دار ابھی قید ہوئے۔ عباسؓ۔ عقیلؓ۔ نوفل بن حارث۔

ابوجہل کا اعلان۔

جب ابلیس نے فرشتوں کی کارگذاری دیکھی تو اُسے اندیشہ ہُوا مبادا فرشتوں کے ہاتھ سے مارا جائے۔ بھاگنے لگا۔ حرث بن ہشامؓ اُسے سراقہ بن مالک سمجھ کر پکڑ لیا۔ ابلیس نے حرث کے سینہ پر مکہ رسید کیا۔ اور حرث کو زمین پر دے مارا۔ پھر صف سے نکل کر بھاگ گیا اور اپنے آپ کو سمندر میں گرا لیا۔ اور ہاتھ اُٹھا کر خدا سے کہا "یا اللہ! تو نے مجھے آخر دنیا تک زندہ رہنے کی مہلت دی ہے، لہذا مجھے فرشتوں سے بچا۔" ابوجہل نے کہا۔ "اے بہادر لشکر! سراقہ کے بھاگنے سے تمہارے پائے استقامت میں کچھ فرق نہ آئے کیونکہ اُس نے پہلے ہی سے محمد کے ساتھ سازش کر رکھی تھی و نیز عتبہ و شیبہ اور ولید کے قتل ہونے سے

Marfat.com

تمہارے حوصلے نہ ٹوٹیں اس لئے کہ انہوں نے جلد بازی سے کام لیا ہے۔ لات اور عزی (بتوں) کی قسم۔ ہم اُس وقت تک یہاں سے نہیں لوٹیں گے جب تک تمام مسلمانوں کو رسیوں میں مضبوط نہ باندھ لیں تم ان کو قتل نہ کرو زندہ پکڑنے کی کوشش کرو۔ تاکہ ہم انہیں مکہ میں لے جا کر عبرت ناک سزائیں دیں" ابوجہل نے خدا سے فتح کی دعا مانگتے ہوئے کہا۔ "یا اللہ! اس نے ہمارے رشتہ داروں میں پھوٹ ڈالی، اس نے ہمارے سامنے ایسا مذہب پیش کیا جسے ہم نہیں جانتے، آج اسے ہلاک کر دے۔ یا اللہ! ہم دونو فریقوں میں جس فریق کو تو بہت ہی پسند کرتا ہے اور جس سے تو بہت راضی ہے اُسی کو فتح دے" اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی :-

ان تستفتحوا فقد جاءکم الفتح وان تنتھوا فھو خیر لکم وان تعودوا نعد ولن تغنی عنکم فئتکم شیئا ولو کثرت و ان اللہ مع المؤمنین

اگر تم فتح مانگتے ہو تو یہ فتح آ گئی اور اگر تم باز آ جاؤ تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم نے اپنی شرارتوں کا اعادہ کیا تو ہم بھی تم کو سزا دینے میں اعادہ کریں گے تم کو تمہاری فوج کچھ کام نہیں دے سکتی۔ اگرچہ وہ زیادہ تعداد میں ہو۔ اور اللہ تعالیٰ تو صالح مسلمانوں کے ساتھ ہے"

حضرت سعدؓ بن معاذ کا غصہ

یہ چھپر کے دروازہ پر کھڑے ہوئے پہرہ دے رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چہرہ پر کراہیت اور غصہ کے آثار دیکھے۔ فرمایا "شاید تم کو یہ ناگوار گذر رہا ہے کہ مسلمان کافروں کو کیوں قید کر رہے ہیں" عرض کیا "جی ہاں۔ یہ پہلی شکست ہے جو خدا نے کافروں کو دی ہے میرے نزدیک ان کو قید کرنے کی بجائے قتل کر دینا خوب ہے"

حضور کا خاص حکم۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دیا "مجھے معلوم ہوا ہے کہ بنو ہاشم کے چند افراد زبردستی اس جنگ میں گھسیٹے گئے ہیں۔ وہ اپنی خوشی سے اس میں شامل نہیں ہوئے۔ ان کو قتل کرنے کی ضرورت نہیں۔ جس ہاشمی کو پکڑو اُسے مت قتل کرو۔ ابوالبختری بن ہشام اور عباس بن عبدالمطلب کو بھی مت قتل کرو کیونکہ عباس کو زبردستی لایا گیا ہے۔ عتبہ بن ربیعہ کے صاحبزادہ حضرت ابوحذیفہؓ فرماتے ہیں۔ یہ سُن کر میں نے کہا ہم اپنے باپ بیٹے اور بھائیوں کو قتل کریں اور عباس کو چھوڑ دیں اگر وہ میرے سامنے آ گئے تو میں تلوار سے اُن پر حملہ کروں گا" میری یہ

بات حضور کو پہنچی۔ حضور نے حضرت عمرؓ سے فرمایا۔ "اے ابوحفص! (حضرت عمرؓ فرماتے ہیں پہلی دفعہ حضور نے میری یہ کنیت رکھی) کیا رسولِ خدا کے چچا کو قتل کیا جائیگا" حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ "اگر اجازت ہو تو میں ابوحذیفہ کی گردن اڑا دوں کیونکہ وہ منافق ہو گیا ہے۔"
حضرت ابوحذیفہؓ فرماتے ہیں:۔ حضرت عباسؓ کے متعلق میرے منہ سے جو کلمات نکلے مجھ کو اُن کا بڑا افسوس ہوا اور میں ڈرتا تھا کہ یہ کلمات میری تباہی کا باعث نہ ہوں میں نے کہا اس کا کفارہ (بدلہ) یہی ہے کہ مجھے شہادت ملے" حضرت ابوحذیفہؓ یمامہ کی لڑائی میں شہید ہو گئے۔

ابوالبختری کا قتل۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالبختری کے قتل کرنے سے منع کر دیا تھا۔ کیونکہ وہ مکہ میں حضور کو ایذاء نہیں پہنچاتا تھا۔ اُس نے صحیفہ کو کالعدم کرنے میں کوشش کی تھی۔ میدانِ جنگ میں حضرت مجذرؓ بن زیاد اُسے ملے کہا "حضور نے ہمیں آپ کے قتل کرنے سے منع کیا ہے"۔ ابوالبختری کے ساتھ اُس کا ایک یار ہم سفر تھا اور اُس کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ اُس نے کہا "اور میرا ہم سفر" (اس کا نام جنادہ بن ملیحہ ہے جو قوم بنی لیث سے ہے اور مکہ سے اس کے ہمراہ آیا تھا) حضرت مجذرؓ نے فرمایا "حضور نے ہمیں صرف آپ کے قتل کرنے سے روکا ہے" ابوالبختری نے کہا "پھر میں راضی نہیں۔ ہم دونو قتل ہوں گے تاکہ قریش کی عورتیں مجھے یہ طعنہ نہ دیں کہ اپنی زندگی بچانے کے لئے اپنے ہم سفر کو قتل کرا دیا" یہ کہہ کر ابوالبختری حضرت مجذرؓ پر حملہ آور ہوا اور دونو دستِ گریباں ہو گئے۔ حضرت مجذرؓ نے اُسے قتل کر دیا۔ پھر حضور کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا "میں نے اُسے قید کرنے کی کوشش کی لیکن اُس نے لڑنے پر اصرار کیا میں نے اُسے قتل کر دیا"۔

امیہ بن خلف کا عبرتناک انجام

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف فرماتے ہیں:۔ یہ مکہ میں میرا بڑا دوست تھا۔ میں بدر کے روز بہت سی زرہیں اُٹھا کر لے جا رہا تھا۔ کیونکہ میں نے بہت سے کافر قتل کر کے یہ سلب (کافر کو قتل کرنے کے بعد اُس کے جسم سے جو کچھ حاصل ہو اُسے سلب کہتے ہیں) حاصل کیا تھا۔ امیہ اپنے بیٹے علی کا ہاتھ پکڑے ہوئے کھڑا تھا۔ مجھے دیکھ کر اُس نے کہا "کیا مجھے بچاؤ گے میں ان زرہوں سے اچھا ہوں" میں نے کہا "ہاں تمہیں بچاؤں گا" میں نے زرہیں پھینک دیں اور اپنے ہاتھ سے دونو کے ہاتھ پکڑ لئے وہ کہہ رہا تھا۔ "میں نے اپنی ساری عمر میں ایسا تکلیف دہ کوئی

Marfat.com

دن نہیں دیکھا، کیا تمہیں اپنے رشتہ داروں کی ضرورت نہیں" میں دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے لے جا رہا تھا کہ اُس نے مجھے کہا:- یہ کون شخص ہے جس کے سینہ پر شترمرغ کا پر آویزاں ہے" میں نے جواب دیا "حضرت حمزہؓ ہیں"۔ اُس نے کہا اُس نے ہمارے بہت سے افراد قتل کئے ہیں" حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف فرماتے ہیں "دفعتہً حضرت بلالؓ نے ہمیں دیکھ لیا۔ اُمیّہ مکہ میں ان کو بہت ہی ایذا پہنچاتا تھا۔ اس کو دیکھ کر فرمایا۔ "راس الکفر امیۃ بن خلف، لا نجوت ان نجا۔ امیہ کفر کی چوٹی ہے۔ اگر یہ بچ گیا تو میری خیر نہیں۔

یہ کہہ کر انصار کو آواز دی "جلدی دوڑو" میں یہ دیکھ کر دونوں کو دوڑا کر لے جانے لگا۔ دفعتہً انصار آ گئے اور اُس کو گھیرے میں لے لیا۔ جس طرح حلقہ ہوتا ہے۔ میں نے اُس کا بیٹا علی اپنے پیچھے چھوڑا۔ تاکہ یہ اُس کے قتل میں مشغول ہو جائیں اور میں امیہ کو بچا کر لے جاؤں۔ انصار اُس کے بیٹے سے فارغ ہو کر امیہ کے درپے ہو گئے۔ میں نے امیہ سے کہا "بیٹھ جا" وہ بیٹھ گیا۔ میں اُس پر چھا گیا۔ اور اُس کو چھپانے کے لئے اپنا جسم اُس پر ڈال دیا۔ انصار نے نیچے سے تلواروں سے کرید کرید کر اُسے قتل کر دیا۔ اس کشمکش میں میرا قدم زخمی ہو گیا۔ میں نے کہا:-

یرحم اللہ بلالاً فجعنی یادراعی وباسیری — خدا حضرت بلالؓ پر رحم کرے۔ انہوں نے میری زرہیں چھین کر اور میرے قیدی کو قتل کر کے مجھے درد پہنچایا۔"

حضرت عکاشہؓ

اس لڑائی میں حضرت عکاشہؓ بن محصن کی تلوار ٹوٹ گئی۔ حضورؐ نے اُنہیں ایک لاٹھی دی۔ فرمایا۔ "اسے پکڑو" جب حضرت عکاشہؓ نے اُسے ہلایا تو وہ چمکدار تلوار بن گئی۔ یہ تلوار آخر دم تک اُن کے پاس رہی۔ اسی کے ساتھ دشمن سے لڑتے رہے۔ حتیٰ کہ حضرت صدیقؓ کے عہد میں مرتدین سے جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔

حضرت زبیرؓ کی شجاعت

حضرت زبیرؓ نے عبیدہ بن سعید بن عاص کو دیکھا کہ وہ لوہے میں ڈوبا ہوا ہے۔ اُس کا سارا جسم ہتھیاروں میں چھپا ہوا ہے۔ صرف اُس کی آنکھ کے ڈھیلے نظر آ رہے ہیں۔ حضرت زبیرؓ نے اُس کی آنکھ میں نیزہ مارا۔ وہ ٹھنڈا ہو گیا۔ حضرت زبیرؓ نے اُس کی کھوپڑی پر اپنا قدم رکھ کر نیزہ کھینچا۔ نیزہ باہر نکل آیا لیکن ٹیڑھا ہو گیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت

Marfat.com

زبیرؓ سے کہا۔ "یہ مبارک نیزہ مجھے عطا کر دو"۔ حضرت زبیرؓ نے پیش کر دیا۔ حضرت زبیرؓ حضور کی پھوپھی حضرت صفیہؓ کے صاحبزادہ ہیں۔ حضور کی وفات کے وقت حضرت زبیرؓ نے اپنا نیزہ واپس لے لیا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے یہ مبارک نیزہ مانگا۔ حضرت زبیرؓ نے اُن کو یہ نیزہ پیش کر دیا۔ حضرت صدیقؓ کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ نے یہ نیزہ مانگا۔ حضرت زبیرؓ نے انہیں بھی پیش کر دیا۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد یہ نیزہ حضرت علیؓ کے خاندان میں تھا۔ حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ نے ان سے اپنا مبارک نیزہ لیا۔ حضرت عبداللہؓ کی شہادت تک یہ نیزہ اُنہی کے پاس رہا۔

حضرت رفاعہؓ بن رافع کی ایک آنکھ ایک تیر لگنے سے پھوٹ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تھوک اُن کے ڈھیلے پر پھینکا اور خدا سے دعا مانگی۔ آنکھ اچھی ہو گئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آنکھ ضائع ہی نہیں ہوئی تھی۔

ابوجہل کا قتل

ملعون ابوجہل از سرتاپا مضبوط زرہوں میں چھپا ہوا تھا۔ ہر قسم کے ہتھیاروں سے زیب تن تھا۔ سب لوگ کہتے تھے "کوئی شخص اس کو قتل نہیں کر سکتا"۔ حضرت معاذؓ بن عمرو بن جموح فرماتے ہیں:۔ جب میں نے یہ سُنا تو اُس پر حملہ کرنے کا قصد کیا۔ جب وہ میری زد میں آیا تو میں نے اُس پر حملہ کیا۔ تلوار کی ایسی ضرب لگائی کہ اُس کا قدم کٹ کر دُور جا پڑا۔ اور ایسی آواز نکلی کہ تم اوپر سے کسی سخت چیز پر کھجور کی گٹھلی پھینکو گرتے وقت اُس کی آواز نکلے۔ اُس کے بیٹے عکرمہ نے میرے کندھے پر اپنی تلوار کی ضرب لگانی چاہی۔ میرے ہاتھ پر تلوار لگی اور کٹ کر میرا ہاتھ لٹک گیا۔ چونکہ میں دن بھر لڑائی میں مصروف رہا اور بہت شمشیر زنی کی تھی اور میرا ہاتھ تھکا ہُوا تھا میں اپنے اسے کٹے ہوئے ہاتھ کو اپنے پیچھے لٹکائے ہوئے کھینچ رہا تھا۔ جب مجھے بہت درد ہونے لگا تو میں نے اپنا قدم اُس پر رکھ کر اُس کو کھینچ کر الگ کر دیا۔

دو مسلمان بچوں کا کارنامہ

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف فرماتے ہیں:۔ میرے دائیں بائیں دو لڑکے کھڑے تھے۔ بعد میں اُن کا کارنامہ دیکھ کر مجھے تمنا ہوئی کاش مجھ میں ان جیسا حوصلہ اور عزم ہوتا۔ ان

Marfat.com

میں سے ایک نے مجھے اشارہ سے پوچھا۔ "چچا! کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں" میں نے کہا "ہاں پہچانتا ہوں۔ اُس سے تمہارا کیا کام ہے؟" اُس نے کہا "مجھے خبر ملی ہے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتا ہے۔ بخدا اگر میں نے اُسے دیکھ لیا تو میرا جسم اُس کے جسم سے اُس وقت تک علیحدہ نہ ہوگا جب تک ہم دونوں میں سے ایک نہ مرجائے۔" اُس کی یہ گفتگو سُن کر مجھے تعجب ہُوا۔ پھر دوسرے لڑکے نے بھی مجھ سے اشارہ سے پوچھا اور یہی کہا۔ تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ ابوجہل پر میری نظر پڑی۔ وہ میدانِ جنگ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر گشت کر رہا تھا۔ میں نے دونو لڑکوں سے کہا "یہ ابوجہل ہے۔" یہ سُنتے ہی دونو لڑکے اپنی تلواروں کے ساتھ شہباز کی طرح اُس پر جھپٹے۔ اور قتل کر کے واپس آ گئے۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے عرض کیا "ہم نے اُسے قتل کر دیا ہے۔" حضور نے دریافت فرمایا "تم دونوں میں سے کس نے قتل کیا ہے؟" دونو کہہ رہے تھے۔ میں نے اُسے قتل کیا ہے حضور نے فرمایا "تم نے ابھی تک اپنی تلواروں کا خون تو نہیں پونچھا؟" دونو نے عرض کیا "جی نہیں۔" حضور نے دونو کی تلواریں دیکھیں۔ فرمایا۔ "تم دونو نے اُسے قتل کیا ہے۔"

جب کفار شکست کھا کر بھاگنے لگے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "کوئی شخص ابوجہل کی خبر لائے۔" حضرت ابن مسعودؓ مقتل میں گئے۔ دیکھا کہ عفراء کے دونو نوجوان بچوں نے اُسے بےکار کر کے اُسے زمین پر گرا دیا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے اُس کی داڑھی پکڑ لی۔ اور کہا "تو ابوجہل ہے۔" اُس نے دریافت کیا "کس کی فتح ہوئی ہے؟" حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا "اللہ اور اُس کے رسول کی۔ اے دشمنِ خدا! اللہ نے آج تجھے ذلیل کر دیا ہے۔" یہ کہہ کر اُس کی گردن کاٹ لی۔ اٹھا کر لے آئے اور حضور کے سامنے پھینک دی۔ حضور نے دریافت کیا "تم نے اسے قتل کیا ہے؟" حضور نے تین دفعہ یہی دریافت کیا۔ "تم نے اسے قتل کیا ہے؟" پھر خود ہی فرمایا "اللہ عزوجل نے اسے قتل کیا ہے۔ حضور نے یہ کلمہ تین دفعہ دہرایا پھر فرمایا :-

اللہ اکبر۔ الحمد للہ الذی صدق وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ

اللہ بہت ہی بڑا ہے۔ اللہ کا شکر کہ اُس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔ اپنے بندہ (رسول) کی مدد کی۔ اور کفار کی فوجوں کو تن تنہا ہزیمت دی۔"

Marfat.com

پھر فرمایا۔ "مجھے اُس کی نعش پر لے چلو" سب مسلمان آپ کے ہمراہ چلے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے اُس کی نعش دکھائی۔ حضور نے فرمایا :-

ھذا فرعون ھذہ الامۃ - یہ اس امت کا فرعون تھا۔

اس کے بعد حضور ان دونو لڑکوں کی نعشوں پر تشریف لائے۔ فرمایا "اللہ تعالیٰ عفراء کے دونو بیٹوں پر رحم کر۔ یہ دونو بھی اس امت کے فرعون اور تمام کافروں کے سردار کے قتل میں شریک تھے۔" حضور سے عرض کیا گیا اُن دونو کے علاوہ اس قتل میں کون کون شریک تھا" فرمایا فرشتے اور ابنِ مسعودؓ اس قتل میں شامل ہیں۔"

حضرت عمرؓ نے اپنے ماموں کو قتل کیا۔

حضرت عمرؓ نے حضرت سعیدؓ بن عاص سے فرمایا "میں نے بدر میں تمہارے والد کو نہیں قتل کیا۔ میں نے تو اپنے ماموں عاص بن ہشام کو قتل کیا تھا۔ ہاں جب میں تمہارے باپ کے سامنے سے گذرا تو وہ خون میں لت پت تھا۔ اور جس طرح بیل ذبح ہوتے وقت خراٹے لیتا ہے اور جوش و خروش کے ساتھ اُس کے خون کا فوارہ چھوٹتا ہے اسی طرح تمہارے باپ کے خون کا فوارہ چھوٹ رہا تھا۔ تمہارے باپ کے چچا زاد بھائی حضرت علیؓ نے اُسے قتل کیا ہے۔

کافروں کی فوج میں شامل ہونے والے مسلمان دوزخی ہیں۔

جو مسلمان مکہ میں اپنا اسلام چھپائے بیٹھے تھے۔ دز پردہ مسلمان تھے۔ لیکن اس جنگ میں کافروں کے ساتھ شامل ہوئے۔ اور مسلمانوں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ اُن کے متعلق خدا نے یہ آیتیں نازل کیں۔ ان الذین توفیھم الملائکۃ (سورہ نساء رکوع ۱۲) ان کا مفہوم یہ ہے کہ یہ مسلمان دوزخی ہیں۔

کافروں سے خطاب۔

لڑائی ختم ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کی نعشوں پر آئے۔ کھڑے ہو کر فرمایا "تم میرے بدترین رشتہ دار تھے۔ تم نے مجھے جھٹلایا۔ دوسرے لوگوں نے میری تصدیق کی۔ تم نے میری مدد کرنے سے انکار کیا اور دوسرے لوگوں نے میری مدد کی۔ تم نے مجھے وطن سے نکالا دوسرے لوگوں نے مجھے پناہ دی" اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا "ان کو گھسیٹ کر ایک کنوئیں میں پھینک دو" حسب ارشاد ان سب کو کنوئیں میں پھینک دیا گیا۔ اس کے بعد حضور کنوئیں پر کھڑے ہوئے فرمایا۔ "اے عتبہ! اے شیبہ! اے ابوجہل! اے

Marfat.com

فلاں کافر! اے فلاں کافر (سب کا نام لے کر فرمایا) خدا نے تم کو جو عذاب دینے کا وعدہ کیا تھا کیا تم نے اُسے پا لیا۔ خدا نے مجھے جو فتح و نصرت دینے کا وعدہ کیا تھا۔ میں نے یہ فتح پالی۔" حضرت عمرؓ نے عرض کیا "حضور! آپ مُردادوں سے خطاب کر رہے ہیں۔" حضور نے جواب دیا "یہ کافر تم سے زیادہ میری باتیں سُن رہے ہیں (کیونکہ خدا نے ان کے جسم میں روح ڈال دی ہے) لیکن جواب نہیں دے سکتے۔"

قیدیوں کا معاملہ

ستر کافر قتل اور ستر قید ہوئے۔ جن میں حضور کے چچا عباس حضرت علیؓ کے بھائی عقیل حضور کے داماد ابوالعاص بن ربیع بن عبد شمس بھی شامل ہیں۔ اس کے بعد حضور نے میدان جنگ میں تین روز قیام فرمایا۔ حضور کا قاعدہ تھا کہ جب کسی قوم پر فتح پاتے تو میدانِ جنگ میں ۳ روز قیام کرتے۔ اس کے بعد حضور مظفر و منصور مدینہ لوٹتے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو فتح دیکر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کیں۔ قیدی اور مالِ غنیمت ساتھ تھے۔ جب مقامِ صفراء میں پہنچے۔ تو مسلمان سپاہیوں میں غنیمت تقسیم کی اور نضر بن حارث کی گردن اُڑی۔ اور جب مقام عرق الظبیہ میں وارد ہوئے تو عقبہ بن ابی المعیط کو قتل کیا۔ اس شان و شوکت کے ساتھ مرکزِ اسلام مدینہ میں وارد ہوئے۔ تو شہر میں اور شہر کے نواح میں جتنے دشمن تھے سب آپ سے خوفزدہ ہو گئے۔ یہ فتح دیکھ کر شہر کے سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین اور اُس کے ساتھی بظاہر مسلمان بن گئے۔ اب حضور نے مسلمانوں سے قیدیوں کے بارے میں مشورہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا "یہ ہماری قوم کے افراد ہیں۔ ان کو قتل کرنا مناسب نہیں۔ شاید خدا بعد میں ان کو اسلام کی ہدایت دے۔ ان سے فدیہ (معاوضہ) لے کر انکو چھوڑ دینا چاہیئے۔ تاکہ ہماری فوجی قوت میں اضافہ ہو۔" حضرت عمرؓ نے عرض کیا "میری رائے حضرت صدیقؓ کی رائے کے بالکل خلاف ہے۔ یہ کفار کے سرغنہ اور سرکردہ اشخاص ہیں۔ انہوں نے آپ کو اذیتیں پہنچائیں، آپ کو وطن سے نکالا، آپ حکم دیجئے کہ ہر رشتہ دار اپنے رشتہ دار کو قتل کرے۔ مثلاً حضرت علیؓ عقیل کو، حضرت حمزہؓ عباس کو، میں اپنے فلاں رشتہ دار کو قتل کروں۔" حضرت عبداللہؓ بن رواحہ نے عرض کیا "ایک وادی میں بہت ایندھن جمع کر کے ان سب کو زندہ آگ میں جلا دو۔" قیدیوں میں عباس بولے "حضور! یہ سزا رشتہ داروں کے

Marfat.com

ساتھ بدسلوکی ہے" یہ سن کر حضورؐ اپنے خیمہ میں چلے گئے۔ پھر حضور باہر تشریف لائے۔ فرمایا۔ "اللہ تعالےٰ بعض اشخاص کے دل بہت ہی نرم کر دیتا ہے اور بعض کے دل بہت ہی سخت بنا دیتا ہے۔ حتیٰ کہ اُن کے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہوتے ہیں۔ اے ابوبکر! تم حضرت ابراہیمؑ کی طرح بہت نرم دل واقع ہو اے عمر! تم حضرت نوحؑ کی طرح سخت دل ہو۔ اے عبداللہ! تم بھی حضرت موسےٰؑ کی طرح سخت دل واقع ہوئے ہو" اس کے بعد حضور نے حضرت صدیقؓ کا مشورہ قبول کرتے ہوئے قیدیوں سے فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ اُدھر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی :-

ما کان لنبیّ ان یکون لہ اسریٰ حتی یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاٰخرۃ واللہ عزیز حکیم۔ لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم

کسی نبی کو جب تک وہ روئے زمین پر کافروں کا خوب قتلِ عام نہ کر لے۔ اپنے پاس قیدیوں کا رکھنا مناسب نہیں۔ تم دنیا کا فائدہ چاہتے ہو حالانکہ اللہ آخرت کا فائدہ چاہتا ہے۔ اللہ تعالےٰ غالب اور حکمت والا ہے۔ اگر اللہ نے پہلے سے لوحِ محفوظ میں یہ بات نہ لکھ دی ہوتی کہ بدری مسلمانوں کو عذاب نہ ہوگا تو یقیناً تم کو خدا کا بڑا عذاب پہنچتا"

دوسرے روز حضرت عمرؓ حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ حضور اور حضرت صدیقؓ رو رہے ہیں۔ عرض کیا "حضور! آپ دونو کیوں رو رہے ہیں۔ اگر مجھ کو رونا نہ آیا تو میں زبردستی رونا شروع کر دوں گا" حضور نے فرمایا "خدا مجھ سے ناراض ہوا ہے کہ میں نے قیدیوں سے کیوں معاوضہ قبول کیا۔ ان کو قتل کیوں نہ کیا۔ اگر میں تمہارے مشورہ پر عمل کرتا تو خدا ناراض نہ ہوتا"

حضرت جبیرؓ بن مطعم فرماتے ہیں :- میں بدر کے قیدیوں کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے کے لئے مدینہ میں آیا۔ مجھ کو آپ کی طرف روانہ کر دیا گیا۔ آپ اس وقت مسجد میں صحابہ کرام کو نمازِ مغرب پڑھا رہے تھے۔ آپ کی قرأت مسجد سے باہر سنائی دے رہی تھی۔ آپ سورہ طٰہٰ پڑھ رہے تھے۔ جس وقت آپ اس آیت پر پہنچے :-

اِنّ عذاب ربّک لواقع مالہ من دافع ۔ تمہارے رب کا عذاب ضرور بالضرور آنے والا ہے۔ اُس وقت آسے کوئی دفع نہ کر سکے گا۔ (زاد المعاد صفحہ ۳۴۷ جلد اوّل۔ تفسیر خازن صفحہ ۲۱۴ جلد اول۔ صفحہ ۴۳ - جلد ۲ - صفحہ ۱۸۷ جلد ۴)

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قیدیوں کو مدینہ میں لائے - تو اُن کو مختلف مسلمانوں کی تحویل میں کر دیا - حکم دیا اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرنا " حضرت مصعبؓ بن عمیر کے بھائی ابوعزیز کو (جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے) ابوالیسر انصاری نے قید کیا تھا - حضور نے انہی کی تحویل میں کر دیا - ایک روز حضرت مصعبؓ ان کے سامنے سے گزرے - فرمایا "اس قیدی کے ہاتھ بہت مضبوطی سے باندھنا - اس کی ماں بڑی مالدار ہے - اسکا معاوضہ دے کر چھڑا لیگی " ابوعزیز نے کہا " میرے بھائی ہو کر یہ کہتے ہو " حضرت مصعبؓ نے جواب دیا " تو میرا بھائی نہیں - میرے بھائی حضرت ابوالیسرؓ ہیں " حضرت ابوعزیزؓ فرماتے ہیں "میں انصار کے جس گھر میں قید تھا وہ میرے ساتھ اچھے سے اچھا سلوک کرتے تھے - کھانا کھلاتے، خود بھوکے رہتے اور مجھے کھانا دیتے - کیونکہ حضور نے قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا تھا - مجھے روٹی کھلاتے اور خود کھجوروں پر گزارہ کرتے - اُن کے کسی مرد کے ہاتھ کہیں سے روٹی کا ٹکڑا ہاتھ لگتا - مجھے دے دیتے - مجھے شرم آتی اور میں روٹی کا ٹکڑہ واپس کر دیتا - وہ پھر مجھے واپس کرتے - کہتے ہمیں یہ ٹکڑا کھانا حرام ہے " بدر میں ابوعزیز نضر بن حرث کے بعد لڑائی کا جھنڈا اٹھانے پر مامور تھے - ان کی والدہ نے دریافت کیا "سب سے زیادہ فدیہ کی رقم کیا ہے " مسلمانوں نے جواب دیا "چار ہزار درہم" (ایک درہم چوالیس پائی کے قریب ہوتا ہے) ان کی والدہ نے یہ رقم بھیج دی اور ابوعزیز رہا ہو گئے "-

حضرت سودہؓ بنت زمعہ حضور کی بی بی بیان کرتی ہیں :- میں اس وقت عفراء کے مکان میں تھی کیونکہ ان کے دونو صاحبزادے بدر میں شہید ہو گئے تھے .. ابھی پردہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا - دفعتہً خبر آئی قیدی پہنچ گئے " میں اپنے گھر واپس آئی - حضور وہاں موجود تھے - سہیل بن عمرو ایک گوشہ میں رسیوں سے بندھا ہوا تھا - اُس کے دونو ہاتھ اُس کی گردن سے بندھے ہوئے تھے - میں نے اُسے دیکھ کر کہا "تم نے اپنے آپ کو مسلمانوں کے کیوں حوالہ کیا - کیوں نہ شریفانہ طور پر ان کو قتل کرتے ہوئے مر گئے " حضور نے فرمایا "سودہ! تم اسلام کے ساتھ غداری کر رہی ہو " میں نے عرض کیا " مجھے اس کی یہ حالت دیکھ کر ترس آ گیا " میرے مُنہ سے یہ کلمات نکل گئے - معافی کی خواستگار ہوں "

Marfat.com

قریش کے گھروں میں صفِ ماتم

سب سے پہلے حیسمان بن عبد اللہ خزاعی بدر کی شکست کی خبر مکہ میں لایا۔ اُس نے کہا۔ "عتبہ، شیبہ، ابوجہل، امیہ بن خلف، ابوالبختری، زمعہ بن اسود اور حجاج کے دونوں بیٹے بنیہ بنہیہ سب مارے گئے۔ جب وہ اس طرح اشرافِ قریش کا شمار کرنے لگا تو صفوان نے کہا "یہ مخبوط الحواس ہوگیا ہے۔ اگر اس وقت اس کے ہوش وحواس قائم ہیں تو اس سے میرے متعلق سوال کرو" کافروں نے پوچھا "اور صفوان کا کیا بنا" اس نے کہا "اس حجرہ (کوٹھڑی) میں بیٹھا ہوا ہے۔ میں نے بچشم خود اس کے باپ اور اس کے بھائی کو قتل ہوتے دیکھا ہے۔" جب پوری تفصیل پہنچی تو عورتوں نے اپنے سر کے بال کاٹ ڈالے۔ بہت سے گھوڑوں اور سواریوں کی ٹانگیں کاٹ ڈالی گئیں۔ اہلِ مکہ نے ایک ہاتف (غیبی آواز) کو یہ شعر پڑھتے سُنا ؎

ازاد الحنیفیون بدرًا وقیعۃً — بدر کی اہم لڑائی میں مسلمان شامل ہوئے۔
سینقض منہا رکن کسریٰ وقیصرا — اس لڑائی سے عنقریب کسریٰ اور قیصر کے ستون گر پڑیں گے۔

اجادت رجالاً من لؤی وابرزت — اس لڑائی نے قریش کے بڑے بڑے افسروں کو ختم کردیا
نرائد یضربن التوائب حسّرا — مسلمان غیر مسلح ہوکر بھی اُن کو مار رہے تھے۔

فیاویح من امسیٰ عدو محمد — افسوس اُس شخص پر جو آج محمدؐ کا دشمن ہے۔
لقد حار عن قصد الہدیٰ وتحیرا — یہ دشمن راہِ ہدایت سے دُور ہے اور پریشان ہے۔

حضرت ابورافع رضؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ارشاد فرماتے ہیں :۔
میں حضرت عباسؓ کا غلام تھا۔ ہمارا سارا گھرانہ مسلمان ہوچکا تھا۔ حضرت عباسؓ قریش سے ڈرتے تھے۔ اس واسطے اپنا اسلام چھپاتے تھے۔ بڑے مال دار تھے۔ اور تمام قوم میں آپ کا سرمایہ پھیلا ہؤا تھا۔ ابولہب بدر میں شامل نہ ہؤا تھا۔ جب ہزیمت کی خبر مکہ میں پہنچی تو خدا نے ابولہب کو بہت ہی ذلیل کیا۔ ہم نے اپنے جسم میں قوت محسوس کی اور دلیر ہو گئے۔ میں کمزور جسم تھا۔ اور حجرۂ زمزم میں بیٹھ کر تیر بنایا کرتا تھا۔ میں ایک روز اس حجرہ میں بیٹھا ہؤا تھا۔ اُمّ فضل (حضرت عباسؓ کی زوجہ) میرے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ دفعتہً شرارت کا مجسمہ ابولہب آیا۔ اور میرے پاس آکر بیٹھ گیا۔ اُس کی پشت میری پشت کی طرف تھی۔ اچانک آواز اٹھی۔ یہ

Marfat.com

مغیرہ بن حارث بن عبدالمطلب آیا ہے۔ ابولہب نے اُس سے کہا "میرے پاس آؤ۔ کیونکہ تم سچی خبر لائے ہو" وہ بیٹھ گیا۔ اور سب لوگ کھڑے تھے۔ ابولہب نے کہا۔ "بدر کا ماجرا سناؤ" اُس نے کہا "شروع لڑائی ہی میں ہم نے اپنے کندھے مسلمانوں کے حوالہ کر دئیے۔ وہ جس طرح چاہتے ہیں قتل کرتے اور جس طرح چاہتے ہیں قیدی بناتے۔ اس کے باوجود میں قریش کو ہدف ملامت نہیں بناتا۔ ہمارے مقابلہ میں ایسے سپاہی آئے جو سفید رنگ کے تھے اور چت کبرے گھوڑوں پر سوار تھے بس اُن کے مقابلہ میں کوئی چیز نہ ٹھیر سکی۔ سب نے راہِ فرار اختیار کی" میں بول اُٹھا "یہ فرشتے تھے" ابولہب نے میرے مُنہ پر زور سے ایک تھپڑ رسید کیا۔ مجھے اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ پھر مجھ پر سوار ہو کر بیٹھ گیا اور مجھے زدوکوب کرنے لگا۔ میں کمزور جسم تھا۔ حضرت ام الفضل اٹھیں اور ایک میخ اٹھا کر بڑے زور سے اس کو ماری۔ جس سے اُس کا سر پھٹ گیا۔ کہا "چونکہ اس وقت اس کا آقا یہاں سے غائب ہے اس واسطے تو اس پر دلیر ہو گیا ہے" ابولہب اُٹھ کر چلا گیا۔ اس کے سات روز بعد چیچک جیسے مہلک مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا۔

ابولہب کا انجام۔

تین روز تک اُس کی نعش پڑی سڑتی رہی۔ اُس کے بیٹوں نے اُسے دفن نہ کیا۔ حتیٰ کہ یہ بدبودار ہو گئی۔ قریش چیچک سے بہت ڈرتے تھے اور طاعون کی طرح اس کے مریض سے دُور رہتے تھے۔ ایک قریشی نے اُس کے بیٹوں سے کہا "تمہیں شرم نہیں آتی کہ تمہارے باپ کی نعش گھر میں پڑی سڑ رہی ہے اور تم اُسے دفن نہیں کرتے" دونو بیٹوں نے جواب دیا "ہم اس مہلک مرض چیچک سے ڈرتے ہیں" اُس نے کہا "میرے ساتھ چلو میں تمہاری اعانت کروں گا" انہوں نے باقاعدہ اُس کو غسل نہیں دیا۔ دُور سے ذرا سا پانی پھینک دیا۔ ڈر کے مارے نعش کے قریب نہ آئے۔ پھر اُسے اُٹھا کر مکہ کے بالائی حصہ میں ایک دیوار کے ساتھ سہارا دے کر رکھ دیا۔ اوپر سے بڑے بڑے پتھر رکھ دئیے۔ حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہیں۔ "جب میں اس مقام سے گزرتی ہوں تو پردہ کر کے جاتی ہوں"

ماتم کرنے کی ممانعت۔

جب قریش کے گھر گھر میں نوحہ ہونے لگا تو قریش نے منع کر دیا "کوئی شخص آہ وزاری نہ کرے۔ اگر مسلمانوں کو خبر پہنچی تو وہ خوش ہوں گے اور ابھی اپنے قیدی چھڑانے مدینہ

مت جاؤ۔ تاکہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم)۔ اور اُس کے مسلمان فدیہ لینے میں زیادہ سختی نہ کریں"۔
یہ بھی قریش کے لئے ایک عذاب تھا کہ وہ اپنے مقتولین کا نوحہ بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے کہ ماتم کرنے سے آدھا غم دُور ہو جاتا ہے۔ اسود بن عبدالمطلب کے تین بیٹے زمعہ۔ عقیل۔ حارث لڑائی میں مارے گئے۔ یہ اپنے بیٹوں کا نوحہ کرنا چاہتا تھا۔ ایک شب کو اُس نے کسی عورت کے رونے کی آواز سنی۔ یہ بڑھاپے کی وجہ سے نابینا ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے غلام سے کہا۔ "باہر جا کر دیکھو۔ کیا نوحہ کرنے کی اجازت مل گئی ہے۔ کیا قریش اپنے مقتولین پر گریہ وزاری کر رہے ہیں۔ تاکہ میں اپنے بیٹے زمعہ کا ماتم کروں۔ کیونکہ اُس کے قتل ہونے سے مجھے بہت ہی صدمہ پہنچا ہے"۔ جب غلام واپس آیا تو اُس نے کہا "ایک عورت کا اونٹ گم ہو گیا ہے۔ یہ اُس پر رو رہی ہے۔ اس پر اسود نے کہا ؎

أتبکی ان اضل لها بعیر	کیا یہ اس لئے رو رہی ہے کہ اس کا اونٹ گم ہو گیا ہے۔
ویمنعها من النوم السهود	اور یہ اس غم میں رات بھر نہیں سوتی۔
فلا تبکی علی بکر ولکن	تو اونٹ پر نہ رو
علی بدر تقاصرت الجدود	بلکہ تو بدر کا نوحہ کر جہاں نصیبے قاصر رہے
وبکی ان بکیتِ أبا عقیل	اگر تو رونا چاہتی ہے تو ابو عقیل پر رو اور حارث کا
وبکی حارثا اسد الاسود	نوحہ کر جو شیروں کا شیر تھا۔
وبکیهم ولا تسمی جمیعا	سب پر رو۔ کسی کا نام نہ لے۔
ومالا بی حکیمة من ندید	اور ابو حکمت کا تو کوئی نظیر ہی نہیں۔
الا قد ساد بعدهم رجال	سنو۔ ان سرداروں کے بعد ایسے لوگ قوم کے سردار بن گئے
ولولا یوم بدر لم یسودوا	ہیں کہ اگر وہ زندہ رہتے تو یہ لوگ سردار نہ بن سکتے۔

قریش اپنے قیدی چھڑانے آرہے ہیں

قیدیوں میں ابو وداعہ بن ضبیرہ سہمی بھی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو خبر دی "اس کا بیٹا بڑا مالدار تاجر اور عقلمند ہے۔ اب وہ آرہا ہے۔ تاکہ اپنے باپ کو چھڑا لے"۔ جب قریش نے یہ منادی کرائی کہ ابھی اپنے قیدی مسلمانوں سے مت چھڑاؤ۔ ورنہ محمد اور اُس کے مسلمان فدیہ لینے میں سختی کریں گے" تو اُس کا بیٹا مطلب مکہ سے چھپ کر نکل آیا اور چار ہزار درہم دے کر اپنے باپ کو چھڑا کر لے گیا۔ یہ پہلا قیدی ہے جو

Marfat.com

مسلمانوں کے ہاتھ سے چھوٹا۔ اس کے بعد مکرز بن حفص سہیل بن عمرو کو چھڑانے آیا۔ حضرت مالکؓ بن دخشم نے اسے اسیر بنایا تھا۔ حضرت عمرؓ نے حضور سے عرض کیا "مجھے اجازت دیجئے کہ میں سہیل کی داڑھ نکال لوں۔ تاکہ یہ آپ کے خلاف منافرت انگیز تقریر نہ کرسکے" حضور نے جواب دیا "امید ہے کہ وہ ایسی مسرت انگیز تقریر کرے گا کہ جس کو سن کر تم خوش ہو گے" جب حضور وفات پا گئے اور قبائل عرب یونًا فیونًا مرتد ہونے لگے تو حضرت سہیلؓ بن عمرو نے مکہ میں کھڑے ہو کر ایسی اثر انداز تقریر کی کہ مکہ میں ارتداد رُک گیا۔ اس کا مفصل بیان بعد میں آئے گا۔

جب مکرز اُسے چھڑانے پہنچا تو مسلمانوں نے کہا "اس کا فدیہ پیش کرو" اُسے جواب دیا "اسے چھوڑ دو اور میرے پیروں میں بیڑیاں ڈال دو تاکہ یہ مکہ سے اپنا زرِ فدیہ لے آئے" مسلمانوں نے سہیل کو چھوڑ دیا اور اسے قید کر دیا۔

ابو سفیان کا بیٹا عمرو بھی قیدیوں میں تھا۔ عمرو کی بی بی ابو مُعیط کی ہمشیرہ تھی۔ حضرت علیؓ نے اُسے قیدی بنایا تھا۔ ابو سفیان سے کہا گیا "تم اپنا بیٹا چھڑاؤ" اُس نے جواب دیا "مسلمانوں نے میرا ایک بیٹا حنظلہ قتل کر دیا ہے اب میں اپنا مال بھی اُن کو دوں۔ میرے بیٹے کو قید رہنے دو۔ مسلمانوں کو اختیار ہے کہ اُس کے ساتھ جو چاہیں سلوک کریں" حضرت سعدؓ بن نعمان بوڑھے مسلمان تھے۔ ان کی بکریاں نقیع میں تھیں۔ یہ وہاں سے عمرہ کرنے مکہ معظمہ چلے گئے۔ ان کو یہ علم نہ تھا کہ وہ مکہ میں جا کر قید ہو جائیں گے۔ قریش نے یہ قانون بنا رکھا تھا کہ جو شخص عمرہ کرنے آئیگا اُس سے کچھ تعرض نہ کیا جائیگا۔ یہ مکہ میں پہنچے تو ابو سفیان بن حرب نے ان پر ظلم کیا اور اپنے بیٹے عمرو کے بدلہ ان کو پکڑ کر قید کر دیا۔ ان کے بھائی عمرو بن عوف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ماجرا سنایا۔ عرض کیا آپ عمرو کو ہمارے حوالہ کر دیجئے تاکہ ہم اسے دے کر اپنے بزرگ کو چھڑائیں۔ حضور نے عمرو کو ان کے حوالہ کر دیا۔ یہ اس کو اپنے ہمراہ مکہ لے گئے اور ابو سفیان کے سامنے پیش کر دیا۔ اُس نے حضرت سعدؓ کو چھوڑ دیا۔

حضور کے داماد ابو العاص بن ربیع بھی قیدیوں میں تھے۔ حضرت خراشؓ بن صمہ نے انہیں قیدی بنایا تھا۔ ابو العاص مکہ کے مالی داروں میں سے تھے۔ اور تاجر تھے۔ لوگ اپنی امانتیں ان کے پاس رکھوا تے تھے۔ ان کی والدہ ہالہ تھیں جو حضرت خدیجہ رض کی ہمشیرہ ہیں۔

Marfat.com

حضرت خدیجہؓ نے حضور سے عرض کیا "زینب (میری بیٹی) کا نکاح ابو العاص کے ساتھ کر دیجئے"
حضور حضرت خدیجہ رضہ کی کسی بات کو رد نہیں کرتے تھے۔ ان کے ایماء پر حضرت زینبؓ کا
رشتہ ابو العاص کو دے دیا۔ یہ حضور کی بعثت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ حضور نے اپنی صاحبزادی
حضرت ام کلثوم رضہ کا نکاح پہلے ابو لہب کے بیٹے عتبہ کے ساتھ کیا تھا۔ ابھی الوداع
(رخصتی) نہیں ہوئی تھی۔ جب حضور کی بعثت ہوئی تو ابو لہب نے اپنے بیٹے کو حکم دیا۔
"محمد کی بیٹی کو طلاق دیدو" اُس نے طلاق دے دی۔ حضور نے حضرت عثمانؓ بن عفان سے
حضرت ام کلثومؓ کی شادی کر دی۔ اس کے بعد کافر ابو العاص کے پاس آئے۔ کہا "تم بھی
محمد کی بیٹی کو چھوڑ دو، ہم تمہاری مرضی کے مطابق قریش کی جس عورت کو پسند کرو گے
اُس کے ساتھ تمہاری شادی کر دیں گے" ابو العاص نے جواب دیا "میں اپنی بی بی کو
چھوڑنے والا نہیں اور نہ میں پسند کرتا ہوں کہ اس کے معاوضہ میں مجھے قریش کی کوئی
اور عورت ملے" حضور ابو العاص کی تعریف بیان کرتے تھے۔ جب قریش اپنے قیدی
چھڑانے کے لئے زرِ فدیہ لے کر مسلمانوں کے پاس پہنچے تو حضرت زینبؓ نے بھی اپنا
مال حضور کی خدمت میں بھیجا۔ اُس میں وہ قلادہ (ہار) بھی تھا جو حضرت خدیجہؓ نے ان کی
شادی میں ابو العاص کو جہیز میں دیا تھا۔ جب حضور نے یہ قلادہ دیکھا تو رو پڑے۔ مسلمانوں
سے کہا "اگر تم خوشی سے ابو العاص کو بلا معاوضہ چھوڑ دو اور زینب کو اُس کا قلادہ واپس
کر دو تو عین تمہاری مہربانی ہے" انصار نے عرض کیا "حضور! ہم راضی ہیں" انہوں
نے ابو العاص کو کوئی معاوضہ لئے بغیر چھوڑ دیا۔ اور حضرت زینبؓ کو اُن کا قلادہ واپس کر دیا
واضح رہے کہ ابو العاص بنو امیہ کے خاندان سے ہیں۔ حضور نے ابو العاص سے شرط لے لی
کہ مکہ جا کر میری بیٹی زینب کو مدینہ روانہ کر دینا۔

بعض قیدی مفت میں رہا کئے گئے۔

اس کے بعد بنو مخزوم کے خاندان سے مطلب بن منطب کو بھی مفت میں چھوڑ دیا۔ صیفی بن
رفاعہ نے مسلمانوں سے عہد کیا "تم مجھے چھوڑ دو میں مکہ جا کر زرِ فدیہ بھجوا دونگا" مسلمانوں نے
چھوڑ دیا۔ یہ مکہ چلا گیا۔ اپنا وعدہ پورا نہ کیا۔ اور ایک درہم بھی نہ بھجوایا۔ ساری رقم ہضم کر گیا
ابو عزہ عمرو بن عبد اللہ مشہور شاعر تھا۔ بہت غریب تھا۔ اس کی بہت بیٹیاں تھیں۔ یہ بھی
قیدیوں میں تھا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا "حضور! آپ جانتے

Marfat.com

ہیں میں محتاج ہوں، میرے پاس کوئی مال نہیں، بڑا عیال دار ہوں، مجھ پر احسان کیجئے اور چھوڑ دیجئے۔" حضور نے فرمایا "عہد کرو کہ آیندہ اسلام کے خلاف کوئی شعر نہ پڑھو گے اور نہ مسلمانوں کے خلاف کافروں میں کوئی مظاہرہ کرو گے۔" اُس نے مضبوط عہد کیا۔ حضورؐ نے اُسے رہا کر دیا۔ لیکن بعد میں یہ بے وفا ثابت ہُوا اور کافروں کے ہاتھ میں کھیلنے لگا۔ اسلام کی ہجو میں پھر قصیدے کہنے لگا۔ احد کی لڑائی کے لئے کافروں کو بھڑکایا۔ اُس کا انجام غزوۂ احد میں بیان کیا جائے گا۔

حضور کو قتل کرنے کی سازش

بدر کے تھوڑے دنوں بعد ایک روز عمیر صفوان بن امیہ کے ساتھ حجر میں بیٹھا ہُوا تھا۔ عمیر قریش کا بڑا شیطان تھا۔ حضور اور مسلمانوں کو بہت ہی ایذاء پہنچاتا تھا۔ اس کا بیٹا وہب مسلمانوں کے ہاتھ میں قید تھا۔ حضرت عاصم بن رافع نے اسے اسیر کیا تھا۔ ان دونوں نے بدر میں قتل ہونے والے کفار کا تذکرہ کیا۔ صفوان بولا "رؤساء قریش کے قتل ہونے کے بعد اب زندگی میں کوئی لطف نہیں۔" عمیر نے کہا "سچ کہتے ہو۔ اگر میں مقروض نہ ہوتا اور عیالدار نہ ہوتا۔ مجھے یہ فکر دامن گیر نہ ہوتا کہ میرے بعد میری اولاد کا کیا بنے گا تو میں اسی دم محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے کے لئے سوار ہو جاتا۔ کیونکہ میرے بیٹے کو انہوں نے قیدی بنایا ہے۔ مجھ کو اس کا بڑا غصہ ہے۔" صفوان نے کہا "میں تمہارا قرض ادا کر دوں گا۔ تمہارے کل اہل و عیال کا خرچ بھی میرے ذمہ ہے۔ جب تک وہ زندہ رہیں گے میں اُن کی پرورش کرونگا۔" عمیر نے کہا "تم اس راز کو چھپانا میں عنقریب محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی گردن اتار لوں گا۔" اس کے بعد عمیر نے حکم دیا "میری تلوار کو تیز کرو اُس کو زہر میں بجھاؤ۔" پھر اُس نے مدینہ کا رُخ کیا۔ حضرت عمرؓ چند مسلمانوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے بدر کا ذکر کر رہے تھے۔ یہ تذکرہ تھا کہ خدا نے ہم کو فتح عطا فرما کر بڑا کرم کیا۔ دفعتہً حضرت عمرؓ کی نظر عمیر پر پڑی۔ اُس نے اپنی اونٹنی مسجد النبی کے دروازہ پر بٹھائی۔ تلوار بغل میں دبا رکھی تھی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا "یہ کتا بری نیت سے آیا ہے۔ اس نے قریش کو ہمارے خلاف بھڑکایا تھا۔" اس کے بعد حضرت عمرؓ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا "حضور! یہ دشمنِ خدا عمیر بن وہب بغل میں تلوار دبائے ہوئے چلا آ رہا ہے۔" فرمایا "اسے میرے پاس آنے دو۔" حضرت عمرؓ اُس کی حمائل سیف

Marfat.com

وہ چھڑا (جس میں تلوار لٹکتی ہے) اُس کی گردن میں لپیٹ کر اُسے حضور کے سامنے لائے۔
حضرت عمرؓ نے انصار سے جو اُس وقت ان کے ہمراہ تھے۔ کہا "تم سب حضور کے سامنے
بیٹھ جاؤ۔ اس خبیث سے چوکنے رہو۔ کیونکہ یہ خطرناک آدمی ہے" اس کے بعد حضرت عمرؓ
اُسے اس طرح پکڑے ہوئے حضور کے سامنے لائے۔ حضور نے فرمایا "عمرؓ! اسے چھوڑ دو"
پھر عمیر سے خطاب کیا "تم میرے قریب آجاؤ" وہ قریب ہو بیٹھا۔ کہا انعم صباحا۔ یہ جاہلیت
کا سلام تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تمہارے اس سلام سے بہتر خدا
نے ہمیں سلام دیا ہے۔ ہمارا سلام اہل جنت کا سلام ہے" عمیر نے کہا "میں بھی جاہلیت سے
تعلق رکھتا ہوں" حضور نے دریافت کیا "عمیر! تم یہاں کیوں آئے ہو" کہا "اپنے قیدی کے
متعلق جو اس وقت آپ کی گرفت میں ہے اُس پر آپ احسان کریں" حضور نے فرمایا "یہ تلوار
تمہاری گردن میں کیوں لٹکی ہوئی ہے" اُس نے کہا "خدا ہماری تلواروں کو کند کرے
اس سے پہلے ہماری تلواروں نے ہمیں کیا فائدہ پہنچایا ہے" حضور نے فرمایا "سچ سچ بتاؤ
تمہارے آنے کا کیا مقصد ہے" اُس نے کہا "صرف اپنے بیٹے کو چھڑانے کے لئے آیا
ہوں" حضور نے فرمایا "جھوٹ بولتے ہو، تم نے صفوان کے ساتھ مل کر حجر میں کیا سازش
کی تھی" عمیر نے کہا "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے سچے رسول ہیں، اس سے پہلے ہم
آپ کی آسمانی وحی کی تکذیب کرتے تھے۔ اس سازش میں میرے اور صفوان کے سوا تیسرا
آدمی شامل نہ تھا۔ اور نہ کسی کو خبر تھی۔ یقیناً خدا نے بذریعہ وحی آپ کو باخبر کیا ہے۔
اللہ کا صد شکر اُس نے مجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق دی" یہ کہہ کر عمیر نے کلمۂ شہادت
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیا۔ حضور نے مسلمانوں کو حکم دیا۔ "اپنے اس بھائی کو دینی
تعلیم دو، قرآن مجید سکھاؤ اور اس کا بیٹا چھوڑ دو" مسلمانوں نے اُس کا بیٹا رہا کر دیا۔
حضرت عمیرؓ نے عرض کیا "حضور! میں نے اس سے قبل نورِ اسلام کو بجھانے اور مسلمانوں کو
ایذاء پہنچانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ میری خواہش ہے کہ آپ مجھے اجازت
دیں کہ میں وہاں جاکر تبلیغ اسلام میں سرگرم جدوجہد کروں اور جو شخص مسلمان نہ ہو اُس کو
بہت ہی ایذاء پہنچاؤں جیسا کہ میں اس سے پہلے مسلمانوں کو ایذاء پہنچاتا تھا" حضور نے
اجازت دی۔ حضرت عمیرؓ مکہ روانہ ہو گئے۔ جب صفوان نے حضرت عمیرؓ کو مکہ سے روانہ
کیا تھا تو کافروں سے کہا کرتا تھا "میں تم کو خوشخبری سناتا ہوں کہ عنقریب ایسا واقعہ

Marfat.com

ہونے والا ہے کہ تم بدر کے مصائب بھول جاؤ گے" صفوان مدینہ سے آنے والے قافلوں سے حضرت عمیرؓ کی خبریں معلوم کرتا تھا۔ جب اُس کو ان کے مسلمان ہونے کی خبر ملی تو اُس نے قسم کھائی "عمر بھر عمیر سے کوئی بات نہ کروں گا اور نہ اُسے کسی طرح کا فائدہ پہنچاؤں گا" حضرت عمیرؓ مکہ معظمہ میں تشریف لائے۔ بہت کوشش کے ساتھ تبلیغ اسلام کی۔ اور جو شخص مسلمان ہونے سے انکار کرتا اُسے بہت اذیت پہنچاتے۔ ان کے ہاتھ پر بہت سے افراد مسلمان ہو گئے۔

ایک بچہ کا شوقِ جہاد

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے بھائی عمیرؓ صرف سولہ سال کے تھے۔ حضور نے اُن کو فوج میں لینے سے انکار کر دیا۔ یہ رونے لگے۔ حضور نے اجازت دی۔ یہ لڑکا شہید ہو گیا۔ عاص بن سعید کافر نے ان کو قتل کیا۔

قیدیوں سے تعلیم لینا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں سے کم از کم فدیہ چار سو درہم اور زیادہ سے زیادہ فدیہ سوا وقیہ سونا لیا۔ جو قیدی بالکل غریب تھے اور زر فدیہ ادا کرنے سے قاصر تھے۔ اُن کو اس شرط پر رہا کیا کہ وہ مسلمان بچوں کو تعلیم دیں۔ ایک روز ایک انصار کا بچہ روتا ہوا اپنی والدہ کے پاس آیا کہ میرے معلم نے مجھے مارا ہے۔ والدہ نے کہا "یہ خبیث بدر کا بدلہ لے رہا ہے۔ آئندہ تم اس کے پاس نہ جانا"

ہبار بن اسود کی خباثت۔

ابوالعاص جب مکہ پہنچے تو شرط کے مطابق حضرت زینبؓ کو مدینہ رخصت کر دیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ بن حارثہ اور ایک انصاری کو حکم دیا "تم دونو یہاں سے جا کر مقام بطن یاجج میں ٹھیرے رہو حتیٰ کہ زینب وہاں سے گزریں گی۔ تم دونو اس کو میرے پاس لے آنا" ابوالعاص نے حضرت زینبؓ سے کہا "تم اپنے والد ماجد کے پاس جانے کی طیاری کرو" ابوالعاص کے بھائی کنانہ بن ربیع نے اونٹ آگے کر دیا۔ حضرت زینبؓ اس پر سوار ہو گئیں۔ کنانہ نے اپنی کمان اور تیر پکڑ لئے۔ اور دن کے وقت ان کو لے چلے۔ کفار نے تعاقب کیا۔ حتیٰ کہ ذی طویٰ میں ان کو پکڑ لیا۔ سب سے پہلے مشہور کافر ہبار بن اسود بن عبدالمطلب آگے بڑھا۔ حضرت زینبؓ اپنی ہودج میں تھیں۔ ہبار نے اپنے نیزے سے

Marfat.com

ان کو ڈرایا۔ وہ حاملہ تھیں۔ ڈر کے مارے نیچے گر پڑیں اور حمل ساقط ہوگیا۔ ان کے دیور نے بیٹھ کر اپنی کمان سنبھالی اور تیر رکھ کر کہا "جو شخص قریب آئے گا اُس کو نشانہ بناؤں گا" کافر پیچھے ہٹ گئے۔ ابو سفیان قریش کی بڑی تعداد لے کر آگے بڑھا۔ کہا "اے نشانہ باز! تم اپنا نشانہ روک لو ہم تم سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں" کنانہ نے نشانہ روک لیا۔ ابوسفیان قریب آیا۔ کہا۔ "آپ کو علی رؤس الاشہاد اس طرح آزادی کے ساتھ اس عورت کو نہیں لے جانا چاہیئے۔ بدر کی وجہ سے ہمارے زخم تازہ ہیں۔ آج کل ہم محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے خلاف سخت غصہ میں بھرے ہوئے ہیں۔ جب تم علانیہ اس کو نکال کر لائے تو قریش نے کہا اُس میں ہماری بے عزتی ہے ہمارے زخموں پر نمک چھڑکا گیا ہے۔ واللہ! ہم اس عورت کو اس کے باپ کے پاس جانے سے نہیں روکتے۔ تم سردست اس کو واپس مکہ لے آؤ۔ جب اندھیری رات ہوجائے اور سب طرف سکون و خاموشی طاری ہوجائے۔ تم خفیہ طور پر اسے لے آنا" حضرت زینبؓ مکہ واپس آگئیں اور کئی راتیں ٹھیری رہیں۔ حتیٰ کہ ایک شب کو جبکہ چاروں طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ کنانہ حضرت زینبؓ کو باہر لائے اور حضرت زیدؓ بن حارثہ اور ان کے ساتھی کے حوالہ کیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ کو اپنی انگشتری تفویض کی تھی تاکہ حضرت زینبؓ پہچان لیں۔ اور ساتھ روانہ ہوجائیں۔ حضرت زیدؓ نے یہ انگوٹھی ایک چرواہے کو دی۔ یہ شہر میں آیا اور حضرت زینبؓ کے حوالہ کی۔ حضرت زینبؓ پہچان گئیں۔ دریافت کیا "کس نے تم کو یہ انگشتری دی ہے" اُس نے کہا ایک شخص نے جو اس وقت آپ کے انتظار میں مکہ سے باہر کھڑا ہے" حضرت زینبؓ شہر سے باہر نکلیں اور سواری پر حضرت زیدؓ کے پیچھے بیٹھ گئیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

ھیَ افضل بناتی اصیبت فیّ۔ یہ میری سب سے اچھی بیٹی ہے کیونکہ اس نے میری وجہ سے مصیبت اٹھائی ہے (حمل ساقط ہوگیا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوجی دستہ کسی مہم پر بھیجا۔ ہدایت کی "اگر تم ہبار بن اسود اور اُس شخص کو گرفتار کرنے پر قادر ہو جاؤ جو اس کے ساتھ زینب کی طرف بڑھا تھا۔ تو دونوں کو اُسی وقت قتل کر دینا"

ابو العاص مسلمان ہوتے ہیں

اس کے بعد ابو العاص مکہ میں کئی برس تک حالت کفر میں رہے۔ حتیٰ کہ فتح مکہ سے کچھ ایام پہلے قریش کا ایک تجارتی قافلہ لے کر شام کو روانہ ہوئے۔ جب شام سے واپس آئے تو اسلامی دستہ نے ان کو پکڑ لیا۔ اور یہ بھاگنے پر قادر ہو گئے۔ رات کو چھپ کر مدینہ میں اپنی زوجہ حضرت زینبؓ کے پاس آئے۔ کہا "مجھے اپنی پناہ میں لے لو اور امن دو تاکہ کوئی مسلمان مجھے قتل نہ کرے" حضرت زینبؓ نے اُن کو امن دیا۔ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز پڑھانے مسجد میں گئے اور تکبیر کہی تو عورتوں کی صف سے بلند آواز آئی۔ "مسلمانو! میں نے ابو العاص بن ربیع کو امن دیا ہے اُس کو اپنی حفاظت میں لیا ہے" حضور نے سلام پھیرا تو مسلمانوں سے خطاب کیا "ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کا امن دینا بھی قبول ہے" حضور اپنے مکان میں تشریف لائے اور اپنی صاحبزادی سے فرمایا "بیٹی! اس کی خوب خاطرداری کرو اور اچھی طرح خدمت بجا لاؤ لیکن یہ رات کو تمہارے ساتھ نہ سوئے کیونکہ یہ اس وقت تمہارے لئے حلال نہیں" اس کے بعد حضور نے مسلمانوں کو پیغام بھیجا "اگر تم اس قافلہ کا پورا مال بجنسہٖ واپس کر دو تو تمہاری بڑی مہربانی ہے" مسلمانوں نے سب مال واپس کر دیا۔ ایک چیز بھی اپنے پاس نہ رکھی۔ ابو العاص یہ سب مال لے کر روانہ ہوئے اور ہر شخص کو اُس کا مال حوالہ کیا۔ پھر کہا۔ "اے جماعتِ قریش! اب میں نے کسی کا کچھ دینا ہے" سب نے کہا "نہیں آپ بڑے شریف اور بہت ہی دیانت دار ہیں" ابو العاص نے کہا "سنو میں کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہوتا ہوں، میں اب تک اس واسطے مسلمان نہ ہوا تھا کہ مجھے اندیشہ تھا تم طعنہ دو گے کہ ہمارا مال غصب کرنے کے لئے مسلمان ہو گیا ہے، جب خدا نے تمہارا یہ سب مال میرے ہاتھ سے ادا کر دیا ہے اور میں تمہاری ادائیگی امانت سے فارغ ہو چکا ہوں تو مسلمان ہوتا ہوں" اس کے بعد حضرت ابو العاصؓ مدینہ میں تشریف لے آئے۔ حضور نے جاہلیت کا نکاح بدستور قائم رہنے دیا۔ اور حضرت زینبؓ اُن کے حوالہ کر دی۔ (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۳۴۲ جلد ۳)

غزوۂ بنی سلیم

بدر کی لڑائی سے صرف سات روز بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوۂ بنی سلیم کے

Marfat.com

لئے جانا پڑا۔ اور مدینہ میں حضرت سباع رضؓ بن عفطہ کو اپنا نائب مقرر کیا۔ بعض مؤرخ کہتے ہیں۔ ابن ام مکتوم کو متعین کیا۔ حضور مقام کدر تک پہنچے۔ یہاں تین روز قیام کیا۔ دشمن سے تصادم نہ ہو سکا۔ اور مدینہ واپس آ گئے۔

حضرت رقیہ رضؓ کا انتقال۔

بدر جاتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضؓ بیمار تھیں۔ حضور کے حکم سے ان کے خاوند حضرت عثمانؓ ان کے علاج کے لئے مدینہ میں ٹھہر گئے۔ حضور کی غیبت میں حضرت رقیہ کا انتقال ہوا۔ حضور بدر کے لئے مدینہ سے اُنیس ۱۹ روز غائب رہے۔

(ابو الفداء صفحہ ۲۹ جلد اول)

ابوسفیان کی شرارت۔

جب قریش کی ہزیمت خوردہ فوجیں مکہ میں داخل ہوئیں اور قریش کے ہر گھر میں صفِ ماتم بچھی تو ابوسفیان نے نذر مانی کہ جب تک وہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) سے مقابلہ نہ کریگا کبھی غسل نہ کرے گا۔ وہ دو سو اونٹنی سوار لے کر مکہ سے نکلا۔ جب مدینہ کے اطراف مقام عریض میں پہنچا تو یہاں مشہور یہودی سلام بن مشکم کے پاس رات گذاری۔ یہودی نے خوب شراب پلائی۔ اور اُسے مسلمانوں کی خبریں بہم پہنچائیں۔ جب صبح ہوئی تو ابوسفیان نے مدینہ کے باغات میں کھجوروں کے چند درخت کاٹے۔ دو مسلمانوں کو قتل کر دیا۔ پھر مکہ واپس چلا آیا۔ یہ سُن کر حضور اُس کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ جب مقام قرقرۃ الکدر تک پہنچے تو ابوسفیان راہِ فرار اختیار کر چکا تھا۔ راستہ میں ستو کی تھیلیاں پھینکتا گیا۔ تاکہ بوجھ ہلکا ہو۔ اور بھاگنے میں سہولت ہو۔ مسلمانوں نے سب تھیلیاں اٹھا لیں۔ اس واسطے اس لڑائی کا نام غزوۃ السویق ہے۔ یہ واقعہ بدر کے دو ماہ بعد ظہور پذیر ہوا۔

حضرت علی رضؓ کی شادی اور حضرت حمزہ رضؓ کا واقعہ

حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں:۔ مجھے بدر کی غنیمت سے ایک اونٹنی ملی۔ دوسری اونٹنی حضور نے خُمس سے عطا کی۔ میں نے ایک زرگر سے کہا تم میرے ساتھ جنگل چلنا تاکہ ہم اذخر (ایک قسم کی گھاس) کاٹ کر لائیں۔ میں اُسے فروخت کر کے ولیمہ کے لئے کچھ رقم جمع کروں گا۔ میں اونٹنیوں کے لئے پالان وغیرہ جمع کر رہا تھا۔ اور یہ اونٹنیاں ایک

Marfat.com

انصاری کے حجرہ کے قریب بندھی ہوئی تھیں - جب میں واپس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اونٹنیوں کے کوہان کٹے ہوئے ہیں - اُن کا کلیجہ نکال لیا گیا ہے - یہ منظر دیکھ کر بیساختہ میری آنکھوں سے آنسو نکل گئے - میں نے دریافت کیا - کس نے یہ کام کیا ہے - لوگوں نے جواب دیا "حضرت حمزہ رضؓ نے اور وہ اس وقت انصار کے پاس بیٹھے ہوئے شراب پیا بدمست ہیں - اور شراب کے دور چل رہے ہیں - یہاں ایک گانے والی عورت بیٹھی ہوئی ہے جس نے اپنے گانے میں کہا :-

الا یا حمزۃ للشرف النواء - اے حمزہ! کیا تم یہ موٹی تازی اونٹنیاں چھوڑ دو گے -

اُسی وقت حضرت حمزہ رضؓ نے تلوار لی اور اونٹنیوں کے کوہان کاٹ ڈالے - اُن کا کلیجہ نکال لیا - اُس وقت تک شراب پینا حرام نہیں ہوا تھا - میں اُسی وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا - اور عرض کیا "حضور! آج جیسا مصیبت کا دن میں نے کبھی نہیں دیکھا - حضرت حمزہ رضؓ نے میری اونٹنیوں کے کوہان کاٹ ڈالے - اور اُن کا پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکال لیا - وہ اسی وقت اس مکان میں موجود ہیں" حضور نے اپنی چادر منگوائی اُسے اوڑھ کر روانہ ہوئے - میں اور حضرت زید بن حارثہ رضؓ پیچھے تھے - حضور اس مکان پر پہنچے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی - حضرت حمزہ رضؓ نے اجازت دی - حضور نے اندر گھستے ہی حضرت حمزہ رضؓ کو ملامت کرنی شروع کی - اس وقت شراب کی بدمستی سے حضرت حمزہ رضؓ کی آنکھیں سرخ تھیں - حضرت حمزہ رضؓ نے حضور کی طرف دیکھا - پھر اپنی نظر کو حضور کے گھٹنوں تک لائے - پھر اپنی نظر کو حضور کے چہرہ کی طرف اٹھایا اور کہا

وھل انتم الاعبید ابی - تم یقیناً میرے باپ کے غلام ہو -

حضور سمجھ گئے کہ چچا جان اس وقت شراب میں مست ہیں - حضور اُسی وقت اُلٹے پاؤں چلے آئے - ہم بھی آپ کے ساتھ چلے آئے -

حضرت فاطمہؓ کا مہر صرف ایک روپیہ -

حضرت علی رضؓ فرماتے ہیں :- میری آزاد کردہ لونڈی نے مجھ سے کہا تم حضور کے پاس جاؤ اور حضرت فاطمہ رضؓ کا رشتہ طلب کرو - میں نے کہا - میرے پاس مال نہیں - جس کے ذریعہ میں شادی کے اخراجات برداشت کروں - میں حضور کے پاس جانے سے انکار کرتا

Marfat.com

تھا اور وہ اصرار کرتی تھی۔ حتیٰ کہ میں حضور کے پاس گیا۔ جب میں آپ کے سامنے بیٹھا۔ تو مجھ پر اتنی ہیبت طاری ہوئی کہ بات نہ کر سکا۔ حضور نے فرمایا۔ کیوں آئے ہو۔ کیا کوئی حاجت ہے۔ میں خاموش بیٹھا رہا۔ پھر خود ہی حضور نے فرمایا۔ تم فاطمہ کا رشتہ مانگنے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ فرمایا۔ مہر میں دینے کے لئے کچھ مال ہے۔ میں نے عرض کیا۔ جی نہیں۔ فرمایا۔ وہ تمہاری زرہ کہاں ہے جو میں نے تمہیں عطا کی تھی۔ یہ زرہ حطمیہ تھی جس کی قیمت صرف چار درہم بنتی ہے (ایک درہم چوالیس پائی کے قریب ہوتا ہے) میں نے عرض کیا۔ جی ہاں میرے پاس موجود ہے۔ حضور نے فرمایا میں نے فاطمہ کا رشتہ تم کو دیا۔ تم مہر میں اُسے یہ زرہ دے دینا۔ یہی فاطمہ کا مہر ہے۔ حضرت فاطمہ رضؓ سے تین بچے حضرت حسن رضؓ۔ حضرت حسین رضؓ اور حضرت محسن رضؓ پیدا ہوئے۔ آخر الذکر بچپن میں انتقال کر گئے۔ دو لڑکیاں پیدا ہوئیں حضرت کلثوم رضؓ اور حضرت زینب رضؓ۔ ایک سے حضرت عمر رضؓ کی شادی ہوئی۔

دیگر واقعات۔

اسی سنہ میں حضرت عثمان بن مظعون نے انتقال فرمایا۔

اسی سنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضؓ سے حضرت عثمان رضؓ بن عفان کی شادی ہوئی۔ چونکہ حضور کی دو صاحبزادیوں سے حضرت عثمان رضؓ کی شادی ہوئی۔ اس واسطے آپ کو ذوالنورین کہتے ہیں۔

اسی سنہ میں مدینہ کے یہودی بنو قینقاع۔ بنو نضیر اور بنو قریظہ حضور کے سامنے جھک گئے۔ حضور کے حلیف بنے۔ اور معاہدہ کیا کہ ہم ہمیشہ مسلمانوں کے وفادار رہیں گے۔ کبھی دغا نہ کریں گے۔ اور نہ مسلمانوں کے کسی دشمن سے کوئی سازش یا خفیہ معاہدہ کریں گے۔ اس معاہدہ کے بعد اکثر یہودی منافق بن گئے۔ (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۳۴۷ جلد ۳)

سنہ ۳ھ

غزوۂ نجد۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ سویق سے واپس آئے تو بقیہ ذی الحجہ اور بعد کے مہینے مدینہ ہی میں گذارے۔ پھر حضور کو خبر پہنچی کہ غطفان (بنو ثعلبہ) کی فوجیں نجد (اس علاقہ کا نام ہے جس کے بالائی حصہ میں تھا۔ یمن۔ اور زیرین حصہ میں عراق وشام

واقع ہے) میں جمع ہو رہی ہیں - اور مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتی ہیں - حضور بارہ ربیع الاول کو چار سو پچاس سپاہی لے کر روانہ ہوئے - مدینہ میں حضرت عثمانؓ بن عفان کو اپنا نائب مقرر کیا - مسلمانوں کی آمد سن کر اعراب (بدو) پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھاگ گئے - حضور ذی امر تک پہنچے - اور یہاں اپنا پڑاؤ ڈالا - خوب بارش ہوئی - حضور کے کپڑے بارش میں تر بہ تر ہو گئے - اپنے کپڑے سوکھانے کے لئے ایک درخت کے نیچے پہنچے - اور کپڑے پھیلا دیئے - کافر پہاڑوں سے دیکھ رہے تھے - مسلمانوں کو غافل سمجھ کر ان پر داؤ کرنا چاہا - دعثور بن حارث سے کہا - تمہارے لئے یہ موقع اچھا ہے - نیچے اتر کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دو - وہ اعلیٰ تلوار لے کر نیچے اتر آیا - اور حضور کے سر پر آ کھڑا ہوا - اے محمد! اب تجھے کون بچائے گا - حضور نے فرمایا - اللہ تعالیٰ بچائے گا - حضرت جبرئیل نے اس کے سینہ پر اپنا ہاتھ مارا - تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی - حضور نے تلوار پکڑ لی - پھر فرمایا - بتا اب تجھے مجھ سے کون بچائے گا - اس نے کہا - کوئی نہیں بچائیگا - اور میں کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہوتا ہوں - اور عہد کرتا ہوں کہ آئندہ آپ کے خلاف فوجیں جمع نہ کروں گا - حضور نے اس کی تلوار واپس کر دی - جب وہ اپنی فوج میں واپس آیا تو انہوں نے پوچھا - تجھے کیا ہوا - اس نے کہا - میں نے دیکھا ایک لمبے قد کا آدمی میرے سامنے آیا - میرے سینہ پر ایک ضرب لگائی - جس سے میں پیٹھ کے بل جا پڑا - مجھے یقین ہو گیا کہ یہ فرشتہ ہے - میں اسی وقت مسلمان ہو گیا - اس کے بعد وہ اپنی قوم میں تبلیغ اسلام کرتا رہا -

غزوۂ فُرع -

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیع الاول کا کچھ حصہ مدینہ میں گذارا - پھر قریش سے مقابلہ کرنے کے لئے کوچ کیا - حضرت ابن ام مکتوم (نابینا) کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا - (قرآن مجید کی آئتیں ان کی فضیلت میں اُتریں - اس واسطے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کی تکریم وتعظیم کرتے تھے - مترجم)
حضور آگے بڑھتے رہے حتےٰ کہ بحران تک پہنچے جو علاقہ فرع میں مشہور کان ہے - حضور مدینہ سے صرف دس روز غائب رہے -

(تاریخ ابن کثیر صفحہ ۳ جلد ۴)

Marfat.com

یہودیوں سے پہلی جنگ

یہودیوں میں سے اول بنو قینقاع نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گستاخی کی۔ اور مسلمانوں کے خلاف اعلانِ جنگ کیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو جمع کر کے کہا:۔

"اے جماعتِ یہود! خدا سے ڈرو۔ مبادا قریش کی طرح تم پر بھی عذاب نازل ہو۔ کیونکہ تم جانتے ہو کہ میں خدا کا رسول (قاصد) ہوں۔ تمہاری کتاب تورات میں میرا ذکر موجود ہے"۔

یہودیوں نے جواب دیا۔ "اے محمد! تو اس دھوکہ میں نہ رہ کہ تیری لڑائی ایسی قوم (قریش) سے ہوئی ہے جو فنونِ جنگ کے ماہر نہ تھے۔ تو نے فرصت پاکر ان پر حملہ کر دیا۔ اگر ہم نے تجھ سے جنگ کی تو تجھے پتہ لگ جائے گا کہ جنگ کسے کہتے ہیں۔ ہم بڑے بہادر اور شجاع ہیں"۔

لڑائی کا سبب۔

عرب کی ایک خاتون تازہ دُودھ لیکر بنو قینقاع کے بازار میں آئی اور فروخت کرنے کے لئے ایک یہودی زرگر کی دکان کے قریب بیٹھ گئی۔ یہودیوں نے اُس کا چہرہ کھولنا چاہا۔ خاتون نے انکار کیا۔ زرگر نے پیچھے سے اُس کا کپڑا اٹھا دیا۔ وہ برہنہ ہو گئی۔ سب یہودی ہنسنے لگے۔ خاتون نے ایک مسلمان کو اپنی مدد کے لئے بلایا۔ مسلمانوں نے یہودی زرگر کو قتل کر دیا۔ اُسی وقت تمام یہودی جمع ہو گئے۔ اور اس مسلمان کو قتل کر دیا۔ مسلمانوں نے اپنی جماعت کو للکارا۔ اس طرح یہودیوں اور مسلمانوں میں جنگ چھڑ گئی۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ سے روانہ ہوئے۔ اور حضرت ابولبابہ بشیرؓ بن عبدالمنذر کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا۔ حضور نے یہودیوں کا محاصرہ کر لیا۔ پندرہ روز تک محاصرہ رہا۔ بالآخر یہودی ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو گئے۔ ان کا سردار مشہور منافق عبداللہ بن ابی آیا اور حضور سے کہا۔ میرے ان غلاموں پر احسان کرو۔ حضور نے کچھ جواب نہ دیا۔ اُس نے دوبارہ کہا۔ حضور نے پھر اپنا منہ پھیر لیا۔ اُس نے حضور کا گریبان پکڑ لیا۔ حضور کو بہت غصہ آیا۔ حتیٰ کہ آپ کا چہرہ سُرخ ہو گیا۔ فرمایا۔ مجھے چھوڑ دو۔ اُس نے کہا۔ جب تک تو میرے ان غلاموں کو رہا نہ کریگا۔ میں تیرا گریبان نہ چھوڑوں گا۔ یہ میرے چارسو

Marfat.com

سپاہی بے ہتھیار اور تین سو سپاہی با ہتھیار ہیں۔ انہوں نے آج تک مجھے دنیا کی احمر (سرخ) اسود (سیاہ) فوجوں سے بچایا ہے۔ تو ایک ہی دن میں ان کو ذبح کر دیگا۔ اور میں حوادث زمانہ سے ڈرتا ہوں۔ حضور نے فرمایا۔ میں تمہاری سفارش پر ان کو چھوڑتا ہوں۔ یہ یہودی قبیلہ خزرج کے حلیف (دوست) تھے۔ حضرت عبادہؓ بن صامت کھڑے ہوئے۔ عرض کیا۔ آج سے میں ان یہودیوں کا حلیف نہیں۔ حضور! میں اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہوں۔ اس پر خدا نے یہ آیتیں نازل کیں۔ یا ایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء الخ مسلمانو! یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا دوست نہ بناؤ)

قریش کے ایک بہت مال والے قافلہ پر قبضہ

واقعۂ بدر کے بعد قریش اپنے مقررہ راستہ پر تجارتی قافلے لے کر چلنے سے ڈر گئے۔ انہوں نے عراق کا راستہ اختیار کیا۔ بدر کے چھ ماہ بعد صفوان قریش کا ایک تجارتی قافلہ لیکر شام روانہ ہؤا۔ اس میں چاندی کا بہت ذخیرہ تھا۔ انہوں نے قبیلۂ بکر بن وائل سے ایک شخص فرات بن حیّان کو راہنمائی کے لئے اُجرت پر لیا۔ حضور کو اس قافلہ کا پتہ اس طرح لگا کہ نعیم بن مسعود مدینہ میں آیا۔ یہ اس وقت کافر تھا۔ بنو نضیر (یہودیوں) میں کنانہ بن ابی الحقیق کے ساتھ مجلسِ شراب کی۔ حضرت سلیطؓ بن نعمان جو مسلمان تھے اس مجلس میں شامل تھے۔ اس وقت شراب حرام نہ ہوئی تھی۔ جب شراب کا دور چلا۔ اور بدمستی ہوئی تو نعیم بن مسعود نے صفوان کے قافلہ کے تمام رازہائے سربستہ کھول کر بیان کر دیئے۔ حضرت سلیطؓ اسی دم حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ بن حارثہ کو بھیجا۔ ان کے دستہ نے ایک چاہ قردہ پر ان کو پکڑ لیا۔ تمام قافلہ قبضہ میں آگیا۔ لیکن اہلِ قافلہ جان بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہو گئے۔ صرف ایک یا دو آدمی پکڑے گئے۔ دلیلِ راہ (رہنما) فرات بن حیّان پکڑا گیا۔ حضرت زیدؓ بن حارثہ تمام قافلہ لے کر مدینہ آگئے۔ حضور نے خمس نکال کر باقی چار حصے اسی دستہ کے مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے۔ صرف خمس کی قیمت بیس ہزار درہم تھی۔ فرات بن حیّان مسلمان ہو گئے۔

کعب بن اشرف کا قتل

Marfat.com

یہ مشہور یہودی ہے۔ اصلاً بنی طئی پھر بنی بنھان سے ہے۔ لیکن اس کی ماں بنی نضیر سے ہے۔ جب کعب بن اشرف کو بدر میں کافروں کی ہزیمت کی خبر ملی۔ تو اس نے کہا۔ اگر محمد نے فی الواقع اشرافِ قریش کو قتل کر دیا ہے تو اب زمین پر زندہ رہنا فضول ہے۔ قبر میں چلا جانا بہتر ہے۔ یہ مکہ میں آیا۔ مطلب بن ابی وداعہ کے پاس ٹھیرا۔ اس کی بی بی نے کعب کی بہت خاطر داری کی۔ اب کعب نے قریش کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھڑکانا شروع کیا۔ جوش دلانے والے اشعار پڑھے۔ مقتولین پر نوحہ کیا۔ اُس نے ایک مشہور قصیدہ کہا جس کا اولین شعر یہ ہے :۔ سہ

طحنت رحی بدر لمھلك اھلہ | بدر کی چکی نے اپنے بڑے بڑے افسر پیس ڈالے۔
ولمثل بدر تستھل دتدمع | بدر جیسے اہم واقعہ کے لئے بہت آنسو بہانے چاہئیں۔

اس کے بعد مدینہ میں آیا اور حضور کی بہت ہجو بیان کی۔ اپنی عداوت کا اعلان کیا۔ تمام لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا۔ مسلمان خواتین مثلاً ام فضل بن حارث وغیرہا کی تشبیب (شعروں میں مسلمان عورتوں کا نام لے کر اُن سے عشق کرنا) بیان کرتا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کون مسلمان کعب بن اشرف کو قتل کرتا ہے۔ کیونکہ اس نے اسلام کو بہت ہی اذیت پہنچائی ہے۔ حضرت محمد بن مسلمہ (بنو عبد الاشہل انصاری) نے عرض کیا۔ حضور! آپ چاہتے ہیں میں اُسے قتل کر دوں۔ فرمایا۔ ہاں۔ عرض کیا۔ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اُس کے سامنے آپ کے خلاف گستاخانہ الفاظ استعمال کروں۔ حضور نے فرمایا۔ تمہیں اجازت ہے۔ اس کے بعد حضرت محمدؓ بن مسلمہ تین روز تک مدینہ میں رہے۔ کھانا پینا بہت کم کر دیا۔ صرف اتنا کھاتے کہ دم باقی رہے۔ حضور سے اس کا تذکرہ ہوا۔ حضور نے ان کو طلب کیا۔ فرمایا۔ تم نے کھانا پینا کیوں ترک کر دیا۔ عرض کیا۔ حضور! اس لئے کہ میں نے آپ سے ایک اہم کام سرانجام دینے کا وعدہ کر لیا ہے۔ معلوم نہیں کہ میں اُسے پورا کر سکوں گا یا نہیں۔ حضور نے فرمایا۔ طاقت پیدا کرو اور قوی بنو۔ اس کے بعد ان اصحاب نے کعب بن اشرف کے قتل میں حصہ لیا۔ محمدؓ بن مسلمہ۔ سلکانؓ بن سلامہ۔ یہ ابو نائلہؓ کے نام سے مشہور ہیں۔ بنو عبد الاشہل کے انصاری اور کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی ہیں۔ عبادؓ بن بشر بن وقس (بنو عبد الاشہل) حارثؓ بن اوس۔ (بنو عبد الاشہل) ابو عبسؓ بن جبیر۔ پہلے حضرت محمدؓ بن مسلمہ کعب بن اشرف کے سامنے آئے۔ اُس سے کہا۔ محمد نے ہمیں بہت تنگ کیا ہے۔ ہم سے

Marfat.com

زکوٰۃ وصول کرتا ہے۔ ہم کو مشقت میں ڈالتا ہے۔ اب ہم اس سے متنفر ہو گئے ہیں۔ چونکہ ہم نے اس کی تابعداری کر لی ہے۔ اس واسطے اس انتظار میں ہیں کہ کس فریق کو آخری فتح ملتی ہے۔ ہم آپ سے کچھ قرض لینا چاہتے ہیں۔ اُس نے کہا۔ تم میرے پاس اپنی کوئی چیز رہن رکھواؤ۔ حضرت محمدؓ نے کہا۔ تم ہماری کیا چیز اپنے پاس رہن رکھوانا چاہتے ہو۔ کعب نے کہا۔ تم اپنی عورتیں میرے پاس رہن رکھوا دو۔ حضرت محمدؓ نے جواب دیا۔ ہم اپنی عورتیں آپ کے پاس کس طرح رہن رکھوا سکتے ہیں۔ حالانکہ آپ عرب میں سب سے زیادہ خوبصورت ہیں۔ (ہماری عورتیں آپ کو کب پسند آئیں گی) کعب نے کہا۔ تو پھر اپنے بیٹے میرے پاس رہن رکھوا دو۔ حضرت محمدؓ نے جواب دیا۔ ہم اپنے بیٹے آپ کے پاس رہن نہیں رکھوا سکتے۔ اس لئے کہ تمام عرب میں ہماری مذمت ہو گی کہ ہم نے ایک وسق (ایک وسق ساٹھ صاع کے مساوی ہے ایک صاع چار مد کا۔ ایک مد ایک رطل اور اُس کا تیسرا حصہ) یا دو وسق کے لئے اپنے بیٹے رہن رکھوا دیئے۔ لیکن ہم اپنے اسلحہ آپ کے پاس رہن رکھوا سکتے ہیں۔ بہت سے اور افراد بھی میرے اس خیال کے حامی ہیں۔ میں اُن کو بھی فلاں شب کو آپ کے پاس لاؤں گا۔ اس کے بعد یہ سب اصحاب جمع ہوئے۔ اور اپنے ہتھیار پکڑ لئے۔ روانہ ہونے سے پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور بقیع غرقد تک ان کے ہمراہ گئے۔ اور یہ الفاظ کہہ کر اُن کو الوداع کیا۔ اللہ کا نام لے کر روانہ ہو جاؤ۔ یا اللہ! تو ان کی مدد کر۔ حضور اپنے مکان واپس آ گئے۔ چاندنی کھلی ہوئی تھی۔ یہ سب اُس کے قلعہ کے نیچے پہنچے۔ حضرت ابو نائلہ نے اُسے آواز دی۔ وہ نیچے اُترنے لگا۔ اس کی بیگم نے اُس کا دامن پکڑ لیا۔ شب کے اس نازک وقت میں تم کہاں جا رہے ہو۔ مجھے اس آواز میں خون ٹپکتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ کعب نے جواب دیا۔ یہ میرا بھائی محمد بن مسلمہ۔ میرا رضاعی بھائی ابو نائلہ ہے (کوئی دشمن نہیں) اگر شریف آدمی کو رات کے وقت بھی نیزہ بازی کے لئے للکارا جائے تو اُسے قبول کرنا چاہیئے۔ یہ کہہ کر کعب اُتر آیا۔ تھوڑی دیر تک اُن سے باتیں ہوتی رہیں۔ انہوں نے کہا۔ کیا آپ ایسے خوشنما منظر (جبکہ چاندنی کھلی ہوئی ہے) میں ہمارے ساتھ شعب العجوز تک سیر کریں گے؟ اُس نے کہا: "ہاں"۔ سب سیر کو چلے گئے۔ پھر ابو نائلہ نے اپنا ہاتھ اُس کی کھوپری پر رکھا۔ پھر اپنا ہاتھ اُٹھا کر اُسے سونگھا۔ کہا۔ میں نے آج تک ایسی عمدہ خوشبو نہیں سونگھی۔ پھر تھوڑی

Marfat.com

دُور چلے۔ اور ایسی حرکت کی۔ حتیٰ کہ وہ مطمئن ہوگیا۔ اس کے بعد مضبوطی سے اُس کا سر پکڑ لیا۔ فرمایا۔ اس دشمنِ خدا کو مار ڈالو۔ چاروں طرف سے کعب پر تلواریں چلنے لگیں۔ حضرت محمدؓ فرماتے ہیں :۔ میں نے اپنی تلوار سے اُس کی گردن اتار لی۔ اُس نے بہت زور سے چیخ ماری۔ ہمارے گردوپیش جتنے قلعے تھے سب پر آگ روشن ہونے لگی۔ اس کشمکش میں حضرت حارث رضؓ بن اوس کی ٹانگ میں ہماری تلوار کی ایک ضرب لگ گئی۔ جس سے وہ مجروح ہو گئے۔ لنگڑا کر چلنے لگے۔ اس کے بعد ہم سب مدینہ کو روانہ ہوئے۔ ہم نے قبیلۂ بنی امیہ بن زید کا راستہ اختیار کیا پھر بنو قریظہ کا پھر بُعاث کا۔ حتےٰ کہ ہم عریض کے میدان میں پہنچ گئے۔ ہمارے ساتھی حضرت حارث رضؓ نے دیر لگائی۔ کیونکہ اُن کے زخم سے خون جاری تھا۔ اور وہ کمزور ہو گئے تھے۔ ہم اُن کی انتظار میں کھڑے ہو گئے۔ پھر وہ ہمارے قدموں کے آثار دیکھتے ہوئے چلے آئے۔ ہم نے اُن کو اپنے کندھوں پر اُٹھا لیا۔ آخر شب کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ آپ اس وقت نمازِ تہجد پڑھ رہے تھے۔ ہم نے آپ کو سلام کیا۔ اور مبارک باد دی۔ اور اُس کی گردن آپ کے سامنے پھینک دی۔ حضور نے ہمارے مجروح بھائی کے زخم پر اپنا تھوک پھینکا۔ جس سے وہ اچھے ہو گئے۔ اس کے بعد ہم اپنے گھروں کو چلے آئے۔ صبح کو اُٹھے تو یہودیوں کو یہ خبر مل چکی تھی۔ وہ ہم سے ڈر گئے۔ اُن پر ہمارا رعب طاری ہو گیا۔ اور پھر ہر یہودی کو اپنی جان کا خطرہ لاحق ہو گیا۔

یہودیوں کے قتلِ عام کا حکم

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ جو یہودی تمہارے قابو میں آئے۔ اُسے قتل کر دو۔ یہ سنتے ہی حضرت محیصہؓ بن مسعود ایک یہودی تاجر پر پل پڑے۔ جس سے یہ لین دین کرتے تھے۔ ان کا بھائی حویصہ بن مسعود ابھی تک مسلمان نہ ہُوا تھا۔ اپنے بھائی حضرت محیصہؓ کو مارنا شروع کیا۔ کہا۔ تم نے اُسے قتل کر دیا حالانکہ تمہارے پیٹ میں اُس کا بہت سا مال گیا ہے۔ حضرت محیصہؓ نے جواب دیا۔ مجھے اسے قتل کرنے کا حکم اُس نے دیا ہے کہ اگر وہ مجھے آپ کے قتل کرنے کا حکم دیتے تو میں فوراً آپ کی بھی گردن اُڑا دیتا۔ یہ الفاظ حویصہ کے اسلام قبول کرنے کا سبب بنے۔ انہوں نے کہا۔ اچھا اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

تم کو میرے قتل کرنے کا حکم دیں تم مجھے بھی فوراً قتل کردو گے۔ حضرت محیصہؓ نے جواب دیا۔ ہاں۔ بالکل دیر نہ لگاؤں۔ حویصہ نے کہا۔ اچھا تمہارے دین کی پختگی یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ یہ کہہ کر حضرت حویصہؓ مسلمان ہو گئے۔ (تاریخ ابن کثیر صفحہ ۹ جلد ۴)

غزوۂ احد

لڑائی کا سبب۔

بدر میں قریش کے سرکردہ اشخاص قتل ہوئے تھے۔ اُن کے رشتہ دار ایک وفد بنا کر ابوسفیان بن حرب کے پاس آئے۔ کہا۔ ہمارے بزرگوں کو مسلمانوں نے بدر میں بے دریغ قتل کیا ہے ہم آپ سے استدعا کرتے ہیں کہ اس تجارتی قافلہ کا کُل مال جو آپ شام سے لائے ہیں۔ اور جس کی حفاظت میں جنگِ بدر واقع ہوئی تھی۔ فوجی طیاریوں میں صرف کر کے مسلمانوں سے انتقام لیا جائے۔ ابوسفیان نے منظور کیا اور زور شور سے فوجی طیاریاں شروع ہو گئیں۔

(تفسیر خازن صفحہ ۱۸۱ جلد ۲)

ابوعزہ کی بے وفائی۔

اس مشہور شاعر کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بدر میں چھوڑ دیا تھا۔ صفوان بن امیہ نے اس سے کہا۔ اے ابوعزہ! تم مشہور شاعر ہو۔ اپنے جوشیلے شعروں سے ہماری مدد کرو۔ قوم کا جذبۂ انتقام بھڑکاؤ۔ آتشِ غضب مشتعل کرو۔ ہمارے ساتھ باہر نکل کر قبائلِ عرب میں دورہ کرو۔ اور نوجوانوں کا حوصلہ بڑھاؤ۔ اُس نے جواب دیا۔ محمد نے مجھ پر احسان کیا ہے۔ اب میں اُس کے خلاف اپنے اشعار سے کوئی مظاہرہ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ صفوان نے کہا۔ یہ درست ہے۔ تم زبان کو مت استعمال کرو۔ لیکن اپنے بدن کو ہمارے ساتھ میدان جنگ میں لے جاؤ۔ اگر تم صحیح وسالم واپس آ گئے تو میں تمہیں مالا مال کردوں گا۔ اور اگر تم قتل ہو گئے۔ تو تمہاری بیٹیاں میری بیٹیاں ہیں۔ میں اچھی طرح اُن کی خدمت کروں گا۔ جو میری بیٹیوں کا حال سو تمہاری بیٹیوں کا حال۔ اس کے بعد ابوعزہ نے تہامہ کے تمام علاقہ کا دورہ کیا۔ اور بنو کنانہ کو یہ اشعار سنا کر بھڑکایا ؎

ایا بنی عبد مناۃ الرزام — اے بنی عبد مناة! رزام کے شریف لڑکو!
انتم حماۃ و ابوکم حام — تم بہادر ہو۔ تمہارے باپ بھی بہادر تھے قوم کو بچانے والے۔

Marfat.com

لایعدونی نصرکم بعد العام } تم مجھ کو اپنی مدد سے محروم نہ رکھو۔
لا تسلمونی لا یحل اسلام } مجھ کو دشمن کے مت حوالہ کرو۔ یہاں اسلام نہ آئے۔

اس کے بعد دوسرے شاعروں نے بھی اپنے جوشیلے اشعار سُنا کر قبائل کو لڑائی کے لئے اشتعال دلایا۔

وحشی کو حضرت حمزہؓ کے قتل کرنے کے لئے بھڑکانا۔

جبیر بن مطعم نے اپنے غلام وحشی جس کی کنیت ابو دسمہ تھی۔ کو طلب کیا۔ اُس سے کہا۔ تم ہمارے ساتھ میدان جنگ میں چلو۔ اگر تم نے حمزہ کو قتل کر دیا تو آزاد ہو۔ حبشیوں کا اپنا ایک خاص ہتھیار تھا۔ جسے وہ میدان جنگ میں استعمال کرتے تھے۔ اُس کا نشانہ بہت ہی کم خطا جاتا تھا۔ ابوسفیان کی بی بی ہند بنت عتبہ بن ربیعہ جب وحشی کے سامنے سے گذرتی تو کہتی۔ تم اپنے دل کو راحت پہنچاؤ ہمارے دلوں کو بھی خوش کرو۔ یعنی اُسے حضرت حمزہؓ کے قتل کرنے کے لئے آمادہ کرتی۔

ابوسفیان بن حرب لشکر کفار کا سپہ سالار تھا۔ اُس نے عرب کے مختلف اطراف سے بہت سی فوجیں جمع کر لی تھیں۔ صرف قریش کا لشکر تین ہزار کے قریب تھا۔ عورتوں کو بھی اپنے ہمراہ لائے تاکہ یہ سپاہی بھاگ نہ سکیں۔ اور عورتیں مردوں کو جوش دلاتی رہیں۔ سب اشرافِ قریش تکبر اور غرور کے ساتھ آگے بڑھے۔ حتیٰ کہ عینین پہاڑ میں اُترے جو بطن سنجہ میں وادی کے کنارے مدینہ کے بالمقابل واقع ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے مشورہ کیا۔ فرمایا۔ میری رائے یہ ہے کہ ہم مدینہ میں بیٹھ کر کافروں کی مدافعت کریں۔ اور مختلف دستوں میں تقسیم ہو کر محلوں کے دروازوں پر لڑیں۔ چھتوں پر سے عورتیں تیر وغیرہ برسائیں۔ جو مسلمان بدر کی لڑائی میں شامل ہونے سے رہ گئے تھے انہوں نے عرض کیا حضور! ہمیں باہر نکل کر کافروں کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ تاکہ ہمیں بھی وہ فضیلت حاصل ہو جائے جو ہمارے بدری مسلمان بھائیوں کو حاصل ہوئی ہے۔ یہ جوشیلے مسلمان حضور کو باہر نکلنے کے لئے مجبور کر رہے تھے۔ آپ پر اصرار کر رہے تھے۔ حتیٰ کہ حضور اُٹھ کر اپنے گھر گئے۔ اور ہتھیار زیب تن کر کے باہر تشریف لائے۔ بعد میں ان مسلمانوں کو ندامت ہوئی کہ انہوں نے حضور کو شہر سے باہر نکلنے پر مجبور کیا ہے۔ عرض کیا۔ حضور! آپ اپنی رائے پر عمل کیجئے۔ حضور نے جواب دیا۔ کسی نبی کو یہ لائق نہیں کہ وہ ہتھیار پہننے کے بعد انہیں اُتار دے

Marfat.com

جب تک خدا اُس کے اور اُن کے دشمنوں کے درمیان فیصلہ نہ کر دے۔

حضور نے اسلحہ پہننے سے پہلے فرمایا۔ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میری تلوار میں کچھ نقص ہے۔ ایک گائے ذبح کی گئی ہے۔ اور میں نے ایک مضبوط زرہ میں ہاتھ ڈالا ہے۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ اہلِ بیت سے کوئی شخص اس لڑائی میں شہید ہوگا۔ گائے ذبح ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان شہید ہوں گے۔ مضبوط زرہ سے مراد مدینہ منورہ ہے یعنی آپ مدینہ میں آجائیں گے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے ساتھ احد کی طرف بڑھے۔ اور حضرت ابن ام مکتوم کو مدینہ میں اپنا قائم مقام کیا۔ حضور جمعہ کے روز روانہ ہوئے۔ لشکرِ کفار بڑھتا ہوا احد پہاڑ کی جڑ میں اُترا۔ یہ سُن کر وہ مسلمان خوش ہوئے جو بدر سے غیر حاضر تھے۔ انہوں نے کہا۔ خدا نے ہم پر احسان کیا کہ ہماری امیدیں بر لایا۔ دشمن کو ہمارے سامنے پہنچا دیا۔ جب حضور مقام شوط میں پہنچے تو رئیس المنافقین یہ بہانہ کر کے کہ محمد نے میری رائے رد کی ہے۔ لشکر کا تیسرا حصہ مدینہ واپس لے آیا۔ حضرت جابرؓ کے والد حضرت عبداللہ رضؓ اُن کے پیچھے گئے۔ ان کو جہاد میں شامل ہونے کی ترغیب دی۔ فرمایا۔ اللہ کو راضی کرنے کے لئے کافروں سے جہاد کرو۔ منافقوں نے جواب دیا۔ اگر ہمیں یقین ہوتا کہ تم کافروں سے لڑو گے تو ہم تم سے علیحدہ نہ ہوتے۔ یہ جواب سُن کر حضرت عبداللہ رضؓ نے اُن بُرا کہا اور اسلامی فوج میں واپس چلے آئے۔

یہودیوں کی امداد لینے سے انکار کرنا۔

بعض انصار نے عرض کیا۔ ہم کو اپنے حلیف یہودیوں سے مدد حاصل کرنا چاہئیے۔ حضور نے فرمایا۔ بالکل نہیں۔

پھر فرمایا۔ ہمارا دلیلِ راہ (رہنما) کون بنتا ہے۔ ایک انصاری جو راستہ سے واقف تھے۔ دلیلِ راہ بن گئے۔ جب ایک منافق جو اندھا تھا۔ کے باغ سے گزرنے لگے تو اُس نے خاک سے ایک مٹھی بھر کر مسلمانوں کی طرف پھینکی۔ کہا۔ کسی مسلمان کو حتےٰ کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو بھی میرے باغ سے گذرنے کی اجازت نہیں۔ مسلمان اُسے قتل کرنے دوڑے۔ حضور نے فرمایا۔ اسے مت قتل کرو۔ یہ نہ صرف آنکھ کا اندھا ہے بلکہ اس کا دل بھی اندھا ہے۔

حضور آگے بڑھتے رہے۔ حتیٰ کہ وادی کے پرلے کنارے سے احد کی گھاٹی میں داخل

Marfat.com

ہوئے۔ احد پہاڑ کو اپنے پسِ پشت رکھا۔ مسلمانوں کو حکم دیا۔ جب تک میں اجازت نہ دوں لڑائی شروع نہ ہو۔ مسلمانوں کی کل تعداد صرف سات سو تھی۔ پچاس سوار۔ جو تیر انداز تھے دوسرے روز بروز دوشنبہ سات شوال کو صف بندی کی۔ تیر اندازوں کا افسر حضرت عبداللہؓ بن جبیر کو مقرر کیا۔ ہدایت کی۔ آخر دم تک اس درہ کو نہ چھوڑنا۔ اگرچہ ہماری ساری فوج ہلاک ہو جائے، پرندے ہمارا گوشت نوچنے لگیں۔ لیکن تم کافروں پر تیر برساتے رہو۔ تاکہ وہ عقب سے ہم پر حملہ نہ کر سکیں۔ حضور نے اس دستہ کو اسلامی فوج کے پیچھے درہ پر متعین کیا۔ صحیح بخاری میں ہے :۔ اگرچہ کامل ہزیمت ہو جائے۔ حتیٰ کہ پرندے ہماری بوٹیاں اڑانے لگیں۔ مگر تم اپنی جگہ سے نہ ہلنا۔ جب تک میں خود تم کو طلب کرنے کے لئے اپنا آدمی بھیجوں۔

حضور نے اس لڑائی میں دو زرہیں پہنیں۔ لواء (بڑا جھنڈا) حضرت مصعبؓ بن عمیر کو دیا۔ لشکر کے ایک حصہ پر حضرت زبیرؓ بن عوام کو دوسرے حصہ پر حضرت منذرؓ بن عمرو کو مقرر کیا۔ بہت سے بچوں نے لڑائی کی صف میں کھڑے ہونے کی اجازت مانگی۔ اُن کے نام یہ ہیں :۔

عبداللہؓ بن عمرؓ	اسامہؓ بن زیدؓ	اسعدؓ بن ظہیرؓ
براءؓ بن عازب	زیدؓ بن ارقمؓ	زیدؓ بن ثابتؓ
عرابہؓ بن اوس	عمروؓ بن حزامؓ	

آپ نے صرف اُن کو اجازت دی جو سنِ بلوغ (پندرہ سال) تک پہنچ گئے تھے۔ اُن کے نام یہ ہیں :۔ سمرۃؓ بن جندبؓ۔ رافعؓ بن خدیجؓ۔ ان کی عمر پندرہ برس تھی۔ باقی سب بچوں کو مسترد کر دیا۔ بعض محققین فرماتے ہیں :۔ سنِ بلوغ کی کوئی حد مقرر نہ تھی۔ آپ نے جس کو طاقتور دیکھا۔ اس کو شامل ہونے کی اجازت دی۔ اس کی تائید یہ ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ کے الفاظ یہ ہیں :۔

فلما رانی مُطیقا اجازنی۔ جب مجھے طاقتور دیکھا تو مجھے صف میں شامل ہونے کی اجازت دی۔

کافروں نے بھی اپنی صفیں سیدھی کر لیں۔ اُن کی تعداد تین ہزار تھی۔ دو سو سوار تھے۔ میمنہ پر خالد بن ولید۔ میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل۔ بڑے زور سے لڑائی شروع ہوئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے بڑی شدت سے کافروں پر حملہ کیا۔ حضور نے ایک تلوار کو

Marfat.com

ہاتھ میں پکڑ کر ارشاد فرمایا۔ کون شخص اس تلوار کا حق ادا کرنے کے لئے آگے بڑھتا ہے۔ تاکہ اس سے دشمنوں کا قتل عام کرے۔ ابو دجانہ سماک بن خرشہ نے اسے پکڑ لیا۔ سرخ عمامہ باندھ کر متکبرانہ چال میں دشمن کی طرف بڑھے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ اور اُس کا رسول تکبر اور غرور کو نہایت ہی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مگر میدان جنگ میں کافروں کے سامنے یہ تکبر جائز ہے۔ حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں۔ میں نے حضور سے یہ تلوار مانگی۔ مجھے نہ دی۔ ابو دجانہ کو عطا کر دی۔ مجھے بہت غصہ آیا۔ کہ میں حضور کا پھوپھی زاد بھائی ہوں۔ قریش میں نامور ہوں۔ مجھے چھوڑ کر ابو دجانہؓ کا انتخاب کیا۔ میں دیکھتا ہوں وہ کیا کارنامے کرتا ہے۔ یہ کہہ کر میں اُس کے پیچھے ہو لیا۔ اُس نے اپنی سرخ پٹی نکالی۔ اور سر پر باندھی۔ انصار نے فرمایا۔ ابو دجانہ نے موت کی پٹی نکال لی۔ یہ کہتے ہوئے میدانِ جنگ میں گرجے ؎

انا الذی عَاهَدَنی خلیلی	میں نے اپنے دوست سے پختہ عہد کیا تھا جبکہ
ونحن بالسفح لدی النخیل	ہم دونو کھجور کے درخت کے قریب مقام سفح میں تھے
ان لا اقوم الدھر فی الکیول	کہ میں عمر بھر کبھی آخری صف میں نہ کھڑا ہوں گا
أضرب بسیف اللہ والرسول	اللہ اور اُس کے رسول کی تلوار پکڑ کر کافروں سے لڑونگا۔

حضرت ابو دجانہؓ کے کارنامے۔

یہ کہہ کر حضرت ابو دجانہ رضؓ دشمنوں کی صف میں گھس گئے۔ اُن کا خوب قتل عام کیا۔ ایک کافر ہر مسلمان کو قتل کر دیتا تھا۔ ابو دجانہ اُس کے مقابلہ میں آئے۔ دونوں طرف سے تلواریں چلیں۔ مشرک نے ان پر وار کیا۔ انہوں نے اپنی ڈھال سے اُس کی ضرب روکی۔ کافر کی تلوار کند ہو گئی۔ حضرت ابو دجانہ رضؓ نے اُسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد چاروں طرف شمشیرزنی کرتے ہوئے ہند کے پاس سے گزرے۔ اور اُس کی چوٹی پر اپنی تلوار رکھ دی۔ پھر تلوار ہٹالی۔ کہا۔ حضور کا احترام کرتا ہوا تلوار اٹھاتا ہوں۔ کیونکہ حضور نے عورتوں کو قتل کرنے سے منع کیا ہے۔ اللہ اور اُس رسول کو خوب علم ہے کہ اس میں کیا حکمت ہے۔

حضرت کعبؓ بن مالک فرماتے ہیں:۔ میں نے دیکھا کہ کافروں کی نعشیں مسلمان شہداء کی تعداد کے برابر تھیں۔ دفعتہً دشمن کی صف سے ایک کافر نکلا جو از سرتا پا لوہے میں ڈوبا ہُوا تھا۔ یعنی ہر قسم کے ہتھیاروں سے مسلح تھا۔ اور مسلمانوں کا خون پی رہا تھا۔ اُس نے

کہا - جس طرح پیاسا اونٹ پانی کے گھونٹ بھرتا ہے - اسی طرح میں تم مسلمانوں کا خون چوسوں گا - اچانک ایک مسلمان اُس کے انتظار میں کھڑا ہو گیا - میں بھی اُس کے پیچھے کھڑا ہو گیا - یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ مسلمان کافر پر کس طرح غالب آتا ہے - حالانکہ یہ کافر اس کے مقابلہ میں ہر قسم کے اسلحہ رکھتا تھا - پھر یہ دو نو مُتصادم ہو گئے - اس مسلمان نے اُس کے کندھے پر تلوار رکھ کر اُس کے بدن کو اس زور سے چیرا کہ تلوار اُس کے چوتڑوں تک جا پہنچی - اور اس کافر کے دو ٹکڑے کر دیئے - پھر اس مسلمان نے اپنا چہرہ کھولا - کہا - اے کعب! تم نے کیا دیکھا - میں ہوں ابو دجانہ -

کافروں کی صف سے سب سے اول ابو عامر عبد بن عمرو صیفی مسلمانوں کے مقابلہ میں نمودار ہؤا - حضور نے اُس کا نام فاسق رکھا تھا - یہ جاہلیت کے زمانہ میں قبیلۂ اوس کا سردار تھا - جب حضور کا ظہور ہؤا تو اس نے سخت عداوت کا اظہار کیا - مدینہ سے نکل کر قریش کے پاس چلا گیا - اور اُن کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا - اُن کو اطمینان دلایا کہ میری قوم تمہاری امداد کرے گی - قریش اُس کے بہکائے میں آ گئے - اور مسلمانوں پر لشکر کشی کر دی - اس نے اپنی قوم کو اپنی امداد کے لئے للکارا - اور اپنا تعارف کرایا - قوم نے جواب دیا - اے فاسق! خدا نے (ہمیں اسلام قبول کرنے کی توفیق دے کر) ہم پر فضل کیا ہے - اب ہم تیرے پھندے میں نہیں پھنسیں گے - اُس نے جواب دیا - افسوس میرے بعد میری قوم گمراہ ہو گئی -

اس کے بعد مسلمانوں نے سخت حملہ کیا - مسلمانوں کا شعار اُمِت اُمِت (مار ڈالو مار ڈالو) تھا - حضرت ابو دجانہ رضؓ حضرت طلحہ رضؓ بن عبداللہ - حضرت حمزہ رضؓ حضرت علی رضؓ حضرت انس رضؓ بن نضر اور حضرت سعد رضؓ بن ربیع کا سخت امتحان ہؤا - اور بہت محنت کرنی پڑی - دن کے ابتدائی حصہ میں جنگ شروع ہوئی -

حضرت حمزہ رضؓ کی شہادت

حضرت حمزہ اسد اللہ نے نمایاں کارنامے کئے - قریش کے بڑے بڑے افسر موت کے گھاٹ اتارے - ارطات بن عبد شرحبیل کو قتل کیا - یہ اُن میں سے ایک تھا جو کافروں کا جھنڈا اُٹھائے ہؤا تھا - پھر عثمان بن طلحہ کو قتل کیا - اس کے بعد سباع بن عبد العزیٰ -

Marfat.com

جس کی کنیت ابو نیار تھی۔ ان کے سامنے سے گزرا۔ حضرت حمزہ رضؓ نے فرمایا۔ میرے مقابلہ میں آؤ۔ حضرت حمزہ رضؓ نے اُسے اس طرح قتل کیا۔ جیسا کہ معمولی کام تھا۔ وحشی کہتا ہے :۔ میں حضرت حمزہ رضؓ کے کارنامے دیکھ رہا تھا۔ کوئی شخص ان کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ میرے سامنے سے سباع گزرا۔ حضرت حمزہ رضؓ نے ایسی ضرب لگائی کہ اُس کی گردن دھڑ سے دُور جا پڑی۔ میں نے اپنا حربہ ہلایا۔ جب مجھے یقین ہو گیا کہ یہ ٹھیک نشانہ پر بیٹھ جائیگا۔ تو میں نے اُن کی طرف پھینکا۔ حربہ اُن کی ناف میں لگا۔ اور دونوں ٹانگوں کے درمیان سے نکل گیا۔ حضرت حمزہ رضؓ میری طرف متوجہ ہوئے۔ لیکن جلدی نیچے گر پڑے۔ جب تک وہ ٹھنڈے نہیں ہوئے میں اپنی جگہ کھڑا رہا۔ جب اُن کی رُوح مبارک پرواز کر گئی تو میں آگے بڑھا۔ اور اپنا حربہ اُٹھا لیا۔ لشکر سے ہٹ کر ایک کنارے پر بیٹھ گیا۔ کیونکہ حضرت حمزہ رضؓ کو شہید کرنے کے سوا میرا اور کوئی مقصد نہ تھا۔

حضرت جعفر رضؓ بن عمرو رضؓ بن امیہ ضمری بیان کرتے ہیں :۔ حضرت امیر معاویہ رضؓ کے عہد مبارک کا ذکر ہے کہ میں اور حضرت عبید اللہ رضؓ بن عدی رضؓ بن خیار بن نوفل سفر میں نکلے۔ ہم نے سب سے ملاقاتیں کرنا شروع کیں۔ جب ہم حمص میں پہنچے تو حضرت عبید اللہ رضؓ نے مجھ سے فرمایا۔ کیا وحشی کے پاس چلتے ہو۔ ہم اُس سے تفصیل پوچھیں کہ اُس نے کس طرح حضرت حمزہ رضؓ کو شہید کیا تھا۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ حضرت چلو۔ ہم شہر میں اُس کا پتہ پوچھنے لگے۔ ایک شخص نے ہمیں بتایا۔ تم اُس کو اپنے صحن میں بیٹھا ہوا دیکھو گے۔ وہ ہر وقت شراب میں بدمست رہتا ہے۔ اگر تم نے اُسے شراب پیئے ہوئے نہ پایا تو تمہارا مقصد پورا ہو جائے گا۔ اور اگر وہ شراب کے نشہ میں ہوا تو اُس کے قریب نہ جانا۔ واپس آ جانا۔ ہم دونو آگے بڑھے۔ وہ اپنے صحن میں موجود تھا۔ بالکل بوڑھا۔ سفید داڑھی۔ وہ اس وقت نشہ میں نہ تھا۔ جب ہم دونو اُس کے پاس پہنچے۔ تو ہم نے سلام کیا۔ اُس نے اپنی گردن اُٹھا کر حضرت عبید اللہ رضؓ بن عدی رضؓ کو دیکھا۔ حضرت عبید اللہ رضؓ نے اپنے مُنہ پر ڈھاٹا باندھ رکھا تھا۔ یعنی اپنے عمامہ سے اپنا مُنہ چھپا رکھا تھا۔ صرف آنکھیں نظر آ رہی تھیں۔ یا قدم کھلے ہوئے تھے۔ باقی سب جسم ڈھکا ہوا تھا۔ اُس نے کہا۔ آپ عدی بن خیار کے بیٹے

ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ ہاں۔ وحشی بڑا قیافہ شناس تھا۔ اُسی وقت پہچان گیا۔ کہا میں نے آپ کو اُس وقت دیکھا تھا جبکہ میں آپ کو آپ کی والدہ سعدیہ کو پکڑا رہا تھا۔ تاکہ وہ آپ کو دودھ پلائیں۔ اس وقت وہ ذی طویٰ میں اونٹ پر سوار تھیں۔ میں نے اُس وقت آپ کے دو نور رخسار پکڑے تھے۔ جب میں نے آپ کو اُٹھا کر اُن کے حوالہ کیا تو میں نے آپ کے قدم دیکھ لئے تھے۔ میں نے آج وہی قدم دیکھ کر آپ کو پہچانا ہے۔ اس کے بعد ہم دونو بیٹھ گئے۔ میں نے کہا۔ ہم اس لئے آئے ہیں کہ آپ ہمیں تفصیل بتائیں کہ آپ نے حضرت حمزہ رضؓ کو کس طرح شہید کیا تھا۔ اُس نے کہا۔ میں آپ کو اُسی طرح تفصیل سناؤں گا جس طرح میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سُنائی تھی۔ جبکہ آپ نے مجھ سے دریافت کیا تھا۔ میں جبیر بن مطعم کا غلام تھا۔ اُس کا چچا طعیمہ بن عدی بدر میں مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا تھا۔ جب قریش کا لشکر احد کو روانہ ہوا تو جبیر نے مجھ سے کہا۔ اگر تو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے چچا حمزہ رضؓ کو قتل کر دے تو تو آزاد ہے۔ میں لشکرِ کفار کے ساتھ روانہ ہوا۔ میں حبشہ کا باشندہ ہوں۔ جو اپنا حربہ پھینکنے میں ماہر ہیں۔ جس کا نشانہ بہت کم خطا کرتا ہے۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو میں نے حضرت حمزہ رضؓ کو دیکھنے کی کوشش کی۔ میں نے اُن کو دیکھ لیا۔ وہ میدانِ جنگ میں ہر طرف کافروں کو قتل کر کے پھینک رہے تھے۔ کوئی شخص بھی اُن کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ میں اُن کو قتل کرنے کی طیاری کرنے لگا۔ اور قریب کے ایک پتھر کے اوٹ میں کھڑا ہو گیا۔ دفعتہً میرے سامنے سے سباع بن عبدالعزیٰ گذرا۔ حضرت حمزہؓ نے اُسے مقابلہ کے لئے للکارا۔ اور اُسے تلوار کی ایسی ضرب لگائی کہ اُس کی گردن دُور جا پڑی۔ میں نے اپنا حربہ ہلایا۔ جب مجھے یقین ہو گیا کہ وہ اپنے نشانہ میں ٹھیک بیٹھ جائے گا تو میں نے اُن کی طرف پھینکا۔ وہ اُن کی ناف میں لگا اور دونو ٹانگوں کے درمیان پیچھے نکل گیا۔ حضرت حمزہ رضؓ میری طرف بڑھے۔ حتےٰ کہ راستہ میں گر پڑے۔ جب تک وہ ٹھنڈے نہ ہو گئے میں اپنی جگہ کھڑا رہا۔ جب اُن کی رُوح پرواز کر گئی تو میں نے اپنا حربہ اُٹھا لیا۔ اور لشکرِ کفار سے ہٹ کر ایک کنارہ میں بیٹھ گیا۔ کیونکہ کسی اور کو قتل کرنا میرا مدعا نہ تھا۔ میں نے تو صرف آزاد ہونا تھا۔ اس کے بعد میں مکہ میں مقیم رہا۔ حتیٰ کہ رسول اللہ صلے اللہ

علیہ وسلم نے مکہ معظمہ فتح کر لیا۔ میں طائف بھاگ گیا۔ اور وہاں اقامت اختیار کر لی۔ جب اہل طائف کا وفد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مسلمان ہونے کے لئے نکلا تو میرے لئے مشکلات پیدا ہوئیں۔ تمام راستے بند ہو گئے۔ میں نے دل میں کہا۔ شام چلا جاؤں۔ یا یمن کا رُخ کروں۔ یا کسی اور شہر میں پناہ حاصل کروں۔ میں اسی غم میں مبتلا تھا کہ ایک شخص نے مجھ سے کہا۔ کم بخت! جو شخص مسلمان ہو جائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُس کا خون معاف کر دیتے ہیں۔ یہ سننے کے بعد میں مکہ معظمہ روانہ ہُوا۔ اور حضور کی خدمت میں پہنچا۔ آپ کے سامنے کھڑے ہوتے ہی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیا۔ حضور میرا کلمہ سُن کر چونک پڑے۔ مجھے دیکھ کر فرمایا۔ تم وحشی ہو۔ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ فرمایا۔ بیٹھو۔ مجھے تفصیل سناؤ۔ کہ تم نے حضرت حمزہ رضہ کو کس طرح شہید کیا تھا۔ جو بیان میں نے آپ کو اس وقت دیا ہے۔ یہی بیان حضور کو سنایا۔ جب میں تفصیل سُنا چکا تو حضور نے فرمایا۔ کم بخت! تو میری آنکھوں کے سامنے سے چلا جا۔ آیندہ میں تیری صورت نہ دیکھوں۔ حضور کی وفات تک میں حضور کی نظروں سے اوجھل رہا۔ جب حضور وفات پا چکے۔ اور مسلمان مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں روانہ ہوئے۔ تو میں بھی اُن کے ساتھ چلا۔ یہ امید کر کے کہ شاید میں مسیلمہ کذاب کو قتل کر کے حضرت حمزہ رضہ کی شہادت کی تلافی کر سکوں۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو میں نے اُس کو پراگندہ بال ایک دیوار کی دراڑ میں کھڑے ہوئے دیکھا۔ اُس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ میں نے وہی حربہ پکڑا جس سے میں نے حضرت حمزہ رضہ کو شہید کیا تھا۔ میں مسیلمہ کذاب کو قتل کرنے کے لئے طیار ہو گیا۔ دوسری طرف ایک انصاری بھی اُسے قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ میں نے اپنا حربہ مسیلمہ کذاب کی طرف پھینکا۔ جو اُس کی ناف سے نکل کر اُس کے کندھوں کے درمیان سے نکل گیا۔ اس کے بعد اُس انصاری نے تلوار سے اُس کی گردن اُتار لی۔ اب تیرا رب ہی خوب جانتا ہے۔ کہ میں نے اُسے قتل کیا ہے یا اُس انصاری نے۔ اگرچہ میں نے ایک بہترین فرد کو شہید کیا ہے۔ تو میں نے حضور کے بعد ایک بدترین شخص کو بھی قتل کیا ہے۔

یہ انصاری حضرت ابو دجانہ رضہ ہیں خود ہی فرماتے ہیں ۔۔۔

Marfat.com

الم ترانی و وحشیھم قتلت مسیلمۃ المعلن	کیا تو نے نہیں دیکھا کہ میں نے اور وحشی نے مسیلمۂ کذاب کو قتل کیا ہے۔
یسألنی الناس عن قتلہ فقلت ضربت و ھذا طعن	لوگ مجھ سے اس کے قتل کے متعلق سوال کرتے ہیں میں نے جواب دیا میں نے اس پر ضرب لگائی اور وحشی نے اس پر حربہ پھینکا۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں:- ایک لونڈی نے چھت پر کھڑے ہو کر اعلان کیا۔ امیر المؤمنات (مسیلمہ کذاب) کو وحشی نے قتل کر دیا ہے۔" وحشی ہمیشہ شراب پیتا تھا۔ اسی واسطے اس کو شراب پینے کی بہت سزا ملتی تھی۔ اور اسی وجہ سے وہ اپنے عہدۂ دیوان سے ہٹایا گیا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ قاتلِ حمزہ رضؓ کو کبھی نہ چھوڑ یگا۔"

طرفین کے مشہور افراد کا قتل۔

حضرت مصعب بن عمیرؓ حضور کی حفاظت کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ ابن قمئہ لیثی نے ان کو شہید کیا۔ یہ سمجھتا تھا کہ اس نے حضور کو قتل کر دیا ہے۔ واپس جا کر اس نے قریش سے کہا میں نے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا ہے۔ لواء (جھنڈا) پہلے حضرت علی رضؓ کے ہاتھ میں تھا۔ جب حضور نے دیکھا کہ مشرکین کا جھنڈا عبدالدار (ایک قبیلہ کا نام ہے) کے پاس ہے تو آپ نے حضرت علی رضؓ سے جھنڈا لے کر حضرت مصعبؓ کے حوالہ کر دیا۔ کیونکہ یہ عبدالدار سے تھے۔ حضور نے فرمایا۔ ہم زیادہ باوفا ہیں۔ جب حضرت مصعبؓ شہید ہو گئے تو حضرت علی رضؓ کو جھنڈا دے دیا۔

جب لڑائی بہت گرم ہو گئی تو حضور انصار کے جھنڈے تلے آ گئے۔ ابوسعد بن ابی طلحہ نے مشرکین کا جھنڈا اٹھا رکھا تھا۔ اس نے حضرت علی رضؓ کو مقابلہ کے لئے للکارا۔ طرفین کی صفوں کے درمیان شمشیر زنی ہوئی۔ حضرت علی رضؓ نے اسے قتل کر دیا۔

حضرت زبیرؓ کا کارنامہ۔

اس کے بعد طلحہ بن ابی طلحہ نے کفار کا جھنڈا اٹھایا۔ مسلمانوں کو مقابلہ کے لئے للکارا۔ کسی مسلمان کو اس کے مقابلہ میں جانے کی جرأت نہ ہوئی۔ حضرت زبیر رضؓ بن عوام اپنی جگہ سے اچھلے اور اسے اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ پھر اپنی تلوار سے ذبح کر دیا۔ حضور نے فرمایا:- ان لکل نبی حواریا و حواری الزبیر۔ ہر نبی کا مددگار ہوتا ہے

• میرا مددگار حضرت زبیرؓ ہیں۔

پھر حضور نے ارشاد فرمایا۔ اگر تم اُس کے مقابلہ میں نہ جاتے تو میں خود اُس کا مقابلہ کرتا۔ کیونکہ میں نے دیکھا کہ تمہارے سوا کوئی مسلمان اُس کے سامنے جانے کی جرأت نہیں کرتا۔

حضرت عاصمؓ کا کارنامہ۔ حضرت عاصمؓ بن ثابت بن افلح نے نافع بن ابی طلحہ اور اُس کے بھائی جلاس کو فی النار والسقر کیا۔ دونوں کو اپنے تیروں کا نشانہ لگا کر مارا۔ دونو بھائی اپنی والدہ سلافہ کے پاس آئے اور اُس کی گود میں اپنا سر رکھ دیا۔ ماں نے کہا۔ بیٹا! کس نے تیر مارا۔ جواب دیا۔ تیر پھینکنے والا یہ کہہ رہا تھا۔ یہ نشانہ لگانے والا میں ہوں۔ بن ابی افلح " سلافہ نے نذر مانی کہ اگر عاصمؓ کی کھوپڑی اُس کے ہاتھ لگ گئی تو وہ اُس میں شراب بھر کر پئے گی۔ حضرت عاصمؓ نے خدا سے دعا مانگی۔ یا اللہ! عمر بھر کسی مشرک کو ہاتھ نہ لگاؤں اور نہ کوئی کافر مجھے ہاتھ لگا سکے۔ خدا نے اُن کی دعاء قبول کر لی۔ اس کی تفصیل آگے بیان ہوگی۔

غسیل الملائکہ

حضرت حنظلہؓ غسیل الملائکہ مشہور کافر ابو عامر کے صاحبزادہ تھے۔ ابو عامر کا پہلا نام راہب تھا۔ کیونکہ یہ بہت ہی عبادت کرتا تھا۔ حضور نے اس کا نام فاسق رکھ دیا۔ جس وقت حضور کا منادی مسلمانوں کو میدانِ جنگ میں شامل ہونے کی نداء دے رہا تھا تو حضرت حنظلہؓ اپنی دلہن کے ساتھ ہم بستر تھے۔ کیونکہ ابھی شادی ہوئی تھی۔ یہ سرکاری منادی سن کر اپنی دلہن کو چھوڑ کر غسل کئے بغیر لڑائی میں شامل ہو گئے۔ تاکہ دیر نہ لگے۔ میدانِ جنگ میں ابو سفیان سے ان کا مقابلہ ہوا۔ جب حضرت حنظلہؓ اُس پر غالب آگئے تو شداد بن اوس جسے ابنِ شعوب بھی کہتے ہیں۔ دوڑا۔ اور حضرت حنظلہؓ پر تلوار کی ضرب لگا کر شہید کر دیا۔ حضور نے فرمایا۔ تمہارے بھائی حنظلہؓ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ ان کی بی بی سے ماجریٰ پوچھا۔ صحابہ کرام نے ان کی بی بی جمیلہ بنت ابی سلول سے ماجریٰ پوچھا۔ اس خاتون نے کہا۔ ان کے ساتھ ابھی میری شادی ہوئی تھی۔ وہ میرے ساتھ شبِ عروسی گذار رہے تھے کہ سرکاری منادی سنی۔ اور مجھے چھوڑ کر میدانِ جنگ کو روانہ ہو گئے۔ ان کے والد فاسق نے ان کی نعش مبارک کے سینہ پر اپنا قدم رکھ کر کہا

Marfat.com

تو دو جرموں کا مرتکب ہؤا ہے۔ ایک مسلمان ہونا۔ دوسرا جہاد کرنا۔ میں تجھ کو مسلمان ہونے سے روکتا تھا۔ تو باز نہ آیا۔

مسلمانوں کو شکست ہو گئی۔

پہلے تو مسلمانوں کو فتح اور کافروں کو ہزیمت ہوئی۔ جب دشمن پیچھے ہٹنے پر مجبور ہؤا تو تیر اندازوں نے اپنا مرکز چھوڑ دیا۔ حضور کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے درہ خالی کر دیا۔ جس کی حفاظت کرنے کے لئے حضور نے بہت سخت تاکید کی تھی۔ انہوں نے ایک دوسرے کو للکارا۔ غنیمت حاصل کرنے دوڑو، غنیمت لوٹنے دوڑو۔ ان کے افسر نے منع کیا۔ اور حضور کا امتناعی حکم یاد دلایا۔ مگر کسی نے توجہ نہ کی۔ اور یہ خیال کر کے کہ اب دشمن مڑ کر دوبارہ حملہ نہیں کرے گا۔ غنیمت لوٹنے میں شامل ہو گئے۔ اور درہ خالی چھوڑ دیا۔ صحیح بخاری میں ہے:۔ مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور غنیمت حاصل کرنے کے لئے لپکے حتیٰ کہ عورتیں بھی غنیمت لینے کے لئے اپنا دامن اٹھاتی ہوئی دوڑیں۔ اُن کے پازیب کھل گئے۔ یہ دیکھ کر حضرت عبد اللہ رضؓ کی ماتحت فوج نے کہا۔ ہماری فوج کو فتح حاصل ہو گئی ہے۔ ہم کو غنیمت کے لئے دوڑنا چاہئے۔ اب انتظار کس بات کا ہے۔ حضرت عبد اللہ رضؓ نے کہا۔ تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم بھول گئے۔ سپاہیوں نے جواب دیا۔ ہم غنیمت حاصل کرنے جا رہے ہیں۔ (صحیح بخاری بحوالہ تفسیر خازن صفحہ ۲۸۰ جلد اول)

دشمن کے سواروں نے درہ خالی دیکھ کر عقب سے حملہ کر دیا۔ چاروں طرف سے مسلمانوں کو گھیر لیا۔ اور سخت حملہ کیا۔ ستر مسلمان شہید ہو گئے۔ مسلمانوں نے بھاگنا شروع کیا۔ کافر حضور تک پہنچ گئے۔ حضور کا چہرہ زخمی کیا۔ حضور کے اگلے چار دانت توڑ دئیے سنگباری کر کے حضور کے خود کو توڑ دیا۔ حتیٰ کہ آپ ایک گڑھے میں گر پڑے۔ لڑائی سے پہلے ابو عامر فاسق نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے بہت سے گڑھے کھود رکھے تھے۔ حضرت علی رضؓ نے حضور کا ہاتھ پکڑا۔ حضرت طلحہ رضؓ نے حضور کو گود میں لیا۔ جن کافروں نے حضور پر حملہ کیا تھا۔ اُن کے نام یہ ہیں۔ عمرو بن قمئہ۔ عتبہ بن ابی وقاص۔ عبد اللہ بن شہاب۔ اسی نے حضور کو مجروح کیا تھا۔ خود کے دو حلقے حضور کے رخسار میں گھس گئے۔ حضرت ابو عبیدہ رضؓ بن جراح نے اپنے دانتوں سے یہ حلقے پکڑ کر باہر کھینچے

Marfat.com

حلقے باہر نکل آئے۔ لیکن حضرت ابو عبیدہؓ کی دونو داڑھیں بھی باہر نکل آئیں۔ حضرت مالکؓ بن سنان حضرت ابو سعید خدریؓ کے والد نے حضور کے رخساروں کا خون چوسا۔ اس کے بعد کافروں نے حضور کو قتل کرنے کے لئے چاروں طرف سے ہجوم کیا۔ دس بہادران اسلام حضور کی مدافعت کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ پھر تو حضرت طلحہؓ نے سختی سے حضور کی مدافعت شروع کر دی۔ اور کافروں کو پرے دھکیلا۔ حضرت ابو دجانہؓ نے حضور کو اپنے بدن سے چھپا لیا۔ کافروں کے تیر سے ابو دجانہؓ کا جسم چھلنی ہو گیا تھا۔ اور تیروں کی ایک موسلا دھار بارش پڑ رہی تھی۔ مگر ابو دجانہؓ مضبوط پہاڑ کی طرح اپنی جگہ سے حرکت نہ کرتے تھے۔ حضرت قتادہؓ بن نعمان کی آنکھ دشمن کے تیر سے پھوٹ گئی۔ حضور نے بسم اللہ پڑھ کر آنکھ کے ڈھیلے کو اندر کیا۔ اور آنکھ صحیح وسالم ہو گئی۔

(زاد المعاد صفحہ ۳۵۰ جلد اول)

درہ کے تیر اندازوں نے کافروں کو بھاگتا دیکھ کر لوٹ مار اور غنیمت میں شریک ہونے کے لئے آگے بڑھے۔ خالد بن ولیدؓ جو دشمن کی سوار فوج کا افسر تھا۔ دیکھا کہ درہ کے تیر انداز بہت کم ہیں۔ عام مسلمان لوٹ مار میں مصروف ہیں۔ ان کی پشت کا راستہ بالکل صاف ہے۔ اپنی سوار فوج کو حملہ کرنے کے لئے للکارا۔ اور مسلمانوں پر سخت حملہ کر کے ہزیمت دی۔ بدبخت عبداللہ بن قمئہ نے ایک پتھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مارا۔ جس سے آپ کے چہرہ مبارک سے خون جاری ہو گیا۔ ناک ٹوٹ گئی۔ اور آپ کے اگلے چار دانت ٹوٹ کر گر گئے۔ اور خود بھی نیچے گر پڑے۔ آپ نے اٹھ کر ایک بلند پتھر پر چڑھنا چاہا۔ مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ کیونکہ آپ دو بھاری زرہیں پہنے ہوئے تھے۔ حضرت طلحہؓ نیچے بیٹھے اور حضورؐ ان پر سوار ہو کر بلند پتھر پر چڑھے۔ آپ نے فرمایا۔ طلحہ جنتی ہو چکے۔ کافروں کی عورتیں ہند وغیرہا مسلمان مقتولین کی نعشوں کی بے حرمتی کرنے لگیں۔ ان کی ناک کان کاٹ کر اپنے گلوں کے ہار بنائے۔ حتٰے کہ ہند نے حضرت حمزہؓ کا پیٹ چاک کر کے ان کا کلیجہ نکالا۔ اور منہ میں چبایا۔ اُسے نگلنا چاہا مگر کامیاب نہ ہو سکی۔ اور منہ سے پھینک دیا۔ شقی عبداللہ بن قمئہ حضور کو شہید کرنے کے لئے متوجہ ہوا۔ حضرت مصعبؓ بن عمیر نے مدافعت کی۔ ان کے ہاتھ میں جھنڈا تھا۔ اس نے ان کو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) سمجھ کر شہید کر دیا۔ اور بلند آواز سے کہا۔ محمد قتل کر دیا گیا۔ یہ سُن کر مسلمان بھاگنے لگے۔ حضورؐ

Marfat.com

نے بلند آواز سے فرمایا۔ اللہ کے بندو! میرے پاس آؤ۔ یہ سُن کر تیس[۳۰] صحابہ کرام جمع ہوئے۔ اور آپ کی مدافعت میں لڑنا شروع کیا۔ مگر مشرکین ان کو منتشر کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ حضرت سعد رضؓ بن ابی وقاص نے تیراندازی شروع کی۔ حضور ان کو ترکش سے تیر نکال کر دیتے۔ اور یہ فرماتے۔ تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ خوب تیر مارتے جاؤ۔ چونکہ ان کی کمان خراب تھی۔ اس واسطے جلدی ٹوٹ گئی۔ اب حضرت طلحہ رضؓ آگے بڑھے۔ یہ تیراندازی میں ماہر تھے۔ انہوں نے خوب تیر پھینکے۔ جس مسلمان کے ہاتھ میں تیروں کا ترکش ہوتا۔ مسلمان اُس سے کہتے۔ یہ سارے تیر حضرت طلحہ رضؓ کو دے دو۔ جس وقت یہ نشانہ لگاتے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنا چہرۂ مبارک اُٹھا کر نشانہ کو دیکھتے۔ حتےٰ کہ اسی تیراندازی سے حضرت طلحہ رضؓ کا ہاتھ شل ہو گیا۔ اور ان کے ہاتھ سے دو یا تین کمانیں ٹوٹیں۔

حضور نے ایک موٹے کافر کو قتل کیا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے ہٹنے لگے تو ابی بن خلف یہ کہتا ہوا آگے بڑھا۔ اگر محمد بچ گیا تو میرا خاتمہ ہے۔ قوم (مسلم) نے عرض کیا۔ کیا ہم اُس کو قتل کرنے کے لئے آگے بڑھیں۔ حضور نے فرمایا۔ نہیں۔ اس سے پیشتر جب وہ مکہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو راستہ میں ملتا تو یہ کہتا تھا۔ میرے پاس ایک گھوڑا ہے۔ میں اُسے کھلا کھلا کر خوب موٹا تازہ کر رہا ہوں۔ ایک دن میں اس پر سوار ہو کر تجھ کو قتل کروں گا۔ حضور جواباً فرماتے۔ بلکہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ انشاء اللہ! جب یہ قریب آیا تو حضور نے حضرت حرث رضؓ بن صمہ سے نیزہ لے کر اُس کی گردن میں مارا۔ وہ اپنے گھوڑے سے گر پڑا۔ اور سانڈ کی طرح خراٹے لینے لگا۔ ہائے مجھ کو محمد نے مار ڈالا۔ ہائے مجھ کو محمد نے مار ڈالا۔ اُس کے رشتہ دار اُس کو اُٹھا کر لے گئے۔ اور تسکین دی۔ مت گھبراؤ۔ کوئی اندیشہ نہیں۔ تم پہ کوئی زخم نہیں آیا۔ اُس نے کہا۔ کیا تم کو اُس کے الفاظ یاد نہیں وہ مکہ میں مجھ سے کہا کرتا تھا۔ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ اس کے بعد وہ مقام سرف (مکہ سے چھ میل کے فاصلہ پر۔ اسی جگہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضؓ بنت حارث سے شادی کی تھی) میں مر گیا۔

منافقوں کی شرارت۔

عام طور پر مشہور ہو گیا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) قتل کر دیئے گئے ہیں۔ بعض اشخاص کے مُنہ سے نکلا۔ کاش اس وقت عبداللہ بن ابی (رئیس المنافقین) ابوسفیان سے ہمارے لئے اماں طلب کرے۔ اکثر مسلمان مایوس ہو کر بیٹھ گئے۔ منافقوں نے کہا۔ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قتل ہو گیا ہے۔ تو تم اپنا پرانا مذہب (بت پرستی) اختیار کر لو؟

حضرت انسؓ کے حوصلہ افزا کلمات

حضرت انسؓ بن مالک کے چچا حضرت انسؓ بن نضر نے فرمایا۔ اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم قتل ہو گئے ہیں تو کیا ہُوا۔ اُس کا خدا تو زندہ ہے۔ حضور کے بعد دنیا میں زندہ رہ کر کیا کرو گے۔ موتوا علی ما مات علیہ محمد۔ جس دین کی حفاظت کرتے ہوئے محمد صلے اللہ علیہ وسلم قتل ہو گئے ہیں تم بھی اُسی دین کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو جاؤ۔ یہ کہہ کر خدا سے کہا۔ یا اللہ! میں مسلمانوں کی طرف سے تیرے سامنے عذر پیش کرتا ہوں اور کافروں سے میرا کوئی تعلق نہیں" یہ کلمات کہہ کر اپنی تلوار سُوت لی۔ اور کافروں میں گُھس گئے۔

مسلمانوں کا عذر۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بلند پتھر پر چڑھ کر مُسلمانوں کو پکارنا شروع کیا۔ سب سے پہلے حضرت کعبؓ بن مالک نے آپ کو پہچانا۔ حضرت کعبؓ فرماتے ہیں۔ خود کے نیچے آپ کی آنکھوں سے جوانمردی ٹپک رہی تھی۔ میں نے اُسی دم بلند آواز سے کہا۔ اے مسلمانو! تم کو مبارک ہو۔ یہ سامنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں۔ حضور نے مجھے اشارہ کیا۔ خاموش ہو جاؤ۔ اُسی دم صحابہ کرام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کو راہِ فرار اختیار کرنے پر ملامت کی۔ انہوں نے عرض کیا:۔

فدیناک وبا بائنا و اُمہاتنا۔ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔

یہ افواہ سُن کر کہ حضور شہید کر دیئے گئے ہم مرعوب ہو گئے اور پیٹھ موڑ کر بھاگنے لگے۔ (تفسیر خازن صفحہ ۲۸۳ جلد اول)

نہ بھاگنے والوں کی تعداد۔

چودہ صحابۂ کرام کے علاوہ سب مسلمان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ نہ بھاگنے والوں میں آدھے مہاجرین اور آدھے انصار ہیں۔ مہاجرین کے نام یہ ہیں:۔

ابوبکرؓ — طلحہؓ بن عبید اللہ — زبیرؓ بن عوام

Marfat.com

عمرؓ عبدالرحمٰنؓ بن عوف سعدؓ بن ابی وقاص

علیؓ

حضرت انسؓ

حضرت انسؓ بن نضر ایسے مسلمانوں کے سامنے سے گزرے جو ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ پوچھا۔ کس انتظار میں بیٹھے ہو۔ انہوں نے جواب دیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔ فرمایا۔ اب تم اُن کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے۔ یہ کہہ کر دشمن کا رُخ کیا۔ سامنے سے حضرت سعدؓ بن معاذ ملے۔ فرمایا:۔

یاسعدُ انی لاجدُ ریحَ الجنۃ من دون اُحد۔ اے سعد! مجھے اُحد پہاڑ کے درے سے جنت کی خوشبو آرہی ہے۔

یہ کہا اور دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ اُن کے جسم پر تلواروں کے ستر زخم تھے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے جسم پر بیس زخم تھے۔ حضور مسلمانوں کی طرف بڑھے۔ سب سے پہلے حضرت کعبؓ بن مالک نے آپ کو پہچانا۔ چلا اُٹھے۔ مسلمانو! حضور تو یہ زندہ ہیں۔ حضور نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ چُپ رہو۔ دفعتہً سب مسلمان جمع ہو گئے۔ اور ان کے ہمراہ اُس گھاٹی میں گئے جہاں سے جنگ شروع ہوئی تھی۔ اس وقت حضور کے ہمراہ حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، علیؓ۔ حرثؓ بن صمہ وغیرہم صحابہ کرام تھے۔ جب یہ پہاڑ پر چڑھنے لگے تو ابی بن خلف اپنے گھوڑے عود نامی پر سوار ہو کر حضور کو قتل کرنے کے ارادہ سے آگے بڑھا۔ جب وہ قریب آیا تو حضور نے حرثؓ بن صمہ سے چھوٹا نیزہ لے کر اُس کے حلق میں مارا۔ وہ پیچھے کی طرف بھاگا۔ کافروں نے اُسے طعنہ دیا۔ تم تو بڑے بہادر تھے۔ اُس نے جواب دیا۔ اگر میرے مقابلہ میں ذی مجازیوں کا لشکر بھی سامنے آتا تو میں سب کو فنا کر دیتا لیکن....

حضور کا خون دھونے کے لئے پانی لایا گیا۔ حضور نے واپس کر دیا۔ حضور نے بلند پتھر پر چڑھنا چاہا لیکن کمزوری کی وجہ سے نہ چڑھ سکے۔ حضرت طلحہؓ نے اپنے کندھے پر اُٹھا کر چڑھایا۔ نماز کا وقت آگیا۔ حضور نے بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ اُس روز حضور انصار کے جھنڈے کے نیچے تھے۔ مسلمانوں نے کافروں کا جھنڈا اُٹھانے والوں کو قتل کر دیا تھا پھر عمرۃ بنت علقمہ نے اُسے اٹھایا۔ اُس کی حفاظت کے لئے کافر جمع ہوئے۔ مسلمان عورتوں میں حضرت ام عمارہؓ بنتِ کعب نے کافروں سے خوب جہاد کیا۔ حضور کے

Marfat.com

حملہ آور عمرو بن قمئۃ کو تلوار کی بہت سی ضربیں لگائیں۔ حضرت ام عمارہ رضؓ نے دو زرہیں پہن رکھی تھیں۔ عمرو نے ان پر بہت دفعہ تلواریں ماریں۔ اس خاتون کے کندھے پر بہت زخم آئے۔

ایک سجدہ کئے بغیر جنت حاصل کرنا۔

بنو عبد الاشہل کا سارا قبیلہ مسلمان ہو چکا تھا۔ لیکن اصیرم عمرو بن ثابت نے مسلمان ہونے سے انکار کر دیا تھا۔ جب مسلمان احد کی لڑائی میں گئے تو خدا نے ان کے دل میں اسلام ڈالا۔ کیونکہ انہوں نے حالتِ کفر میں مسلمانوں کی بہت خدمات سرانجام دی تھیں۔ یہ مسلمان ہوئے اور تلوار پکڑ لی۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میدانِ جنگ کو روانہ ہوئے۔ کافروں سے بہت سخت جنگ کی۔ حتےٰ کہ زخمی ہو کر گر پڑے۔ کسی مسلمان کو ان کے متعلق کچھ علم نہ تھا۔ لڑائی ختم ہونے کے بعد جب بنو عبد الاشہل مقتولین میں اپنی قوم کے شہداء کی نعشیں تلاش کرنے گئے تو اصیرم کو بھی دم توڑتے دیکھا۔ انہوں نے آپس میں کہا۔ یہ اصیرم ہی معلوم ہوتا ہے۔ یہ کس طرح یہاں آگیا۔ حالانکہ یہ اسلام کا منکر تھا۔ پھر اُس سے دریافت کیا۔ کیا تو می حمیت نے تمہیں جوش دلایا تھا یا اسلام کو بچانے کے لئے جنگ کی تھی۔ اُس نے جواب دیا۔ بلکہ میں نے تحفظ اسلام کے لئے اس جہاد میں شرکت کی ہے۔ الحمد للہ میں مسلمان ہوں۔ یہ کہہ کر دم توڑ دیا۔ حضور سے ذکر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا:۔

ھو من اھل الجنۃ۔ عمل قلیلا و أجرًا کثیرًا۔ یہ جنتی ہے۔ اس نے تھوڑا عمل کیا۔ اور بہت اجر پایا۔

ابو سفیان کی ذلت۔

ابو سفیان نے ایک پہاڑ پر چڑھ کر بلند آواز سے کہا۔ کیا تمہارا محمد زندہ ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دیا۔ خاموش رہو۔ کچھ جواب نہ دو۔ اُس نے پھر دریافت کیا۔ کیا تم میں ابن ابی قحافہ (ابو بکر رضؓ) زندہ ہے۔ مسلمان خاموش رہے۔ اُس نے پھر کہا۔ کیا تم میں عمر بن الخطاب زندہ ہے۔ مسلمان اس دفعہ بھی خاموش رہے۔ اُس نے تینوں کے متعلق اس واسطے دریافت کیا تھا کہ اسلام انہی بڑے تین ستونوں پر قائم ہے۔ جب مسلمانوں نے مہر سکوت نہ توڑی تو اُس نے اپنی قوم سے خطاب کیا۔ اسلام کے اصل

Marfat.com

بانیوں کو تم قتل کر چکے ہو۔ اگر یہ زندہ ہوتے تو ضرور بولتے۔ حضرت عمرؓ سے نہ رہا گیا۔ بول اُٹھے۔ اے دشمنِ خدا! یہ تینوں زندہ ہیں۔ خدا نے تجھ کو ذلیل کرنے کے لئے ان تینوں کو باقی رکھا ہے۔ ابوسفیان نے کہا۔ تمہاری چند نعشوں کی بے حرمتی کی گئی ہے۔ میں نے اس کا حکم نہیں دیا۔ لیکن مجھے اس کا افسوس بھی نہیں۔ اس کے بعد اُس نے کہا۔ اے ہبل! (قریش کے بت کا نام) تو بلند ہو۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا تم جواب دو۔ عرض کیا۔ ہم کیا جواب دیں۔ فرمایا۔ کہو کہ اللہ ہی بلند ہے۔ اُسی کو برتری حاصل ہے۔ ابوسفیان نے کہا۔ ہمارا عُزّیٰ (ایک بت کا نام ہے) تمہارا کوئی عُزّیٰ نہیں۔ حضور نے مسلمانوں کو حکم دیا۔ تم اس کو جواب دو۔ عرض کیا۔ کیا جواب دیں۔ فرمایا۔ کہو کہ اللہ ہمارا مددگار ہے۔ تمہارا مددگار نہیں۔

حضور نے مسلمانوں کو اس وقت بولنے کا حکم دیا۔ جب اُس نے اسلام کی بے حرمتی کرنا شروع کی۔ جب پہلی دفعہ اُس نے کہا۔ کیا تمہارا محمد زندہ ہے۔ تو حضور نے مسلمانوں کو جواب دینے سے منع کر دیا۔ تاکہ اُسے خوشی کے بعد ذلت نصیب ہو۔ حضور نے مسلمانوں کو بالکل خاموش رہنے کا حکم دیا۔ تاہم حضرت عمرؓ سے نہ رہا گیا۔ یہ حضرت عمرؓ کی بڑی بہادری اور شجاعت کی علامت ہے۔ اُس کا تین دفعہ ان تینوں کے متعلق ایک ایک کا نام لے کر پوچھنا کفر کے ترکش میں آخری تیر تھا۔ جب اُس کے یہ تیر ختم ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے اُسی کے تیر اُسی پر نشانے لگائے۔ اور کفر اپنے تیروں کا خود نشانہ بنا۔ نیز پہلی دفعہ اُس کے تینوں سوالوں کا جواب نہ دینا اُس کی انتہائی ذلت و اہانت تھی۔ جب جواب نہ ملنے سے اُس نے ان تینوں کو مقتول سمجھا اور اُس کا کبر و غرور انتہا کو پہنچ گیا تو حضرت عمرؓ نے اُس کا سارا غرور خاک میں ملا دیا۔ حضرت عمرؓ کا بولنا حضور کی نافرمانی نہ تھی۔ کیونکہ حضور نے اُس وقت جواب دینے سے منع کیا تھا۔ جب اُس نے کہا۔ کیا تم میں محمد زندہ ہے۔ کیا تم میں ابوبکر زندہ ہے۔ کیا تم میں عمر زندہ ہے۔ ان تینوں سوالوں کا جواب حضور کے حکم کے مطابق کسی مسلمان نے نہیں دیا۔ البتہ جب اُس نے یہ کہا کہ یہ تینوں قتل ہو گئے ہیں۔ تو حضور نے اس کا جواب دینے سے منع نہیں کیا۔ حضرت عمرؓ فوراً بول اُٹھے۔ اس کے بعد ابوسفیان نے کہا۔ ہم نے بدر کا انتقام لے لیا ہے۔ الحرب سجال (لڑائی ایک ڈول ہے کبھی بھر کر آتا ہے اور کبھی خالی) حضرت عمرؓ نے

Marfat.com

جواب دیا - تو بکتا ہے - ہمارے مقتولین جنت میں جائیں گے تیرے مقتولین دوزخ میں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں :- خدا نے احد کی لڑائی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ مدد کی تھی - لوگوں نے انکار کیا - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میری اس بات سے انکار کرنے والے کو خدا خود ہی جواب دیتا ہے :-

ولقد صدقکم اللہ وعدہ اذ تحسونھم باذنہٖ — خدا نے تم کو اپنا وعدہ سچ کر دکھایا جبکہ تم اُحد میں اُس کے حکم سے کافروں کو بہت قتل کرتے تھے۔"

شروع لڑائی میں مسلمانوں کو فتح ہو گئی تھی - حتےٰ کہ کافروں کا جھنڈا اُٹھانے والے نو افراد مارے گئے - اس کے بعد خدا کے حکم سے مسلمانوں کو غنودگی (اُونگھ) آ گئی - میدانِ جنگ میں مسلمانوں کو غنودگی آنا خدا کے فضل کی نشانی ہے - نمازیں، مجالسِ ذکر میں غنودگی کا آنا شیطان کی طرف سے ہے - بدر اور احد کی لڑائیوں میں مسلمانوں کو غنودگی آ گئی تھی - اس کے بعد فتح ہو گئی۔

صحابہ کرام کی خدمات

احد کی لڑائی میں فرشتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچا رہے تھے - صحیحین میں ہے - حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص فرماتے ہیں - میں نے احد کے دن دیکھا - دو شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کافروں سے بہت جنگ کر رہے تھے - میں نے اس سے پہلے اور اس کے بعد کبھی ان کو نہ دیکھا - صحیح مسلم میں ہے :- احد کی لڑائی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف سات انصاری اور مہاجرین رہ گئے تھے - جب کافروں نے ہجوم کیا تو حضور نے ارشاد فرمایا :-

من یردھم عنی ولہ الجنۃ - کافروں کو پرے کون دھکیلتا ہے اس کا معاوضہ جنت ہے۔

ایک انصاری آگے بڑھا اور کافروں سے خوب لڑا - حتیٰ کہ شہید ہو گیا - جب دوسری دفعہ کافروں نے ہجوم کیا تو حضور نے پھر یہی الفاظ دہرائے - دوسرا انصاری آگے بڑھا - اور کافروں سے خوب لڑا - حتےٰ کہ شہید ہو گیا - المختصر اسی طرح ساتوں انصاری شہید ہو گئے - حضور نے فرمایا۔

ما انصفنا اصحابنا - اس کے دو معنی ہیں - یا توف پر جزم ہے اور ب پر زبر - تو

Marfat.com

اس کے معنی ہوں گے۔ ہم دو قریشیوں نے انصار سے انصاف نہیں کیا۔ وہ یکے بعد دیگرے نکلتے رہے۔ اور شہید ہوتے گئے۔ اور ہم دونو قریشی کھڑے رہے۔ دشمن کا مقابلہ نہ کیا۔ یا ف پر زبر ہے اور ب پر پیش۔ تو اس کے معنی ہوں گے۔ مسلمان بھاگ گئے ہیں۔ انہوں نے ہم سے انصاف نہیں کیا۔ اور ہم صرف دس آدمی رہ گئے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں۔ احد کی لڑائی میں سب مسلمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ سب سے پہلے جو شخص حضور کی طرف پلٹا میں تھا۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ حضور کے سامنے کافروں سے بہت سخت جنگ کر رہا ہے۔ اور حضور کو بچا رہا ہے۔ میں نے کہا۔ لڑنے والا شخص خدا کرے طلحہ ہو۔ میرے ماں باپ تجھ پر قربان اے لڑنے والے شخص۔ خدا کرے تو طلحہ ہو میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔ تھوڑی دیر نہیں گزری تھی کہ حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح پرندہ کی طرح دوڑے ہوئے آئے۔ اور مجھ سے مل گئے۔ ہم دونو حضور کی خدمت میں پہنچے تو دیکھا حضرت طلحہؓ حضور کے سامنے پڑے ہیں۔ حضور نے فرمایا:-

دونکم اخاکم فقد أوجب۔ پہلے اپنے اس بھائی کو سنبھالو۔ اس نے اپنا فرض پورا کر کے جنت لے لی۔

حضور کے رخساروں میں دشمن کے ایک پتھر پھینکنے سے خود دب گیا تھا۔ اُس کے دو حلقے آپ کے رخساروں میں گھس گئے تھے۔ میں اُن کو نکالنے کے لئے نیچے جُھکا۔ حضرت ابوعبیدہ رضؓ نے کہا۔ اے ابوبکر! تم کو خدا کی قسم۔ تم پرے ہٹ جاؤ۔ یہ خدمت مجھے سرانجام دینے دو۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے اپنے دانتوں سے زنجیر کو پکڑ کر کھینچا تاکہ حضور کو ایذاء نہ پہنچے۔ زنجیر تو نکل آئی۔ لیکن حضرت ابوعبیدہ رضؓ کی داڑھ بھی صاف باہر نکل آئی۔ اس کے بعد میں دوسرے رخسار سے زنجیر نکالنے کے لئے نیچے جُھکا۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے پھر فرمایا اے ابوبکر! خدا کا واسطہ دے کر تم سے عرض کرتا ہوں تم پرے ہٹ جاؤ۔ میں نکالوں گا۔ انہوں نے بائیں داڑھ کے دانتوں سے زنجیر کو پکڑ کر کھینچا۔ زنجیر نکل آئی۔ لیکن حضرت ابوعبیدہ رضؓ کی بائیں داڑھ بھی صاف باہر نکل آئی۔ حضور نے پھر فرمایا۔

دونکم اخاکم فقد أوجب۔ پہلے اپنے بھائی کو سنبھالو۔ اس نے اپنا فرض پورا کر کے جنت حاصل کر لی

اب ہم حضرت طلحہ رضؓ کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان کی مرہم پٹی کی۔ ان کے جسم پر تلواروں کی پندرہ سولہ ضربیں تھیں۔

75

وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ

سیرۃ النبیؐ

حصہ اول

اس کتاب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مفصل حالات
درج ہیں

مُصَنَّفہ

ابو الفرح عبد الرحمٰن دہلوی

قیمت چار روپے

Marfat.com